تذکرہ

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رح

اردو ترجمہ

نافع السالکین

اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رح

اُردو ترجمہ

نافع السالکین

خواجہ محمد سلیمان تونسوی رح کے ارشادات و ملفوظات

کا

گراں قدر مجموعہ

ترجمہ

از صاحبزادہ محمد حسین للّٰہی

ناشر

شعاعِ ادب مسلم مسجد، چوک انارکلی لاہور

انتساب

شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدّین محمودی سُلیمانی سجادہ نشین تونسہ شریف

کے نام

ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ناشر	محمد حلیم
تعداد	ایک ہزار
قیمت	آٹھ روپے
مطبع	مرکنٹائل پریس لاہور
فون نمبر	۶۴۳۸۱

شعاعِ ادب ۔ لاہور

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی الاعلیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سید الوریٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ نجوم الہدیٰ

چودھویں صدی کے مشہور بزرگ حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے خاص مرید و خلیفہ مولانا محمد علی مونگیری رح سے پوچھا تھا۔ کہ تم نے کوئی عشق کی دکان بھی دیکھی ہے؟ اور پھر خود ہی فرمایا تھا۔ "ہم نے دو دکانیں دیکھی ہیں۔ ایک حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی کی اور دوسری حضرت شاہ آفاق نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ کہ ان دکانوں میں عشق کا سودا بکا کرتا تھا۔"[1]

حضرت مولانا کو چونکہ اپنا حصہ انہی دکانوں سے مل گیا تھا، اس لیے آپ کو مزید تلاش کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی ورنہ اسی زمانہ میں شمالی

---

[1] تذکرہ مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی، مؤلفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ہندوستان میں عشقِ الٰہی کی ایک بہت بڑی دکان ایک پٹھان نے بھی کھول رکھی تھی۔ جہاں سے ہندوستان، ایران، افغانستان، بلوچستان اور عرب کے طالبانِ حق، دولتِ عشق کی جھولیاں بھر بھر کرلے جاتے تھے۔ اس پٹھان کا نامِ نامی حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ دہلی سے مولانا محمد حیات ؒ سید حسن عسکری ؒ۔ صاحب زادہ نصیر الدین ؒ، راجپوتانہ سے حاجی نجم الدین ؒ، اودھ سے حافظ سید محمد علی ؒ، کابل سے سید مستان شاہ ؒ اور عرب سے سید احمد مدنی آئے تھے اور اسی دکان سے عشق کا سودا خرید کر کامیاب و سُرخ رو واپس گئے تھے۔

آج اگرچہ "سودائے عشق" اور "دوائے دل" بیچنے والوں کی دکانیں سُونی پڑی ہیں اور ہر طرف "مادی اجناس" اور "متاعِ مکر و فن" کے لین دین کی گرم بازاری ہے۔ تاہم "عشق و محبت" اور "سوز و گداز" کی جنسِ کمیاب ابھی بالکل نایاب نہیں ہوئی ہے۔ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی اس متاعِ گراں مایہ کے مخازن کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ تلاش شرط ہے۔

اور جو لوگ تلاش و جستجو کے باوجود بھی اس گوہرِ مقصود کا سراغ نہیں پا سکتے ہیں۔ ان کے لیے اللہ والوں کی صحبت کے برابر فیض حاصل کرنے اور اہل اللہ سے ایک قسم کی ملاقات کرنے کا نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ ان کے ملفوظات و مکتوبات کا مطالعہ کریں۔ بقول شاعر ؎

مخفی منم چوں بُوئے گُل در برگِ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

اہل اللہ کے ملفوظات ومکتوبات میں آج بھی دلوں کو عشقِ الٰہی کی گرمی پہنچانے اور معرفتِ حق کی چاشنی کا مزا دینے کی تاثیر موجود ہے۔ ان کے مطالعہ سے اللہ اور اس کے رسول ؐ کا عشق، مادیت ودنیا پرستی سے نفرت اور آخرت کی طلب ویاد دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔

اسی خیال کے پیشِ نظر راقم السطور نے تیرھویں صدی کے مشہور معروف عارف باللہ وعاشقِ حق، قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے مجموعہ ملفوظات "نافع السالکین" کا اردو میں ترجمہ کر کے عامتہ المسلمین کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھا، جس کے متعلق مولوی صالح محمد صاحب تونسویؒ نے "سیرتِ سلیمان" میں تحریر فرمایا ہے:۔

"اکثر روایات کتاب نافع السالکین سے لی گئی ہیں، جو آپ کا بہترین ملفوظ ہے، فاضل مصنف نے اس کتاب میں آپ کے بیشتر اقوال اور مواعظ کو جمع کر دیا۔ جس سے آپ کی تلقین اور تعلیم پر پوری روشنی پڑ سکتی ہے۔ یہاں اس کے چند اقتباسات لیے گئے۔ کاش کہ یہ کتاب پورے طور پر ترجمہ ہو کر ملک وملت کے پیش ہو جاتی۔ تو علمی دنیا کی بہترین خدمت ہوتی .... اے کاش اگر اس کی تجدید اور ترجمہ پر فوراً توجہ نہ کی گئی۔ تو چند دن میں یہ دُرِ نادرہ حسرت کے آنسوؤں کے ساتھ مٹی میں مل جائیں گے۔"

بلاشبہ اس مجموعہ ملفوظات میں وہ سب کچھ موجود ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے آج بھی ہماری تمام سماجی اور معاشرتی برائیوں کا قلع قمع ہو سکتا

ہے، اسلامی معاشرہ کی تطہیر کے لیے اس میں مجرّب نسخے درج ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے اس زمانہ کی ایک ایک برائی پر بالتفصیل کلام فرمایا ہے اور نہایت مؤثر طریقہ سے اس کو دُور کرنے کی تدبیر تبلائی ہے۔

اس دَور کے مشائخ، صوفیاء، علماء، امراء اور عوام میں جس قدر خرابیاں پائی جاتی ہیں، سب کی اصلاح کے لیے اس میں ہدایات موجود ہیں۔ دلچسپ اور شگفتہ ایسی کہ عوام و خواص، علماء و فضلاء، عشاق و زہاد، شعراء و امراء ہر طبقہ کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، بالخصوص مشائخ چشت کے لیے اس میں ایک پورا لائحہ عمل موجود ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر آج بھی دنیا کو سلف صالحین کا نمونہ دکھایا جا سکتا ہے اس لیے ضرورت ہے۔ کہ ہند و پاکستان کے مشائخ اس کتاب کو حرزِ جان بنائیں اور اپنی عام مجالس میں اس کو باقاعدہ پڑھوائیں۔

اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کرنے کا ایک محرک اور بھی ہے وہ یہ کہ عاجز راقم کی بڑی مدّت سے یہ خواہش تھی کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی جن کے دروازہ سے راقم کے آباؤ اجداد اور اسلامی دنیا کے بے شمار مشائخ نے دین کا درد اور معرفتِ حق کی دولت حاصل کی تھی۔ ایک مفصل و مبسوط سوانح حیات مرتب کی جائے۔ اس سلسلہ میں شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے بھی ہر طرح کی اعانت کا یقین دلایا۔ مگر حالات کی ناسازگاری اور کچھ راقم کی خرابیٔ صحت کے باعث اس کام کا بیڑا نہ اٹھایا جا سکا۔ مارچ ۱۹۶۰ء میں لائل پور کے مقام پر حضرت اقدس

مولانا الحافظ الحاج الشاہ عبدالقادر رائے پوری مدظلہ العالی کی مجلس میں جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی کتاب "الفتح الربانی" پڑھی جا رہی تھی یکایک عاجز کے دل میں خیال آیا۔ کہ سردست اگر "نافع السالکین" کا بامحاورہ اردو ترجمہ کر کے ملک و ملت کی خدمت میں پیش کر دیا جائے تو اس سے بہت دینی فائدہ ہو۔ چنانچہ چند ماہ کی لگاتار محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کام کی تکمیل ہو گئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ارباب ذوق کہاں تک اس کی قدردانی فرماتے ہیں۔

ترجمہ کے متعلق چند گزارشات

ترجمہ بامحاورہ اردو میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور قرآنی آیات، احادیث اور عربی عبارات کا ترجمہ اردو میں کر دیا گیا ہے، لیکن فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اکثر اشعار واقعات کی تفسیر و تائید میں موقعہ و محل کے مطابق استعمال کیے گئے ہیں جن کا مفہوم خودبخود واضح ہو رہا ہے۔ دوسرے اشعار کا ترجمہ کرنے سے وہ بات نہیں رہتی جو اشعار میں ہوتی ہے۔ یوں بھی اشعار کا ترجمہ اہل ذوق پر بہت گراں گزرتا ہے۔ ایک دو مقامات پر مسئلہ وحدت الوجود کی حل عبارات کا ترجمہ عوام کے لیے محل فتنہ سمجھ کر عمداً نہیں کیا گیا۔

جہاں کہیں کسی مسئلہ کی وضاحت کے لیے ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ حاشیہ میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے اور کتاب کا نام "تذکرہ سلیمان" رکھا ہے۔ ابتدا میں حضرت خواجہ رح کی مختصر سوانح بھی لکھ دی گئی ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ عاجز راقم اپنی کوششوں میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ البتہ اہل

بصیرت کی خدمت میں اتنی گزارش ضرور ہے کہ جو کوتاہیاں ان کو اس ترجمہ میں نظر آئیں۔ ان سے عاجز کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ان کا تدارک ہو جائے۔

آخر میں میں اپنے مشفق و مہربان دوست مولانا عبد المغنی صاحب ایم۔اے سابق صدر شعبۂ اردو و فارسی راجستان یونیورسٹی حال مقیم کراچی کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کے بعض مشکل مقامات کے حل کرنے میں مدد دی۔ اور اپنے مفید مشوروں سے راقم کو مستفید فرمایا:

محمد حسین للّٰہی
خانقاہ چشتیہ سلیمانیہ۔ للّٰہ شریف۔ ضلع جہلم

مختصر حالات حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس اللہ سرہٗ العزیز

سلطان التارکین، برہان العاشقین خواجۂ خواجگان حضرت محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ تیرھویں صدی کے چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے نہایت عظیم الشان اور ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ آج بھی ہندوپاکستان کے سینکڑوں مشائخ آپ کو اپنا روحانی مورثِ اعلیٰ اور لاکھوں مسلمان آپ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے لاکھوں انسانوں نے روحانی و باطنی فیض حاصل کیا۔ لاکھوں کو کلمہ نصیب ہوا۔ ہزاروں کی زندگیاں آپ کی صحبت کی برکت سے بدل گئیں۔ ہزاروں انسانوں کو عشقِ الٰہی اور معرفتِ حق کی چاشنی معلوم ہوئی اور تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے متواتر ساٹھ سال تک مسندِ ارشاد پر بیٹھ کر تعلیم و تلقین کا جو ہنگامہ برپا رکھا۔ اس کے اثر سے ہندوپاکستان کا کونہ کونہ نورِ اسلام سے منور ہو گیا بلکہ ہندوستان سے باہر افغانستان، ایران اور عرب تک آپ کا فیض پہنچا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاءُ۔

ولادت و خاندان

آپ ۱۱۸۳ھ مطابق ۱۷۶۹ء میں کوہستان گرگوجی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسمِ گرامی زکریا تھا جو کہ افغانوں کے جعفر قبیلہ کے سردار تھے اور صاحبِ علم و فضل تھے۔ نسب نامہ

اس طرح ہے۔ زکریا بن عبدالوہاب بن عمر بن خان محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

تعلیم بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ سعادت مند والدہ نے اقبال مند بیٹے کی تعلیم کا اہتمام کیا اور قرآن مجید حفظ کرنے کے لیے ملا یوسف جعفر کے سپرد کیا۔ پہلے پندرہ سیپارے ان سے پڑھے۔ باقی کلام مجید اپنے ہم قوم حاجی صاحب کی خدمت میں یاد کیا۔ چند رسالے فارسی کے بھی انہی سے پڑھے۔ پھر میاں حسن علی صاحب کے پاس تونسہ میں آکر پڑھنا شروع کیا۔ فارسی نظم ونثر کی کتابیں ان سے پڑھیں۔ اور پھر میاں ولی محمد صاحب کی خدمت میں لانگھ چلے گئے۔ یہ مقام تونسہ سے پانچ کوس مشرق کی جانب دریائے سندھ کے کنارے واقع تھا۔ اس کے بعد آپ کوٹ مٹھن چلے گئے۔ اس وقت کوٹ مٹھن میں حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کے خلیفہ قاضی محمد عاقل صاحب اور ان کے صاحب زادے قاضی احمد علی صاحب، نے ایک دارالعلوم قائم کر رکھا تھا۔ جہاں علوم دینیہ کی انتہائی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہاں آپ نے منطق اور فقہ کی کتابیں پڑھیں[1]۔ تصوف کی بعض کتابیں آداب الطالبین، فقرات، عشرہ کاملہ، فصوص الحکم وغیرہ اپنے شیخ قبلۂ عالم سے پڑھیں[2]۔

بیعت و سلسلۂ طریقت آپ کا سلسلۂ طریقت قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اور فخر الاولین والآخرین حضرت خواجہ مولانا فخر الدین دہلوی کے واسطہ سے سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین

---

[1] مناقب المحبوبین، خاتم سلیمانی۔ ۱۲۔ [2] خاتم سلیمانی

چشتی اجمیری تک اور آخر میں حضرت سرور عالم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

پندرہ سولہ برس کی عمر میں جبکہ آپ کوٹ مٹھن میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ آپ نے ایک دن سنا۔ کہ اوچ کے مقام پر قبلۂ عالم حضرت مہاروی تشریف لائے ہیں۔ اس زمانہ میں آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ قبلۂ عالمؒ سے سماع کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے اُوچ روانہ ہو گئے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں پہنچے تو دنیا ہی بدل گئی۔ تین روز وہاں رہے لیکن حضرت سے بات کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ قبلۂ عالمؒ بھی تاڑ گئے اور حضرت قاضی صاحبؒ سے آپ کے متعلق پوچھا۔ جب قاضی صاحب نے بتایا۔ کہ یہ فقیر امر معروف کے ارادہ سے یہاں آیا ہے تو فرمایا:۔

آرے بسیار بلند ہمت و وسیع نہضت بنظر مے آید (منتخب المناقب)

آخری روز جب رخصتی کا سلام کرنے قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبلۂ عالمؒ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیے اور حضرت سید جلال الدین بخاریؒ کے مزار کے سرھانے لے جاکر آپ کو بیعت کر لیا۔

تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا فخر الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کو فرمایا تھا کہ کوہستانِ سلیمان کی بلند چوٹیوں پر ایک شہباز بلند پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک ہو گی اور فرمایا۔ کہ کوہستانِ سلیمان کا ایک سلیمان ملک سلیمان کا وارث ہو گا۔ جاؤ اور گوہرِ مقصود کو ہاتھ میں لاؤ۔ چنانچہ ہر سال قبلۂ عالمؒ اس شہباز کی تلاش

میں اوچ اور کوٹ مٹھن کی طرف آتے، شکار کو دام میں لانے کے بعد پھر اس طرف کبھی نہیں آئے۔[1]

چھ سال تک خواجہ تونسویؒ قبلۂ عالمؒ سے باطنی استفادہ کرتے رہے قبلۂ عالمؒ نے بھی بیش از بیش توجہات آپ پر مبذول رکھیں اور تھوڑے عرصہ میں تمام روحانی منازل طے کرا کر بائیس سال کی عمر میں اجازت و خلافت دے کر مسندِ ارشاد پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ اپنی توجہ اور تربیت کے دوران میں فرماتے :-

این طفلک، در دریافت کردنِ و گرفتن چیزے از ما مارا متعجب و حیران گردانیده، حق تعالیٰ این را چه وسیع و پُر حوصله نموده که هر چیز بگیرد استعداد و قابلیت فوقِ آں داشته باشد[1]

اس لڑکے نے روحانی اسرار اور نعمتِ الٰہی کے حاصل کرنے میں ہم کو متعجب و حیران کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کس قدر وسیع حوصلہ بنایا ہے کہ جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کی استعداد اور قابلیت اس سے کئی درجہ بڑھ کر ہوتی ہے۔

مسندِ ارشاد و تلقین پر جلوہ افروزی

حضرت قبلۂ عالم کی وفات کے بعد قبلۂ عالمؒ کے حکم کے مطابق آپ تونسہ شریف میں آ کر مقیم ہو گئے۔ سب سے پہلے آپ سے شیخ جمال الدین چشتی اور

---

[1] سیرۃ سلیمان بحوالہ منتخب المناقب

خلیفہ اعظم مولانا محمدؐ یاراں صاحب نے بیعت کی۔ رفتہ رفتہ خوشبوئے ولایت چار دانگِ عالم میں پھیلنا شروع ہوئی اور بیعت کا سلسلہ اتنا وسیع ہوا کہ اسلامی دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ رہا۔ جہاں آپ کے مریدین یا خلفاء موجود نہ ہوں۔ تقریباً چونسٹھ سال تک آپ نے سجادۂ مشیخیت پر بیٹھ کر ظاہری و باطنی علوم کے دریا بہائے۔ تونسہ کو آپ نے ایک دارالعلوم بنا دیا۔ سینکڑوں علماء دور دراز مقامات سے آکر یہاں مقیم ہوگئے۔ علاوہ ازیں سینکڑوں علماء آپ سے روحانی فیض حاصل کر کے اسلامی دنیا میں پھیل گئے اور تبلیغ و اشاعت دین کرتے رہے۔ اربابِ سیر لکھتے ہیں کہ مدرسہ میں پڑھانے کے واسطے مستقل طور پر پچاس پچاس جید علماء مقیم رہتے[۱] اور علوم دینیہ کی انتہائی تعلیم دی جاتی۔ آپ خود بھی تصوف کی کتابوں کا درس دیتے۔ جیسے احیاء العلوم للغزالیؒ۔ فتوحات مکیہ۔ فصوص الحکم وغیرہ آپ اپنے خاص خاص خلفاء کو باقاعدہ پڑھاتے۔ دو دو ہزار تک صرف طالب علم صبح شام آپ کے لنگر سے پیٹ بھرتے۔ علاوہ ازیں اڑھائی اڑھائی ہزار مساکین کو آپ کے لنگر سے صبح و شام کھانا ملتا[۲] اگرچہ آپ کے چند ہمعصر مشائخ کے لنگر بھی بہت وسیع تھے۔ جیسا کہ دہلی میں حضرت شاہ غلام علیؒ کی خانقاہ میں پانچ پانچ سو فقیر مقیم رہتے تھے[۳] اور پنجاب میں شاہ امام علی مکانویؒ اور حضرت قاضی محمد عاقلؒ چشتی کی خانقاہیں معمور خانقاہیں تھیں لیکن جو بات تونسہ میں نظر آتی ہے۔ آپ کے لنگر کو چلانے کے لیے پورا ایک

---

[۱] تاریخ مشائخ چشت۔ [۲] سیرۃ سلیمان۔ [۳] آثار الصنادید مصنفہ سر سید احمد خاں۔

محکمہ تھا اور اس میں ضرورت کی ہر شے موجود رہتی تھی۔ حجام، لوہار، موچی، آب کش، طبیب، منشی وغیرہ باقاعدہ ماہانہ تنخواہ پاتے تھے۔ درویشوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اور احتیاج باقی نہ رہی تھی۔ لکھتے ہیں کہ طلباء اور اساتذہ کی دوائیوں کا خرچ ایک ماہ میں اس زمانہ میں پانچ سو یا سات سو روپیہ[1] نکلا۔ منشی نے اطلاع دی تو آپ کو سخت غصہ آیا اور فرمایا۔ کہ اگر پانچ ہزار بھی دوا پر خرچ آئے تو مجھے اطلاع نہ کی جائے، کیا درویشوں کی جان کے مقابلہ میں روپیہ کی کچھ حقیقت ہے۔" ہر درویش کو تین پاؤ پختہ روٹی ملا کرتی تھی، چھ مہینے کے بعد کپڑے اور جوتیاں، علاوہ ازیں ایک سیر تیل اور کچھ گھی ملتا۔ علماء کو ایک سیر پختہ روزینہ، سیر بھر گھی ماہانہ اور ایک سیر تیل ملتا، لباس چھ ماہ کے بعد ملتا اس کے ساتھ ایک لنگی اور ایک گوسفند بھی ملتا۔

مکارم اخلاق آپ کے مکارم اخلاق کی پوری تصویر پیش کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ یہ مجموعۂ ملفوظات بھی آپ کے اخلاق ہی کی تفسیر و تشریح ہے۔ آپ کے زہد و اتقاء، صبر و توکل علی اللہ، جود و سخا، مسکین نوازی و غرباء پروری، قناعت و ایثار، عفو و صبر، تحمل، تسلیم و رضا، غیرت و حمیت دینی، اتباع سنت، استغناء و سیر چشمی، استغراق و محویت، دنیا سے بے تعلقی اور تبلیغ و ترویج دین سے متعلق واقعات کی تفصیل میں بے شمار تذکرے اور تاریخیں لکھی جا چکی ہیں، یہاں تفصیلاً کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔

---

[1] تاریخ مشائخ چشت بحوالہ خاتم سلیمانی و سیرت سلیمان۔ [2] تاریخ مشائخ چشت۔

سب اعلیٰ صفات میں سے جود و سخا اور مسکین پروری کی صفت آپ میں بہت بڑھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ کا وصال ہوا تو علماء نے آپ کی غربا نواز فطرت کے لحاظ سے آپ کی وفات کا مادۂ تاریخ بھی "غربا نواز" سے نکالا[1]۔

آپ کے کشف و کرامات کے بے شمار واقعات حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں اولیاءِ متقدمین میں بھی سوائے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے اور کہیں نظیر نہیں ملتی۔

مقبولیت

آپ کی مقبولیت عنداللہ و عندالناس کی وضاحت کے لیے صرف ایک واقعہ لکھ دینا کافی ہوگا۔ جو تمام تذکروں، مناقب المحبوبین، منتخب المناقب، خاتمِ سلیمانی اور سیرتِ سلیمانؒ میں بالتفصیل درج ہے۔ اور مولانا محمد حسین پشاوریؒ نے اس واقعہ کو منظوم بھی کیا ہے۔ یہ نظم مناقب المحبوبین میں درج ہے، وہ واقعہ اس طرح ہے۔ کہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۶۷ھ کو آپ اپنے حجرہ میں محوِ عبادت تھے کہ یکایک تونسہ مقدسہ میں مخلوقِ خدا کا ایک انبوہِ کثیر جمع ہو گیا، تونسہ سے باہر تودہ ہائے ریگستان اور تونسہ کے گلی کوچے لوگوں سے بھر گئے۔ لوگ فرطِ جوشش میں ایک دوسرے پر گرے جاتے تھے۔ دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا۔ کہ کل شام جو شخص جہاں تھا۔ اس نے ایک آواز سنی کہ جو شخص کل ۱۲ ربیع الاوّل کو خواجہ تونسویؒ کی زیارت سے مشرف ہوگا وہ جنتی ہوگا۔ چنانچہ لوگ ۶۰۔۷۰ میل کی مسافت طے کر کے حاضرِ آستان ہوئے، جوق در جوق ایک

---

[1] سیرتِ سلیمانؒ

دروازے سے آتے اور زیارت کرکے دوسرے دروازے سے نکل جاتے۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا: "اِعْتِقَادُكُمْ يَنْفَعُكُمْ" (تمہارا اعتقاد تمہیں نفع دیتا ہے) بعدہٗ حرم سرا میں تشریف لے گئے تو عورتوں نے زیارت کی۔

مقبولیت عند اللہ کے متعلق مصنف سیرۃ سلیمان لکھتے ہیں کہ میرے جد امجد حاجی محمد خاں کاتب کو شاہ محمد باقر چشتی نے پاک پٹن میں فرمایا تھا۔ کہ تمہارے شیخ قطبی اور غوثی کے مراتب طے کرکے محبوبی کے درجہ کو پہنچ چکے ہیں ایسی طرح مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ مولوی دیدار بخش پاک پٹنی نے ایک دفعہ جرأت کرکے پوچھا۔ کہ "حضرت اس وقت قطب مدار یعنی غوث کون ہے؟" تو فرمایا "تو ہیں سے توں۔" یعنی اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا۔ مؤلف مناقب نے حجاز کے ایک مجذوب کے چند کلمات حضرت خواجہؒ کے متعلق نقل کیے ہیں۔ اس نے ایک شخص حاجی عبداللہ کو کہا: "اَيْنَ شَيْخُكَ؟" انہوں نے کہا "فِي بِلَادِ الْمُلْتَانِ" کہنے لگا "ہاں ہاں سلیمان" پھر کہنے لگا۔ "هو شيخنا هو تاجنا هو شيخ المغرب والمشرق ولي الله كثير الاخليفة الله واحد وهو خليفة الله"

آپ کی مقبولیت عند الناس کے متعلق سر سید احمد خاں مرحوم خود کہ آپ کے ہمعصر تھے۔ آثار الصنادید میں لکھتے ہیں۔ "ان کی شہرت قاف سے قاف تک ہے۔"

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی چشتی دیوبندیؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اپنے زمانہ کے آفتاب تھے۔" (بیان کردہ سید انور حسین بدی نفیس رقم)

علماء اور عوام کے علاوہ بڑے بڑے والیان ریاست اور جاگیردار نیازمندانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اکثر والیان ریاست کا معمول تھا۔ کہ گدی پر بیٹھتے وقت

آپ کے دستِ مبارک سے پگڑی بندھواتے، بہاول پور کے نواب صاحب، افغانستان سے شاہ شجاع اور امیر دوست محمد خاں اور پنجاب، سرحد اور افغانستان کی چھوٹی بڑی ریاستوں کے نواب کئی دفعہ آپ کی خدمت میں عقیدت و ارادت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بے شمار شعراء نے ہندی، فارسی اور عربی میں نعتیں اور قصائد لکھے، یہ سب نعتیں اور قصائد عقیدت و ارادت کی تعداد میں ہیں جن سب کو ہم بخوفِ طوالت یہاں نقل نہیں کر سکتے۔ صرف دو دو تین تین اشعار نمونۃً یہاں نقل کیے جاتے ہیں:-

محمد نغزی پشاوری ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں:-

سلطان چار طاق و سلیمانِ نُہ رواق　　خانِ جہاں جانِ جہانبانِ جن و ناس
نغزی اگر بہ لطف کنی خدمتش قبول　　منت نہد بجان و بجا آورد سپاس

ایک اور قصیدہ میں نغزی کہتے ہیں:-

قطبِ زماں و ماہِ زمیں عروۃ المتین　　نورِ جبین و چشمِ یقین کعبۂ خطر
شمعِ ہدیٰ امینِ خدا نائبِ نبی　　کاندر جہانش بودہ و رائے جہاں مقر
تاج العلا بہ شاہِ سلیماں کہ دائمش　　می گشت طائرانِ بہشتی بہ گردِ سر

حکیم محمد بخش اجودھنی ایک نعت میں کہتے ہیں:-

بہ عالم جلوہ گر شد صورتِ اسرارِ رحمانی　　بایں فخر و بایں نور و بایں شانِ سلیمانی
ہماں نورِ جہاں آرا کہ شد اندر عرب پیدا　　ہمانا در عجم آمد بہ کرو فرِّ افغانی

صاحبِ منتخب متخلص بہ ذوقی فرماتے ہیں:-

اے شاہِ شاہانِ جہاں　　وے آفتابِ ملکِ جاں

شہباز اوج لامکاں عنقائے مغرب بے نشاں
خواجہ سلیماں دستگیر

مولوی خدا بخش تغلانی ایک ہندی مناجات میں کہتے ہیں :-

سنگھر تھیا روشن حید دل اٹھا بھر یا حق تونسوی بہرہ لدھا پنجاب، ہندستان، دکن، دہلوی
گجرات پورب لکھنؤ چین و ماچین دہا تنسوی قندھار کابل بلخ تے ماہے بخارا غزنوی
مشرق کنوں مغرب تائیں ہر جاتے پہتا دنج شعاع

حاجی نجم الدین صاحب مؤلف مناقب المحبوبین فرماتے ہیں :-

دردا کہ غوث الاعظم راہی سوئے جناں شد از ہجر او دو عالم پُر شور و پُر فغاں شد
از سالِ انتقالش ہاتف مرا بگفتہ محبوبِ ذاتِ حق بود اندر زمیں نہاں شد

حضرت حافظ محمد علی خیر آبادی متخلص بہ مشتاق فرماتے ہیں :-

دلم بر بود جانانے کہ آنی دلستاں دارد شکر لب خندہ نمکینی خمار میکشاں دارد
بیا مشتاق زیں بگذر تو خاکپائے سلیماں شو کہ ہر کس از جمالِ او کمالِ بیکراں دارد

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی فرماتے ہیں :-

شہیدِ تیر آں ترکم از ابرو کماں دارد خدنگ از دستِ او خوردم کہ از مژگاں نشاں دارد
صبا با آں طبیبِ عشق حالِ مولوی برگو کہ بس عمر یست ایں بیمار سر بر آستاں دارد

حضرت مولانا شمس الدین سیالوی فرماتے ہیں :-

مقیم کوئے آں شاہم کہ اعلیٰ آستاں دارد ملوکش جملہ منعون و ملائک پاسباں دارد
مثالِ عشق ما با آں شہِ خوبانِ عبرانی چو آں زلیخہ کہ در دستے نہ دیدہ رایگاں دارد

استغراق و جذبۂ عشق | آپ پر اکثر وجد و محویت کی حالت طاری رہتی تھی۔ اور

جذبۂ شوق میں بعض اوقات بے اختیار آنکھوں سے خون جاری ہو جاتا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ قوال نے کوئی عمدہ شعر پڑھا اور آپ گھنٹوں بے خود و بے ہوش پڑے رہا رہے[1]

مؤلف سیرت سلیمان لکھتے ہیں "کہ آپ نے علماء کے پاس ادب سے مجلس سماع ترک کر دی تھی تاہم جب کبھی طبیعت بھر آتی اپنے قوال احمد نامی کو تخلیہ میں بلا کر غزلیں سنتے۔ ایک دفعہ احمد کو ہندی غزل گانے کا حکم دیا جس کا ایک شعر یہ تھا۔

پریم پیالہ اساں ہنس رس پیتا   جو کجھ کیتا سانوں تیرے نیناں کیتا

آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ بار بار آستین کو اونچا کرتے تھے۔ تھوڑے وقفہ کے بعد آنکھوں سے خون جاری ہو گیا حجرہ کا دروازہ بند تھا۔ آواز نکل رہی تھی۔ لکھتے ہیں کہ اس رات آپ پر سوزش عشق کا یہ اثر تھا۔ کہ باہر کے تمام لوگ تڑپ رہے تھے۔"...... جب آپ پر مستی اور عشق کی آگ غالب ہوتی تو باوجود سخت سردی کے کمرہ بھٹی کی طرح تپ جاتا۔"

دو مرض الموت میں آپ پر عشق الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ باوجود کڑاکے کی سردی کے حجرہ میں پسینہ آتا تھا اور کمال بے تابی سے فرماتے تھے:۔

منہ توں پلڑا دور کر گلاں کرائیں رج

ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"عشق کے معاملات میں چھیڑنے کا بہانہ ہوتا کہ شعر و اشعار کی جھڑی لگ

---

[1] سیرت سلیمان بحوالہ مناقب سلیمانی

جاتی۔ ایک دن مولوی نور جہانیاں بہاولپوری نے پوچھا۔ حضرت عشق کیا ہے۔ فرمایا "العشق نار یحرق ماسوی اللہ" اکثر عشق کو خطاب کرکے آپ یہ شعر پڑھا کرتے ؎

مرحبا عشقا بیا خوش آمدی ۔۔۔ در دلم جا کن کہ دلکش آمدی
آمدی دبُردی از ما صبر و تاب ۔۔۔ خانہ ات آباد اے خانہ خراب

بعض لوگوں کو حصولِ عشق کے لیے یہ دعا سکھا دی تھی۔ "اللھم اذقنا حلاوۃ الحب فی محبت اللہ"[1]

اتباعِ سُنّت

آپ کو تمام عمر اتباعِ سنّت کا بہت خیال رہا۔ اور عبادات و معاملات میں سے کبھی کوئی فعل خلافِ سنّت نہیں کیا۔ ساری عمر میں کبھی نماز دیر سے یا آخر وقت میں نہیں پڑھی۔ استغراق و محویت اور عشقِ الٰہی کی مستی کے باوجود کبھی کوئی کلمہ خلافِ شریعت منہ سے نہیں نکلا۔ آپ کا قول تھا۔ کہ ہمارا اصلی کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہے۔ اگر ایک شخص ہوا میں اڑتا ہُوا نیچے اتر آئے لیکن اس کا کوئی ایک فعل بھی خلافِ شریعت ہو تو وہ کوئی چیز نہیں۔ ایک دفعہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں پاؤں قرآن مجید پر ہیں۔ گھبرا کر چونک اٹھے اور بہت پریشان ہوئے۔ مولانا محمد عابد صاحب سوکڑی سے تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے عرض کیا کہ خدا نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ظاہری اور باطنی متابعت عطا فرمائی ہے کہ آپ کے دونوں قدم قرآن مجید کے احکام پر ثابت ہیں[2]

---

[1] سیرتِ سلیمان بحوالہ مناقب سلیمانی [2] مناقب سلیمانی و نافع السالکین۔ ۱۲۰۔

شمائل ولباس تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ آپ کی شکل وصورت حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی شکل وصورت کے مشابہ تھی۔ چہرہ گول اور پُر گوشت قدرے درازی مائل، پیشانی کشادہ، رنگ گندمی سفیدی مائل، بینی دراز، ابرو پیوستہ نہیں تھے۔ آنکھیں خوب صورت، پلکیں لمبی، کان متوسط، ریش مبارک نہ بہت گھنی نہ تیلی، قد اوسط درجے پر دراز تھی۔ جسامت میں قدرے بھاری تھے، دیکھنے والے پر آپ کی شکل وصورت کا نہایت دل کش اثر پڑتا تھا۔ چوں کہ آپ کے مزاج میں نفاست اور طبیعت میں نظافت تھی۔ اس لیے آپ کو لباس میں خوب صورتی اور پاکیزگی کا خاص خیال رہتا تھا۔ بھدّے اور میلے لباس سے سخت نفرت کرتے تھے۔ گرمی کے موسم میں سر پر سفید قادری ٹوپی پہنتے جو نہایت خوب صورت کٹی ہوئی اور اس کے گرد حاشیہ لگا ہوا ہوتا تھا اور سردیوں میں سُرخ چھینٹ یا مشروع کی روئی دار ٹوپی پہنتے، ململ یا لٹھا کا سفید پیراہن زیب تن فرماتے۔ نواب صاحب بہاول پور کا دستور تھا۔ کہ سردی کے موسم میں روئی کی ایک لمبی قبا تیار کروا کر بھیج دیتے جس کے گریبان پر زردوزی کا کام ہوتا تھا۔ آپ اس کو استعمال فرماتے۔ نیچے کبھی تہہ بند باندھتے اور کبھی پاجامہ استعمال فرماتے۔ چارپائی پر غالیچہ یا روئی کی خوب صورت توشک بچھی رہتی جس پر آرام فرماتے[1]

وصال ۱۲۶۷ھ میں صفر کا چاند نمودار ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: "ہمارے سفر کا مہینہ ہے۔ خدا خیر کرے۔" یکم صفر کو زکام کی شکایت ہوئی

---

[1] مناقب المحبوبین۔

اور ایک ہفتہ بیمار رہے۔ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ میں تہجد کی نماز کے بعد پاس انفاس کے شغل میں مشغول تھے کہ روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنی اصل سے جا ملی۔ عرصۂ بیماری میں آپ اپنے اوراد و وظائف اور نوافل وغیرہ حسب معمول اپنے اپنے اوقات پر ادا کرتے رہے اور تمام نمازیں با جماعت ادا کیں۔ بیقراری و بے تابی کے باوجود لوگوں کے عرض معروض غور سے سنتے رہے اور دعائیں دیتے رہے حتیٰ کہ فرمایا میں حاضرین و غائبین سب کے لیے دعا کرتا ہوں۔ آخری رات یہاں جب کہ مرض کی شدت تھی ہندی کا یہ سخن بار بار الاپتے تھے[1]

منہ توں پلہ اوڈ ر کر گلاں کرائیں رج

عمر مبارک ۸۴ سال ہوئی۔ جمعہ کی شب حجرہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ نواب صاحب بہاول پور نے ایک لاکھ کے صرفہ سے سنگ مرمر کا نمائی شان روضہ تیار کرایا۔ علماء و فضلاء نے بے شمار تاریخیں و مرثیے لکھے۔ مفتی صدر الدین صاحب دہلوی نے تاریخ لکھی جس کا مادہ یہ ہے:۔

"رحمت للعالمین قطب الورا ہے"

مولوی حسین علی فتحپوری نے تاریخ لکھی جس کا مادہ یہ ہے:۔ ۱۲۶۷

"بگفت او آفتاب چشتیاں بود"
۱۲۶۷ھ

مولوی محمد حسین صاحب پشاوری نے تاریخ لکھی جس کا مادہ یہ ہے:۔

"گشت پنہاں آفتابے زیر میغ"
۱۲۶۷

خلفاء ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک آپ مسند مشیخت پر جلوہ افروز رہے اس عرصہ میں مختلف بلاد اسلامیہ سے ہزاروں کی تعداد میں طالبان خدا

[1] سیرت سلیمان - ۱۲ -

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دین کا درد، معرفتِ حق اور عشقِ الٰہی کی دولت لے کر واپس لوٹے۔ سینکڑوں علماء کو آپ نے روحانی منازل طے کرا کر خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ جن کی تفصیل مختلف تذکروں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یہاں چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں:-

۱۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ = آپ کے پوتے اور جانشین تھے۔ مولانا فضلِ حق خیر آبادی کا مشہور علمی خاندان انہی کے حلقۂ مریدین میں شامل تھا۔

۲۔ صاحبزادہ غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب = حضرت مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہٗ کے پوتے تھے۔ بہادر شاہ ظفر کو ان سے عقیدت تھی۔

۳۔ خلیفہ محمد باراں صاحب کلاچویؒ = سب سے پہلے انہی کو خلافت ملی۔

۴۔ صاحبزادہ نور بخش صاحب نبیرۂ قبلۂ عالم مہارویؒ

۵۔ حضرت حافظ سید محمد علی صاحب خیر آبادیؒ = علامۂ زماں مولانا فضلِ حق خیر آبادی نے ان سے فصوص الحکم کا درس لیا تھا۔ (مناقب حافظیہ) حضرت حافظ صاحبؒ کے ایک نامور خلیفہ مولانا احسن الزماں تھے جنہوں نے حیدر آباد دکن میں

	چشتیہ سلسلہ کی اشاعت کی
۶۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مکھڈی رح	= بڑے جید عالم اور بڑے پائے کے بزرگ تھے۔
۷۔ حضرت حاجی نجم الدین صاحب رح مصنف مناقب المحبوبین	= آپ کے بیشمار خلفاء تھے جنہوں نے راجپوتانہ کے بہت سے مقامات پر خانقاہیں قائم کیں۔ ان میں سے مولانا حکیم سید محمد حسین امروہی بہت بڑے عالم اور صاحب تصانیف کثیر تھے۔
۸۔ حضرت مولانا فیض بخش للّٰہی رح	= بیکانیر کے علاقہ میں سلسلہ کی اشاعت کی۔ آپ کے جانشین مولانا حافظ ناصرالدین تھے۔ کچھ حالات کتاب کے آخر میں لکھے گئے ہیں۔
۹۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی رح	= پنجاب میں چشتیہ سلسلہ کی اشاعت کی بے شمار لوگوں کو آپ نے خلافت دی۔ پیر حیدر شاہ جلال پوری رح۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رح۔ صاحبزادہ خواجہ محمد الدین صاحب رح۔ مولوی فضل الدین چاچڑی رح اور مولوی معظم الدین مردلوی آپ کے نامور خلفاء تھے۔

۱۰- سید حسن عسکری دہلویؒ

۱۱- مولانا محمد حیات دہلویؒ

۱۲- مولانا امام الدینؒ مصنف نافع السالکین

۱۳- شیخ احمد مدنیؒ

۱۴- سید مستان شاہ کابلی

۱۵- میاں نظام الدین صاحب ساکن بمبئی

۱۶- پیر محمد فاضل شاہ ساکن گڑھی شریف

ان کے خلفاء میں سے خواجہ احمد میرویؒ اور خواجہ نور احمد پساویؒ مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔

اولاد و جانشین

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ گل محمدؒ اور خواجہ درویش محمدؒ۔ دونوں حضرت خواجہؒ کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے۔ اس لیے آپ کے بعد آپ کے پوتے خواجہ اللہ بخش جانشین ہوئے۔ حضرت خواجہ اللہ بخشؒ کو تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ تونسہ شریف میں اس وقت جتنی عمارات از قبیل لنگر خانے، سرائیں اور مسجدیں ہیں یہ سب انہی کے بنوائے ہوئے ہیں۔ آپ بہت بلند اخلاق اور نہایت ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ اپنے دادا کی طرح بہت غریب پرور تھے اور دنیا داروں کو بہت حقیر اور بے مقدار خیال کرتے تھے اور دنیا داروں کو بہت حقیر اور بے مقدار خیال کرتے تھے۔ بالخصوص انگریز سے بہت نفرت تھی۔ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو آپ نے وصال فرمایا، آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ حافظ موسیٰؒ، حافظ احمدؒ اور خواجہ حافظ محمود صاحبؒ، آپ

کے بعد پہلے حافظ محمد موسیٰ صاحبؒ اور پھر خواجہ حافظ محمود صاحبؒ مسند نشین ہوئے۔
حضرت خواجہ محمود صاحبؒ بڑے فاضل اور بڑے صاحب ذوق بزرگ تھے۔ مثنوی مولانا رومؒ کا باقاعدہ درس دیتے تھے جس میں بڑے بڑے علماء شریک ہوئے تھے۔

خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کے بعد ان کے صاحب زادے خواجہ محمد حامدؒ مسند نشین ہوئے۔ ان کے بعد خواجہ حافظ سدید الدین صاحب مسند نشین رہے اور آج کل خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ، سجادہ نشین ہیں۔

حضرت خواجہ محمودؒ کے جانشین، ان کے صاحب زادے شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ نظام الدین صاحب مدظلہ العالی ہوئے جو آج کل سجادہ نشین ہیں! ور مشائخ سلسلہ کی روایات کو قائم کیے ہوئے ہیں۔ غریب پروری اور جود وسخا میں اپنی مثال آپ ہیں۔ فرق باطلہ کے خلاف چلنے والی کئی ایک تحریکات کی آپ سرپرستی فرماتے ہیں۔ اور تبلیغ و ترویج دین میں کوشاں رہتے ہیں۔

تذکرہ

حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ

ترجمہ

نافع السالکین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ
والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اہلِ درد کے راستہ کی خاک فقیر امام الدین کہتا ہے کہ منبعِ اسرارِ سبحانی، موردِ انوارِ یزدانی، قدوۃ السالکین، شمس العارفین، سلطان العاشقین، ملک التارکین حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس سرہٗ کی زبانِ مبارک سے میں نے کچھ ارشادات سنے تھے۔ ان کو میں نے جمع کیا ہے اور کتاب کا نام نافع السالکین رکھا ہے۔ اب ہر ایک پڑھنے والے کو چاہیے کہ اس گنہگار، پرتقصیر و ہیچمداں کو دعاءِ خیر میں نہ بھولے۔
ومن التوفیق وعلیہ التکلان۔

سببِ تالیف

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی اپنے شیخ کا صرف ایک ملفوظ لکھے تو حق تعالیٰ ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھیں اور آخرت میں اس کو اعلیٰ علیین میں مقام نصیب ہو۔ اسی طرح اسرار الاولیاء میں آیا ہے کہ اگر مرید جو کچھ اپنے پیر سے سنے، اسے لکھ لے (تاکہ دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں) تو ہر حرف کے بدلہ میں ہزار سال کی بندگی کا ثواب اسے دیا جاتا ہے۔

اور اس کے نامۂ اعمال میں درج کیا جاتا ہے اور مرنے کے بعد اسے اعلیٰ علیین میں جگہ ملتی ہے اور حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مجھے فرمایا۔ کہ جب کوئی مرید اپنے پیر کے ارشادات کو پوری توجہ سے سنتا ہے اور پھر ان کو لکھ لیتا ہے۔ تو اس کو بے شمار برکات عطا کی جاتی ہیں۔

اس امید پر میں نے یہ چند ملفوظ لکھے ہیں تاکہ حق تعالیٰ اس گنہ گار اور پُر تقصیر بندہ کو حضرت خواجۂ خواجگان، خواجہ پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل اپنا عشق اور اپنی محبت نصیب فرماویں۔ آمین یا رب العالمین!

ایک دفعہ بات چلی کہ جس نے دنیا کو چھوڑ دیا وہ خدائے تعالیٰ کا محبوب و مقبول ہو گیا اس پر قبلہ قدس سرہٗ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ارشاد فرمائی کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ و ترک الدنیا راس کل عبادۃ۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور دنیا کا چھوڑنا تمام عبادتوں کا مغز ہے۔ اور اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ تھے۔ بارہا ان کی زبان پر یہ الفاظ آتے کہ "دیگچہ میں گوشت ہونا چاہیے دوسرے لوازمات ہوں یا نہ ہوں۔ چھوٹا شوربا کام نہیں آتا۔" ایک دن مریدوں نے پوچھا۔ کہ اے غریب نواز اور اے رہنمائے گمراہاں! ان الفاظ کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ گوشت سے مراد ترکِ دنیا ہے اور شوربہ جو کہ پیاز اور لہسن سے بناتے ہیں اس کو شوربائی زود، یعنی چھوٹا شوربہ کہا جاتا ہے، جب سالک نے دل

سے دنیا کو نکال دیا جس اس کو نماز روزہ کافی ہے۔ دوسرے وظائف چاہے ہوں یا نہ ہوں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب حق تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا اور کہا۔ آیا میں تمہارا رب اور معبود ہوں تو ساری مخلوق نے اقرار کیا اور کہا۔ انت معبودنا کہ تو ہمارا معبود ہے لیکن دنیا نے حق تعالیٰ کا مقابلہ کیا اور کہا۔ اَنْتَ اَنْتَ وَاَنَا اَنَا کہ تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ اس پر شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر زبان پر لائے ؎

عقبیٰ آں مرشے کہ شد زیں جفت طاق

گشت ہر مرے کہ دادش سہ طلاق

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک راسخ الاعتقاد مرید نے بارہ ہزار روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا۔ اس کے خرچ کرنے میں ایک رات کا توقف ہو گیا دوسرے روز ساری رقم تقسیم کر دی۔ چنانچہ سات ہزار روپیہ قبلہ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کو دیا اور باقی روپیہ کچھ تو خانقاہ کے علما اور غربا کو دیا اور کچھ سنگھڑ کے علاقہ کے علماء اور فقراء پر خرچ کیا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ کل رات مجھے اس مردار کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ جب میں نے اس کو اپنے سے دور کیا۔ تو مجھے فرحت حاصل ہوئی۔ پھر یہ حدیث مبارک بیان فرمائی الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب کہ دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بتلایا کہ میں ایک عجیب تماشا دیکھتے ہوتے ہوں

اس نے بیان کیا کہ بچپن میں میں شہر منگروٹھہ میں ایک معلم کے پاس قرآن مجید پڑھاکرتا تھا۔ ایک دن ایک شخص مر گیا اور اس کا ایمان مسلوب ہو گیا اس کی عورت نے منادی کرائی کہ جو کوئی میرے شوہر کو ایمان دے گا میں اس کے بدلہ میں ایک ہزار روپیہ نقد دوں گی۔ چنانچہ ایک آدمی اپنا ایمان بیچنے کے لیے آیا۔ میں بھی یہ معاملہ دیکھنے کے لیے وہاں گیا۔ اس آدمی نے اپنا ایمان اس مردہ کو دے دیا۔ اور ہزار روپیہ نقد لے لیا۔ میں نے دیکھا کہ اسی وقت اس کا منہ سیاہ ہو گیا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک اور مردہ کا منہ روشن ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ایک دفعہ فرمایا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے۔ شیخ عطار نے باریابی کی اجازت نہ دی۔ اور کہا کہ تو امیروں کے ساتھ دوستی رکھتا ہے۔ میں تجھ سے ملاقات نہ کروں گا۔ اس سے شیخ سعدیؒ بہت غمگین ہوئے اور چھ ماہ تک وہیں مقیم رہے۔ چھ ماہ کے بعد شیخ عطار نے شیخ سعدیؒ کو بلا بھیجا۔ اور اپنی آستین کو اونچا کیا۔ حضرت سعدیؒ نے اس کو بوسہ دیا اور چل دیئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ دنیا دار لوگ اس شخص کو لائق کہتے ہیں جو بہت جھوٹا اور فریب کرنے والا ہو لیکن اللہ والے اس شخص کو لائق کہتے ہیں جو ہر چیز سے اپنے ہاتھ جھاڑ کر خدا کی یاد میں مشغول ہو گیا ہو۔

ہمہ مشغولیٔ عالم گوئی است ؎ ترک گوئی بہ خدا مشغولیت

اولیاء را کار عقبیٰ اختیار ؎ جاہلاں را کار دنیا اختیار

یہ بھی فرمایا کہ "الجنس مع الجنس یمیل" کہ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔

جیسا کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے فرمایا۔ الخبیثات للخبیثین والطیبٰت للطیبین
بُرے مرد بری عورتوں کے واسطے ہیں اور پاک مرد پاکیزہ عورتوں کے واسطے ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ مولوی علاء الدین بہاولپوری، احمد پور کا قاضی ہو گیا ہے۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی مذکور اس سے پہلے اچھی حالت میں تھا۔ اب قضا کا کام اختیار کرنے سے مصیبت میں پڑ گیا ہے کیونکہ قضا کا کام ہمارے مشائخ کے ہاں ممنوع ہے۔ چنانچہ فوائد شریف میں مذکور ہے۔ کہ حضرت سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ نے ابتدائی زمانہ میں دہلی کے قضا کے عہدہ کے لیے حضرت نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تو قاضی نہ بن کچھ اور بن۔ حضرت قبلہ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ مسجد کا عہدہ دار ہونا یا عہدہ کے لیے مسجد کی امامت کرنا بھی برا ہے اس سے دور رہنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی محض خدا کے لیے مسجد کی خدمت کرے تو اس کو دونوں جہانوں میں عزت نصیب ہو۔ حدیث مَنْ خَدَمَ خُدِمَ (جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔

ایک روز ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں اپنے بیٹے کو قرآن یاد کراؤں یا کتابیں پڑھواؤں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایسے کتابیں پڑھواؤ

کچھ بات چلی کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ کسی ملک کو ویران کرنا چاہتا ہے تو

ظالم حاکم کو اس پر مسلط کرتا ہے۔ اس پر دو بیت ارشاد فرمائے:

چو خواہد کہ ویراں کند عالمے　　نہد ملک در پنجۂ ظالمے

بقومے کہ نیکی پسندد خدائے　　دہد خسرو عادل نیک رائے

یہ بھی فرمایا کہ کسی عادل یا ظالم بادشاہ کا آنا لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے اگر نیک عمل کرتے ہیں تو بادشاہ عادل مسلط کیا جاتا ہے اور یہ حدیث شریف بیان فرمائی۔ اعمالکم عمالکم تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں۔

نیز فرمایا کہ اس زمانہ میں سبب کہ مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو چھوڑ دیا ہے۔ حق تعالیٰ نے کافروں کو ان پر مسلط کر دیا ہے۔ اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی کہ جب سکھوں نے ملتان کا محاصرہ کیا۔ ایک بزرگ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کی امداد فرمائیں۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت نے میری پیروی چھوڑ دی ہے اس لئے حق تعالیٰ نے کفار کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔

ایک روز مولوی غلام حیدر نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ غریب نواز جب میں نے شہر ہذا میں سکونت اختیار کی تو ایک قطعۂ زمین میں باجرہ کاشت کیا لیکن وہ بھی خشک ہو گیا۔ حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا۔ کہ "شام و یمن یا روم آدمی چھوڑتا ہے اور تقدیر نہیں" یعنی آدمی خواہ شام میں چلا جائے یا روم میں۔ جو کچھ اس کی قسمت میں ہے اس میں کمی بیشی نہ ہوگی۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے ازل میں اس کے لیے مقدر فرما دیا ہے جہاں جائے گا اسے

پہنچ جائے گا۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے الف خاں رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کو جو کہ چھوٹا سا تھا۔ ایک روپیہ دیا۔ بعدہٗ اس کے بڑے بھائی نے اس سے چھین لیا۔ اور وہ رونے لگا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا کی کشش اور محبت لوگوں کو خراب کرنے والی چیز ہے۔ اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ ایک چوہے نے اپنے بل میں کچھ روپے جمع کر لیے تھے ایک روز ان روپیوں کو بل سے باہر رکھ کر خود کسی وجہ سے بل میں چلا گیا۔ ایک شخص وہاں سے گزرا اور اس نے وہ روپے اٹھا لیے جب چوہا بل سے باہر آیا تو اس نے وہ روپے وہاں نہ پائے۔ نہایت حیران و پریشان ہوا اور اسی غم میں زمین پر ٹیک ٹیک کر مر گیا۔

یہ بات چلی کہ دنیا داروں کی صحبت اور سرکاری کام سے دور رہنا چاہیے حضرت نے فرمایا۔ کہ اگر فرشتہ بھی سرکاری کام میں پڑ جائے۔ چنانچہ اس کے مناسب ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ نور محمد خاں بابر بہت ہی زاہد اور عابد آدمی تھا چنانچہ پچھلی رات کو صبح تک ذکرِ جہر کرتا تھا۔ جب اسد خاں کی وزارت کا کام اس کے سپرد ہوا تو عین ماہ رمضان المبارک میں طوائفوں کو اپنے سامنے بٹھا کر شراب خوری کرتا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص نزد حضرت میاں صاحب نور محمد بداؤنی قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے تھا۔ اور بہت خدا یاد آدمی تھا۔ چنانچہ ایک دن میں نے اس

کو ایک غار میں بیٹھے ہوئے دیکھا [illegible] اور کہا تم کتنے دنوں سے
یہاں بیٹھے ہوئے ہو۔ [illegible] سے ہوں اور کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔ چنانچہ میرے
پاس یا حیرہ کی ایک روٹی تھی۔ [illegible]
آ گئے۔ اس کے بعد وہ شخص [illegible] میں چھپا لیا [illegible]
ان کا ہمنشین تھا۔ ان کی صحبت نے اس میں اثر کیا اور انھیں کی طرح [illegible]
یہ حدیث شریف بیان فرمائی الصحبۃ مؤثرۃ

بیت: صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند
ہمنشینِ اہل معنی باش تا — ہم عطا یابی و ہم باشی فتا

حکایت: [illegible] سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ صاحب دل تھا تو اس
کے سارے وزراء اور امراء بھی صاحبان دل ہو گئے تھے۔ چنانچہ [illegible]
ان سب کے روضے سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے اردگرد بنائے گئے

مثنوی: یار خنداں یار را خنداں کند — صحبت مرداں ترا مرداں کند
یک زمانہ صحبت با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس کے بعد فرمایا۔ کہ بہت سے دنیا دار اپنے مال کو اپنے لیے [illegible]
ہیں اور دوسروں کے پاس یہ سمجھ کر امانت رکھتے ہیں کہ یہ ہمارے کام آئے گا۔
لیکن جب مرتے ہیں تو امانت رکھا ہوا سارا مال دوسرے لے لیتے ہیں۔ چنانچہ
علی محمد خاکوانی نے اپنا مال بہت جگہوں پر بطور امانت رکھا ہوا تھا۔ جب ان کو
تیمور شاہ نے قتل کیا تو وہ سارا مال دوسروں کے لیے چھوڑ گیا۔ اسی طرح [illegible]
خاں مرحوم نے بھی بہت جگہوں پر اپنا مال بطور امانت رکھا ہوا تھا۔ جب وہ

تو اس کا سارا مال دوسروں کے کام آیا۔ اس کے بعد یہ بیت زبانِ مبارک پر لائے۔

ناگہاں بانگے برآمد خواجہ مُرد   خوردہ خورد و ماندہ ماند و داد بُرد

کچھ بات چلی کہ بعض لوگ مہمان نوازی بہت کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ پہاڑی علاقہ میں یہ رسم ہے کہ اگر کوئی مہمان کسی کے گھر آتا ہے تو صاحب خانہ اگر ایک گوسفند ہی رکھتا ہو اس کو ذبح کر کے مہمان کے سامنے رکھ دیتا ہے اور فرمایا کہ اگر اس کے پاس تھوڑا سا کھانا ہو تو وہ مہمان کو دے دیتا ہے اور خود فاقہ سے گزر کر لیتا ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ دیہاتی لوگ مہمان کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور اس کی خدمت کرتے ہیں۔ بخلاف شہریوں کے کہ وہ مہمان کو اتنا عزیز نہیں رکھتے۔ اس موقعہ پر یہ حدیث بیان فرمائی۔ کہ الضیافۃ لاھل الوبر لا لاھل المدر۔ یعنی مہمان نوازی تو دیہاتیوں کے لیے ہے نہ کہ شہریوں کے لیے۔ یہ بھی فرمایا کہ کوئی کسی کے گھر جا وے تو صاحب خانہ پر اس کی خدمت کرنا واجب ہے اور حق سبحانہ جو کہ اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے اس بندہ کو کیوں ضائع کرے گا۔ جس کا بھروسہ اس کی ذات پر ہو اور فرمایا کہ توکل نبوت اور ولایت کا درجہ ہے کیوں کہ سارے انبیاء اور اولیاء نے توکل اختیار کیا ہے۔ اس کے مطابق حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک سالک نے ایک اللہ والے کی صحبت اختیار کرنا چاہی۔ اس اہل اللہ نے فرمایا۔ کہ سب چیزوں کو خدا تعالے کی راہ میں دے دو۔ اس نے اسی وقت سب چیزیں خدا کے راستہ میں دے دیں اور چل پڑے۔ جب دو چار قدم چلے تو اس بزرگ نے سالک کی طرف دیکھ کر کہا کہ کوئی تمہارے پاس ہے یا نہیں۔ اس

نے کہا اگر صرف دوال (چمڑے کی پیٹی) کو ساتھ لے لیا ہے تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ فرمایا۔ اس کو بھی دے دو۔ اس نے دوال کو بھی دے دیا اور چل پڑے۔ سیالک کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر میرا دوال ٹوٹ جائے تو میں کہاں سے لوں گا۔ اتفاقاً اسی وقت دوال (پیٹی) ٹوٹ گیا اور اچانک دوسرا دوال موجود ہو گیا۔ قولہ تعالیٰ:

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے وہ کر دے اس کا گزارہ۔ اور روزی دے اس کو جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو۔ اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر۔ تو وہ اس کو کافی ہے۔ تحقیق اللہ پورا کر لیتا ہے اپنا کام۔ اللہ نے رکھا ہے ہر چیز کا اندازہ۔

کچھ بات اس بارہ میں شروع ہوئی کہ جس کسی کو حق تعالیٰ اولیاء اللہ کی صحبت سے محروم کرتا ہے اگر وہ اس کے پاس بھی ہوں تو اس کو زیارت نصیب نہیں ہوتی اس کے مطابق حکایت بیان کی کہ میں ایک دفعہ حضرت قبلۂ عالم (خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کو گیا۔ مہار شریف کے قریب ایک کوس یا اس سے بھی کم پہنچا پر مجھے کچھ شبہ ہوا کہ یہ سامنے کے درخت مہار شریف کے ہیں یا کسی اور شہر کے ہیں۔ اتنے میں میں نے دو آدمیوں کو دیکھا کہ ایک نوجوان تھا اور دوسرا بوڑھا۔ نوجوان سے میں نے کہا۔ کہ مجھے مہاراں کا راستہ بتلا دو۔ اس نے ہاتھ سے اشارہ سے بتلایا۔ کہ وہ درخت مہار شریف ہی کے ہیں۔ بڈھے نے ــــ جو کہ بیٹھ کر دھاگوں سے رسی بانٹ رہا تھا ــــ مجھ سے پوچھا۔ کہ کہاں جاؤ گے؟ میں نے کہا کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جا رہا ہوں۔ پھر اس نے پوچھا۔ کہ میاں بابل (قبلۂ عالم

خواجہ نور محمد کا خاندانی نام ... جو کہ مہاراں میں رہتا ہے جوان ہے یا بوڑھا جب میں
نے یہ بات اس سے سنی تو مجھے تعجب ہوا۔ کہ سبحان اللہ! یہ آدمی بوڑھا ہو گیا ہے
اور ابھی تک اس کو قبلۂ عالم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کی زیارت
کے لیے لوگ ہزاروں کوسوں سے آتے ہیں اور ولایت حاصل کر کے واپس جاتے
ہیں جو کہ ایک یا آدھے کوس پر رہتا ہے اس کو ابھی تک زیارت نصیب نہیں ہوئی
اس کے مطابق ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
شب معراج میں عطایائے الٰہی حاصل کر کے واپس آئے۔ صبح کے وقت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ میں آج رات آسمانوں پر گیا تھا۔ اور حق تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ
کا دیدار کر کے واپس آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ آمنّا و
صدّقنا۔ جب ابوجہل کو اس بات کا علم ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
ملا اور کہا۔ کہ "میں نے سنا ہے کہ تیرا یار آسمانوں پر سے ہو کر آیا ہے۔ مجھے تو آسمان
میں کوئی سوراخ نظر نہیں آتا۔" چونکہ اس میں ایمان نہیں تھا اس نے رسول کریم
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزہ پر اعتراض کیا اور انکار کیا۔ تب حضرت قبلہ نے یہ بات
بیان فرمائی تو حاضرین نے عرض کیا کہ غریب نواز تونسہ شریف کے رہنے والے
بعض لوگ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ میاں صاحب نوجوان ہیں یا بوڑھے ہیں حضرت
قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت اور زیارت کا دارومدار نصیبۂ ازلیہ
پر ہے جس کی قسمت میں ازلی سعادت ہوتی ہے اس کو بزرگوں کی صحبت اور
زیارت نصیب ہوتی ہے اگرچہ وہ ہزار کوس کے فاصلہ پر ہو پھر یہ حدیث مبارک
بیان فرمائی "الارواح جنود مجندۃ تتشام کما تتشام الخیل فما تعارف منہما

ایتلف وما تناکر اختلف (یعنی لوگوں کی روحیں ایک بڑے لشکر کی مانند ہیں جو گروہ در گروہ دنیا میں آتی ہیں اور ایک دوسرے کی بُو سونگھتی ہیں جس طرح گھوڑے ایک دوسرے کی بُو سونگھتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کی رُوحیں اولیاء اللہ کی روحوں سے آشنائی پیدا کر کے ان سے محبت اور دوستی پیدا کرتی ہیں۔ اور جو ان سے آشنائی پیدا نہ کرے وہ انکار کرتا ہے اور اس کو اولیاء کی زیارت سے محروم کیا جاتا ہے۔ اور ہرگز اس کو اولیاء اللہ کی زیارت نہیں ہوتی اگرچہ وہ پاس ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ وہ اولیاء اللہ کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ چنانچہ ابوجہل ہمیشہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کرتا تھا۔ اور آپ کو جادوگر بتاتا تھا۔

چنانچہ ایک دن چند سنگریزے اپنی مٹھی میں رکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ بتایئے میری مٹھی میں کیا ہے؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز تیری مٹھی میں ہے یہ میری رسالت پر گواہی دے گی۔ فوراً سنگریزے ابوجہل لعین کی مٹھی میں کلمۂ شہادت پڑھنے لگے۔ اس نے سنگ ریزے اپنے ہاتھ سے پھینک دیئے اور کہا "تو عجیب جادوگر ہے" چونکہ روزِ ازل سے اس کی قسمت میں ایمان نہیں تھا اس لیے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر بتلایا اور ایمان نہ لایا۔ نعوذُ باللہ مِنْ ذٰلِکَ ط

فرمایا کہ جب ہم حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی زیارت کو جاتے تو قوم ہاراں کے لوگ درختوں کے سایہ میں بیٹھے ہوئے ہوتے۔ جب ہم کو دیکھتے تو کہتے کہ لموچڑ (ملتان کے علاقہ کے لوگوں کو لموچڑ کہتے ہیں) پر کیا آفت آئی ہوئی ہے — چونکہ

سعادت ان کی قسمت میں نہیں تھی۔ اس لیے حضرت شیخ عالم قدس سرہٗ کی زیارت سے محروم رہے اور قبلۂ عالم کے وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ نور الصمد رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا۔ جن لوگوں نے صاحبزادہ کو شہید کیا حق تعالیٰ نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا ؎

حب درویشاں کلید جنت است دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

ایک روز ایک درویش جو کہ جعفر قوم میں سے تھا۔ اور مجرد تھا مرنے لگا حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے بھانجے میاں محمد صاحب اس کے سرہانے گئے اور فرمایا کہ اگر کوئی چیز تمہارے پاس ہے تو اسے خیرات کر دو۔ جعفر مذکور نے جواب دیا۔ کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ جب وہ مر چکا تو میاں عبدالرحمن جعفر بیس روپیہ نقد لایا اور کہنے لگا۔ کہ یہ رقم اس نے میرے پاس بطور امانت رکھی ہوئی تھی اسے لے لیجئے۔ اور پانچ نسخے قرآن کے بھی چھوڑ مرا۔ جب یہ بات حضرت قبلہ نے سنی تو ارشاد فرمایا۔ کہ اگر اس کی قسمت میں ہوتا تو اسے اپنے ہاتھ سے صدقہ میں دیتا ـــ اس کے بعد جب اس کے رشتہ داروں کو اس کی وفات کی خبر ملی وہ پہاڑ سے آکر اس کا سارا مال و اسباب لے گئے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہیے اور اس کے قہر سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے ـــ اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ صنعان رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کمال آدمی تھے پچاس حج کر چکے تھے اور پانسو مرید ایسے رکھتے تھے کہ ہر ایک ان میں سے صاحب کمال تھا ـــ لیکن جب ان کو توفیق نہ ہوئی تو ایک یہودی عورت پر عاشق ہو گئے اور زنار گردن میں ڈال دیا جبر

یہ شعر پڑھا۔ ؎

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد
شیخ صنعاں زاہدے را زیر زنار آورد

اس کے بعد جب حق تعالیٰ نے فضل فرمایا دوبارہ اسلام لائے اور تمام مراتب عالیہ ان کو دیے گئے۔ مثنوی

نالہ مے کن کائے تو علام الغیوب | انتقام از ما مکش بذر ذنوب
یا کریم العفو ستار الذنوب | زیر سنگ مکر بد ما را مکوب
گر سگی کردیم اے شیر آفریں | شیر را مگمار بر ما از کمیں

نیز فرمایا۔ کہ یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصر کے بازار میں فروخت کیا گیا اس کے بعد جب حق تعالیٰ نے فضل فرمایا تو مصر کے بادشاہ بنائے گئے اسی طرح حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ مدت نانبائی کی بھٹی جھونکتے رہے اور حق تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے امیدوار رہے پھر حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو بادشاہی عطا فرمائی۔

ایک دفعہ فرمایا کہ جوانی عجیب چیز ہے۔ جوانی کے زمانہ میں جب ہم حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے اپنے گھر سے روانہ ہوتے جو کہ پہاڑ میں واقع ہے اور اس کا نام گڑگوجی ہے۔ تونسہ سے اس کا فاصلہ تیس کوس بنتا ہے۔ تو پانچویں روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ نیز فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے ہم روانہ ہوئے نہائے

ساتھ میاں غلام حیدر اور میاں علیسی جعفر بھی تھے۔ چنانچہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے سے چمڑا الگ ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ اور دونوں پاؤں کے دس کے دس ناخن جدا ہو گئے ۔۔ چونکہ جوانی کا زمانہ تھا اور بدن میں قوت تھی اس لیے ہم (ایک دن میں) بیس کوس یا اس سے زیادہ کی منزل طے کر لیتے تھے چنانچہ جب روز ہم گنگوہ سے روانہ ہوئے۔ گنگوہی سے چل کر دائرہ شاہ آسب والہ میں اسی روز پہنچے اور یہی رات گزاری۔ جو کہ بیالیس کوس کی منزل بنتی ہے۔ مسجد میں صرف ایک پیالہ ڈلب (ایک قسم کا کھانا) کا ہم کو دیا گیا جو ہم نے نوش کیا۔ دوسرے روز مخدوم رشید میں پہنچے اور دوسری رات وہاں بسر کی اور کچھ نہ کھایا۔ تیسرے روز وہاں سے روانہ ہو کر چہار شریف پہنچ گئے اور تیسری رات حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں گزاری۔ نیز فرمایا۔ کہ جوانی کے زمانہ میں سفر میں کبھی تین فاقوں اور کبھی دو دو فاقوں کے ساتھ ہم منزلیں طے کرتے تھے۔

بیت:- جوانی شد و زندگانی نماند جہاں گو مماں چوں جوانی نماند

ایک دفعہ فرمایا کہ میاں علیسی جعفر اور غلام حیدر ہمارے ساتھ تھے۔ ایک رات ہم نے سیتپور میں گزاری۔ صرف ایک پیسہ ہمارے پاس تھا اس سے ہم نے کچھ چنے خریدے اور کھا لیے۔ صبح سویرے وہاں سے چلے اور صالح پور میں جو کہ احمد پور کے ساتھ ہے حضرت قبلہ عالم کی قدم بوسی نصیب ہوئی۔ قبلہ عالم قدس سرہٗ نے پوچھا۔ کہ کل تم نے کیا کھایا۔ عرض ہے کہ غریب نواز نخود خام تبسم کر کے فرمایا کہ نخود خام بھی کوئی خوراک ہے۔ اس کے بعد میاں مشتاق کو فرمایا کہ

یہ منگھڑ کے علماء میں اور بھاگے میں ان کو کوئی چیز دو ۔ میاں غلام حمید ر کیا اور کھانے کی کوئی چیز لے آیا جس کو ہم نے تناول کیا۔ نیز فرمایا کہ ایک آدمی قبلہ عالم قدس سرہٗ کی مسجد کے پاس رہائش رکھتا تھا اور درویش جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں آتے تھے ان کو منع کرتا تھا ۔ کہ تم کو یہاں سے کیا حاصل ہوتا ہے کہ یہاں آتے ہو۔ فرمایا کہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کے پاس ایک شخص رہتا تھا جس کی حضرت شیخ بہت خدمت کرتے تھے اور پچاس روپیہ ماہوار ان کا مقرر کیا ہوا تھا۔ لیکن جو درویش حضرت شیخ عالم قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے آتے تھے ان کو منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم کو یہاں سے کیا حاصل ہوتا ہے کہ یہاں آتے ہوئے پھر فرمایا۔ کہ اسی طرح حق تعالیٰ کے دروازہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو کہ لوگوں کی راہ مارتے ہیں لیکن جس کسی کو حق تعالیٰ نے اعیانِ ثابتہ میں خیر اور سعادت نصیب کی ہے وہ ایسے لوگوں کی مخالفت اور ابلیس لعین کے کہنے سے حق تعالیٰ اور اپنے زمانہ کے بزرگوں کی صحبت سے محروم نہیں رہتا ۔

شعر دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

اس بارہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ نمرود مردود کی بیٹی نے جب اسلام لانے کا ارادہ کیا تو نمرود مردود اور اس کے عملہ نے اس کو حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام پر ایمان لانے سے منع کیا۔ لیکن چونکہ اعیانِ ثابتہ میں ایمان اس کے نصیب میں تھا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائی اور ان سے نکاح کیا اور اس کے پیٹ سے حق تعالےٰ نے پیغمبروں کو پیدا کیا جیسے حضرت اسحاق و یعقوب و یوسف علیٰ نبینا وعلیہم السلام ۔ اور نمرود کفر میں پکا ہوتا گیا۔ اس کے بعد حق جل و علیٰ

نے ایک مچھر کو نمرود اس کے عملہ پر مسلط کیا۔ اس نے اس کے سارے لشکر کو
اڑھائی یا تین گھڑیوں میں نیست و نابود کر دیا۔ اور ایک مچھر جو کہ اندھا اور لنگڑا تھا
نمرود کے دماغ میں گھس گیا اور اس کو عذاب دینے لگا۔ حتیٰ کہ اس کو ہلاک کر دیا۔
پھر فرمایا کہ فرعون ملعون اس سے بھی بڑا کافر تھا کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔۔۔
حق سبحانہٗ نے اس کو لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ لیکن اس کی بیوی بی بی
آسیہ رحمۃ اللہ علیہا صاحبِ ولایت تھیں ان کو خداوند تعالیٰ نے بچا لیا۔ قولہٗ تعالیٰ:
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ فرمایا کہ شعیب علیٰ نبینا و علیہ السلام کی
دو بیٹیاں تھیں اور دونوں صاحبِ ولایت تھیں۔ نیز فرمایا کہ موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام
کی بھی والدہ صاحبہ صاحبِ ولایت تھیں۔ جب فوت ہو گئیں تو حق تعالیٰ جل شانہٗ
نے موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو خطاب فرمایا۔ کہ جو گستاخیاں تم نے ہماری جناب
میں کی ہیں ——— جن کا ذکر قرآن مجید میں چند مقامات پر کیا گیا ہے جیسا کہ موسیٰ
علیہ السلام نے کہا تھا۔ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ اور اس کے جواب میں فرمایا گیا۔
لَنْ تَرٰنِیْ۔ اور دوسری جگہ فرمایا اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ——— ان کو ہم نے تیری
ماں کی حرمت کی وجہ سے بخش دیا۔ آئندہ ایسی گستاخیاں نہ کرنا اور ادب کو نگاہ رکھنا۔
نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ کی قدرت ہے کہ پیغمبروں سے کافر پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ
حضرت آدم علیہ السلام پیغمبر اور صفی اللہ تھے۔ ان کا ایک بیٹا کافر تھا۔ سارے
کافر اسی کی اولاد ہیں۔ نیز نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر تھے۔ لیکن ان کا ایک بیٹا
اور ان کی عورت دونوں کافر تھے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ۔ جیسا کہ حق سبحانہٗ
عزوجل نے قرآن مجید میں فرمایا ہے قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ

عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ - فرمایا - اے نوح علیہ السلام یہ تیرا بیٹا تیری آل میں سے نہیں ہے کیوں کہ اس کے عمل غیر صالح ہیں اور دوسری جگہ فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا - یعنی خدا نے ایک مثال بیان کی ان کے لیے جو ایمان نہیں لائے اور وہ مثال نوحؑ کی بیوی کی ہے - کہ واعلہ نام رکھتی تھی اور لوطؑ کی بیوی کی ہے جس کو واہلہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ہمارے صالح بندوں کے ماتحت تھیں پس انہوں نے ہمارے دونوں برگزیدہ بندوں کی خیانت کی نفاق اور مخالفت کے ساتھ - اس طرح کہ نوح علیہ السلام کی بیوی نے ان کی قوم کو کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور لوط علیہ السلام کی بیوی نے قوم کو لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی خبر دی - پس ان دونوں پیغمبروں نے ان دونوں عورتوں پر خدا کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہ کیا - نوحؑ کی بیوی طوفان میں غرق ہوئی - اور لوط علیہ السلام کی بیوی کے سر پر پتھر آگرا - اور قیامت کے روز واعلہ اور واہلہ کو کہا جائے گا کہ دوزخ میں داخل ہو جاؤ - دوزخ میں داخل ہونے والے کافروں کے ساتھ - حاصل اس مثال کا یہ ہے کہ کفار کو عذاب دیا جاتا ہے اور کفر کے ہوتے ہوئے ان کا رشتہ جو پیغمبروں کے ساتھ ہو کوئی فائدہ نہیں دیتا -

نیز فرمایا کہ فرعون کی بیوی مومنہ تھی اور فرعون اور اس کے عمل سے بیزار تھی چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی بیان کی

خدا نے ایک مثل ان کے لیے جو ایمان لائے اور وہ مثل فرعون کی بیوی یعنی آسیہ بنت مزاحم کی ہے جب اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار میرے لیے ایک گھر اپنے قریب بہشت میں بنایئے اور مجھے ظالم قوم سے نجات دیجئے۔ کہتے ہیں کہ جب آسیہ علیہا السلام ایمان لائیں تو فرعون نے کہا کہ اس کو دھوپ میں ڈال کر اس میں چار میخیں گاڑ دیں۔ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا۔ کہ آسیہ کے پاس جا کر اس کو گھیرے میں لے لیں اور اپنے پروں سے اس پر سایہ کریں۔ پھر فرعون نے حکم دیا۔ کہ ایک بھاری پتھر لا کر اس کے سینہ پر رکھیں۔ آسیہ علیہا السلام نے دعا کی کہ "اے باری تعالیٰ! میرا گھر جنت میں بنایئے اور مجھے فرعون کے نفسِ خبیث سے نجات دیجئے۔ اور اس کے افعال یعنی جو عذاب مجھے دے رہا ہے۔ اس سے اور ظالموں کے گروہ سے جو کہ قبطی اور فرعون کے پیرو ہیں۔ ان سے نجات دیجئے" حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمایا، حجاب اس کے سامنے سے اٹھا دیئے گئے اور اس کا جنت کا گھر اسے دکھا دیا گیا —— حاصل اس مثل کا یہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے اس کے تعلق با الکفار نے اس کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچایا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ یعنی میں نے پیدا نہیں کیا انسانوں اور جنوں کو مگر اپنی عبادت اور معرفت کے لیے ؎

زندگی آمد برائے بندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی

نیز فرمایا۔ کہ اگر مال میں سے کوئی چیز ضائع ہو جائے یا مویشی میں سے کوئی

چیز مرجائے جیسے گائے یا گھوڑا وغیرہ تو اس کا غم نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ یہ صدقہ یا سر کا بدلہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ تلف المال خلف الراس (یعنی مال ضائع ہونا صاحب مال کے سر کا صدقہ ہے۔ نیز فرمایا۔ کہ تمام گناہوں اور مصیبتوں کی اصل اور جڑ دنیا کی محبت ہے۔ جب تک سالک کے دل میں دنیا کی محبت باقی ہے اس کو امن حاصل نہیں۔ اور اس کی شاخیں بھی تازہ رہیں گی۔ جب درخت کی جڑ خشک ہو جائے گی۔ تو اس کی شاخیں خود بخود خشک ہو جائیں گی۔ جب سالک کے دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ تب وہ مصیبتوں اور آفتوں سے نجات پالیتا ہے اور حق سبحانہ سے واصل ہو جاتا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ابلیس کا کام ہمیشہ رہزنی کرنا ہے۔ اس دشمنی کے سبب جو وہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ رکھتا ہے اور بنی آدم کو نیک کاموں سے باز رکھتا ہے۔ اس بارہ میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک آدمی بڑے اعتقاد کے ساتھ ایک بزرگ کی زیارت کے لیے اپنے گھر سے روانہ ہوا۔ جب اس بزرگ کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس بزرگ کے سامنے طوائفوں کا ایک گروہ ناچ رہا ہے۔ وہ شخص بد اعتقاد ہو کر اپنے گھر واپس آگیا۔ اس کے ہمسایہ نے جو کہ ایک بزرگ تھا اس سے پوچھا کہ تم فلاں بزرگ کے پاس بیعت ہونے کے لیے گئے تھے۔ کیا بات ہے کہ تم جلدی واپس آگئے۔ جواب دیا کہ "جب میں اس بزرگ کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ اس کے سامنے شمع جل رہی ہے اور طوائفیں ناچ کود رہی ہیں۔ اس لیے میں بد اعتقاد ہو کر واپس آگیا ہوں۔" جب اس نے یہ قصہ بیان کیا تو اس بزرگ

نے جو اس کے پڑوسی تھے افسوس کیا۔ اور فرمایا کہ وہ طوائفیں نہیں بلکہ شیطان تھا۔ کہ اس نے اس صورت میں تجھ کو اس بزرگ کی خدمت کی سعادت سے محروم رکھا۔ اسی طرح ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک شخص نے ایک لڑکے کو سپارہ دیا اور کہا کہ اپنے استاد کے پاس جا کر سبق پڑھو۔ لڑکا اپنے والد کے حکم کے مطابق سبق پڑھنے کے لیے چل پڑا۔ اچانک راستہ میں ابلیس ایک خوبصورت عورت کی شکل میں اس کے سامنے آیا اور پھر لوٹ گیا۔ اور چلانے لگا کہ اس لڑکے نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ یہ سن کر شہر کے لوگ شہر سے باہر آ گئے۔ لڑکا شرمسار ہو کر گھر واپس آ گیا اور پڑھنا ترک کر دیا۔ اس پر ابلیس ملعون نے بڑی خوشی منائی اور شیاطین کے درمیان جا کر کہنے لگا کہ میں نے ایک لڑکے کو علم پڑھنے سے باز رکھا ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ شام کے وقت تمام شیاطین ابلیس کے پاس آتے ہیں۔ وہ ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ آج تم نے کیا کام کیا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے چوری کرائی۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے شراب خوری کرائی۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں نے لواطت کرائی۔ اسی طرح ہر ایک شیطان ہر اس گناہ کا ذکر کرتا ہے۔ جس پر وہ کسی کو آمادہ کرتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں لڑکے کو علم پڑھنے سے باز رکھا ہے تو ابلیس بہت خوش ہوتا ہے اور اس کو بغل میں لے لیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے بہت اچھا کام کیا۔ کہ اس کو علم سے محروم کیا۔ نیز فرمایا! کہ جب ابلیس نے حضرت آدم صفی اللہ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ ابلیس لعین نے عرض کیا۔ کہ مجھے مہلت دیجیے کہ میں قیامت تک زندہ رہوں۔ حق تعالیٰ عز و جل نے فرمایا۔ کہ ہم تجھے مہلت

دیتے ہیں۔ ابلیس نے گستاخانہ طور پر کہا۔ کہ میں آدم کی اولاد کو گمراہ کروں گا۔ حق سبحانہ نے فرمایا کہ میں تجھ سے اور تیرے پیروؤں سے جہنم کو بھر دوں گا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو ہمیشہ رحمت پروردگار کا امیدوار رہنا چاہیے اس لیے کہ وہ ارحم الراحمین ہے اور اسی نے خود فرمایا ہے، سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ (میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے) اس لیے چاہیے کہ ایزد تعالیٰ کی رحمت سے کبھی ناامید و مایوس نہ ہوں۔ کیوں کہ اس نے فرمایا۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دے گا۔) اس کے بعد یہ بیت ارشاد فرمایا ؎

بحر الطاف تو بے پایاں بود
ناامید از رحمت شیطاں بود

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیے کہ ہر کام حق تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کرے۔ یعنی شریعت کے اقتضا کے مطابق کیوں کہ دونوں جہانوں کی کامیابی اسی بات پر منحصر ہے، جیسا کہ شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

درین راہ بجز مرد راعی نرفت — گم آں شد کہ دنبال داعی نرفت
محال است سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز در پئے مصطفٰے

نیز فرمایا۔ کہ اہل اللہ تو مصروف فی اللہ ہوتے ہیں جو کام حق تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ اس طرح ہمیشہ کی کامیابی یعنی ہدایت سرمدی حاصل

کرکے اس دنیا سے جاتے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھی۔ مَنْ یَّھْدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (جس کو اللہ ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں۔۔ اور یہ تو محض اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہے اپنے فضل سے نوازے) اور اہلِ دنیا جو کہ مصروف فی النفس ہیں، وہی کام کرتے ہیں۔ جو ان کے نفس کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ (جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں)

نیز فرمایا۔ کہ تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں محرم کی پہلی رات کو میرے شیخ حضرت قبلۂ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ بہت مغموم ہوئے اور روٹی کا ایک لقمہ تک تناول نہ فرمایا۔ کسی نے عرض کیا۔ کہ حضرت آپ کے غم واندوہ کا کیا سبب ہے؟ جواباً فرمایا۔ کہ آج رات تیرھویں صدی ہجری کا آغاز ہوا ہے اس عرصہ میں بہت حادثات ہوں گے اور کئی ایک باطل فرقے وجود میں آئیں گے اور اکثر لوگ خوار اور ہلاک ہوں گے مگر صرف وہی لوگ (محفوظ و مامون رہیں گے) جو بزرگوں کا دامن پکڑ لیں گے اور ان کی صحبت اختیار کریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بہت پڑھیں گے۔"

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ غیروں کی صحبت سے اپنے آپ کو دور رکھے اگرچہ ان کے پاس دُنیا کی بہت نعمتیں موجود ہوں۔ پھر بھی ان کی صحبت اختیار نہ کرے۔ بلکہ بُرے لوگوں کی نعمتوں کے حاصل کرنے سے بھوک سے اور برہنہ تن ہو کر مر جانا کہیں بہتر ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر ایک کا ادب و احترام کرے بالخصوص اپنے پیر بھائیوں کا بہت خیال رکھے۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ میں ایک روز قصبہ ٹبّ میں جاکر حضرت حافظ محمد جمال ملتانی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوا (یہ اس لیے کہ میرے حضرت اپنے شیخ کے مریدوں کا ادب اتنا کرتے تھے جتنا کہ اپنے شیخ کا ادب کرنا چاہیئے۔ اور یہ دولت بہت کم کسی کو میسر آتی ہے کیونکہ یہ شیخ کے ساتھ بے انتہا عشق کا ثمرہ ہوتی ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ ایک رات میں اور حضرت حافظ محمد جمال صاحب ایک جگہ اکٹھے قیام پذیر ہوئے اور صبح سویرے اپنے شیخ (قبلہ عالم مہاروی) کے روضہ مطہرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن میں حضرت حافظ صاحب سے پہلے پہنچ کر زیارت سے مشرف ہوا پھر یہ بیت پڑھا ؎

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بصحرا رفت و من در کوچہ گردانم ہنوز

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کی عبادت سے کبھی خالی نہ رہے کیونکہ جو کوئی اس زمانہ میں اس قدر عبادت کرے گا۔ جلدی اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا اور اس کو پہلے زمانہ کی نسبت دوگنا اجر ملے گا۔ نیز فرمایا۔ کہ دین و دنیا میں کامیابی صرف ان لوگوں نے حاصل کی ہے۔ جنہوں نے اللہ اللہ کیا ہے اور اس پر مواظبت کی ہے پھر یہ بیت پڑھا ؎

ہر کس ز کفِ زمانہ دریا اسفی
دائیشاں زدہ کف کہ حسبنا اللہ و کفیٰ

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیے کہ ہمیشہ نفس اور شیطان سے ڈرتا رہے اور کبھی ان سے مطمئن نہ ہو۔ کیوں کہ نفس اور شیطان کا خطرہ مہد سے لے کر لحد تک باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ شیخ صنعان باوجودیکہ نہایت صاحب کمال تھے بلا میں پھنس گئے اور ایک یہودی بچہ کی محبت کی قید میں پڑ گئے اور زنار گردن میں ڈال لیا۔ چنانچہ ان کا قصہ منطق الطیر میں مفصل مذکور ہے۔ پھر یہ مناجات پڑھی :-

نفس و شیطان مے بزند از راہ مرا	تا بیندازند اندر چاہ مرا
دستگیری کن مرا اے دستگیر	نیست ما را جز تو دیگر دستگیر
کس نگشتہ اندر تو نا امید	اے امید دہ اے امید دہ اے امید

حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ تین چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ اول قاضی بن کر حکم دینے سے، دوم کسی کا ضامن بننے سے سوم کسی کی امانت اپنے پاس رکھنے سے، کیوں کہ یہ وصیت ہمارے پیران کرام اپنے مریدوں کو کرتے آئے ہیں اور فرمایا۔ کہ حضرت فریدالدین گنج شکر قدس سرہ نے حضرت شیخ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی تھی۔ کہ جب مسافر اور مہمان تمہارے پاس آئیں اور تم خود اس روز فاقہ سے ہو، تو خدا تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔ کہ یہ ایک عظیم نعمت ہے اور فرمایا۔ کہ ایسی نصیحت شیخ صرف مرید کامل کو کیا کرتا ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ جس وقت یہ فقیر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی بیعت سے مشرف ہوا مجھے اپنے گھر میں ہرگز قرار نہیں آتا تھا۔ چنانچہ ایک ماہ حضور کی خدمت میں رہتا تھا اور ایک ماہ گھر گزارتا تھا۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ حضرت

قبلہ عالم قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا۔ اس فقیر کی والدہ مرحومہ کہا کرتی تھیں کہ میرا لڑکا بُرے خیال میں پڑ گیا ہے اس لیے گھر میں نہیں رہتا۔ چنانچہ انہوں نے علماء اور فقراء سے اتنے تعویذ میرے لیے حاصل کیے تھے کہ گھر کے برتن بھر گئے تھے۔ چوں کہ اس فقیر پر جذبۂ عشق کا غلبہ بدرجۂ کمال تھا اس لیے مجبور تھا۔ اور ہر وقت ایک بے قراری سی رہتی تھی:

محبتے است کہ دل را نمی دہد آرام ورنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

نقل (از مؤلف) حضرت قبلہ کا قطع مسافت کرنا اظہر من الشمس ہے کہ دو سو کوس آپ نے تین چار روز میں طے فرمایا۔ نیز حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے اس فقیر نے یہ بھی سنا ہے کہ ایک سفر میں میرے دونوں پاؤں کے نیچے کا چمڑا ایڑی سے لے کر ناخنوں تک جدا ہو گیا اور میاں غلام حیدر — جو کہ حضرت قبلۂ عالم مہاروی قدس سرہٗ کی زیارت کو جاتے ہوئے اکثر اوقات میرے حضرت کے ہمراہ ہوتے تھے — کی زبانی سنا ہے کہ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ آپ (خواجہ تونسویؒ) کی پاپوش خون سے بھر گئی اور خون کے قطرات اس سے ٹپکنے لگے۔ لیکن آپ اپنے سے اس قدر بے خبر ہوتے تھے کہ مردانہ وار قدم اٹھاتے چلے جاتے اور خون کے بہنے اور پاؤں کے زخمی ہونے کی کچھ خبر نہ رکھتے تھے میں نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یہاں بیٹھ جائیں لیکن آپ نے قبول نہ کیا جب ملتان شہر میں پہنچے تو میں نے اس خیال سے کہ شاید آپ کا جوتا تنگ ہے جس سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے ہیں۔ نیا جوتا خریدنا چاہا۔ لیکن سوائے ایک نئی چادر کے، قیمت ادا کرنے کے لیے اور کچھ پاس نہ تھا۔ میں

نے اس چادر کو فروخت کرنا چاہا تاکہ جوتا خریدا جا سکے۔ بہت کوشش کی لیکن آپ نے نہ مانا۔ آخر بار بار خدمت میں عرض کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ "ہم کو اپنی مطلق خبر نہیں ہے۔ تم کچھ فکر نہ کرو (انشاء اللہ) منزل کے طے کرنے میں میری طرف سے کچھ سستی نہ ہو گی۔

فرمایا کہ ایک دفعہ اس ملک میں تیمور شاہ بادشاہِ خراسان کی لشکر کشی کا حادثہ پیش آیا۔ اس طرح کہ اس نے قلعہ ڈراوال کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اور تاخت و تاراج کر دیا۔ اسی اثنا میں فقیر کو حضور قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی زیارت اور قدم بوسی کا خیال پیدا ہوا۔ ملک کی ویرانی کی وجہ سے تمام راستہ خطرناک ہو گیا تھا۔ جب اس فقیر نے دریائے سندھ عبور کیا تو میاں حاجی جان محمد حسین کو حضرت میاں صاحب نارووالہ قدس سرہٗ نے بھیجا تھا۔ ہمارے ساتھ ہو لیا۔ جب ہم آبادی میں پہنچے فقیر کے پاس ایک نئی لنگی تھی۔ اس کو بیچ کر زادِ راہ کے لیے کچھ چاول خرید لیے۔ جب شہر کرم پور میں پہنچے تو سکھوں نے ہم کو جاسوسی کے جرم میں پکڑ کر نظر بند کر دیا۔ اتفاق سے اس رات بارش ہو گئی اور ہم نے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں جس کی چھت شکستہ تھی اور ٹپکتی تھی۔ نیز اندر سے گدھوں کی لید سے بھری ہوئی تھی۔ ساری رات ناپاک پانی میں کھڑے کھڑے گزار دی۔ صبح سویرے سکھوں کی فوج کا جمعدار آیا اور ہم سے معافی مانگی اور کچھ آٹا، گھی اور شکر ہم کو کھانے کے واسطے دیا۔ اور لوگوں سے کہنے لگا۔ کہ یہ چہرے جاسوسوں کے نہیں ہیں" اور لاہوری زبان میں کہا۔ کہ "ایہہ سائیں لوک ہیں"۔ یعنی طالبانِ خدا

ہیں۔ ان کو کسی اور چیز سے واسطہ نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ہم کو رخصت کیا اور بوقت رخصت فقیر سے پوچھا "کہ ہماری فوجوں کی حالت کیسی ہے؟" میں نے کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر پانچ ہزار متحدہ درانی سوار اس فقیر کے زیر کمان ہوں تو اُمید ہے کہ ان سکھوں کو لاہور سے بھی باہر نکال دوں۔" یہ سن کر جمعدار ہنسا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ کہ "سائیں لوک یعنی فقیر ٹھیک کہتا ہے۔" الغرض وہاں سے روانہ ہوئے اور جب حضرت قبلۂ عالم کے مکان کے قریب پہنچے تو کچھ چور ہم پر چڑھ دوڑے لیکن ہمارے اور ان کے درمیان ایک ندی حائل ہو گئی۔ انہوں نے ہماری طرف رُخ کیا اور ندی کو عبور کرنا شروع کیا۔ ہم بھی انہیں کی طرف کو ندی عبور کرنے لگے۔ پانی کے بیچ میں جب ہم آمنے سامنے ہوئے تو حاجی مذکور نے ان سے کہا کہ "اگر تمہارے پاس کچھ روٹی ہو تو ہم کو دو ہم تو بھوک سے مرے جاتے ہیں۔" اتنی بات سنتے ہی وہ ہم سے منہ پھیر کر دوسری طرف کو روانہ ہوئے۔ جب ہم حضور قبلۂ عالم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے چہرہ مبارک اس فقیر کی طرف پھیر کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ "تم موت کو چاہتے ہو لیکن وہ نہیں آتی۔"

نیز فرمایا۔ کہ اگر بالفرض اس زمانہ میں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو اس زمانہ کے لوگوں کو کافر کہتے۔ اس لیے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے شریعت کی پیروی چھوڑ دی ہے اور اگر یہ لوگ ان کو دیکھتے تو انہیں مجنوں اور دیوانہ کہتے کیوں کہ ان کے سارے اخلاق اور افعال شریعت کے مطابق تھے اور خواہشات نفسانی سے پاک، اس پر یہ شعر پڑھا ؎

یارب ہمہ خلق را بہ من بدخو کن   وز جملہ جہانیاں مرا یک سو کن

فرمایا کہ ہمارے وطن اندرونِ پہاڑ میں قوم جعفر کے ایک شخص علم فقہ کے بڑے عالم تھے۔ ایک شخص ایک شرعی مسئلہ پوچھنے کے لیے ان کے پاس آیا وہ اس وقت ہل چلانے میں مصروف تھے۔ اس شخص نے ان کے ہاتھ سے ہل کو پکڑنا چاہا۔ انہوں نے کہا کہ تم کیوں مجھ سے ہل چھینتے ہو اور میرے پاس کیوں آئے ہو؟ کہا کہ ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا ہوں۔ انہوں نے اس لکڑی سے جس کے ساتھ بیلوں کو ہانک رہے تھے ــــ اس شخص کو بیدریغ مارنا شروع کیا اور کہا کہ دور رہو اور مجھے رشوت سے ملوث نہ کرو۔ پھر کہا کہ بیٹھ جاؤ جب میں اس کام سے فارغ ہوں گا تو تمہیں مسئلہ بتادوں گا۔

نیز فرمایا۔ کہ حضرت باباصاحب قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ایک صاحب کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اسی دوران میں ان کو پیاس لگی۔ پاس ہی ایک مٹکہ تیل کا بھرا ہوا رکھا تھا اسے پانی سمجھ کر پی گئے۔ مطالعہ میں نہایت استغراق کی وجہ سے کچھ امتیاز نہ کر سکے۔

نیز فرمایا۔ کہ پہلے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے قریب کی وجہ سے استعداد کامل رکھتے تھے۔ اب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے دوری کی وجہ سے لوگوں کی استعدادیں کم ہوگئی ہیں۔ چنانچہ سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ کے وقت درویشوں کو مٹھی بھر کچھ دانے دیئے جاتے تھے اور فخر الاولین والآخرین شیخ محمد فخر الدنیا والدین جہاں آبادی قدس سرہٗ

کے زمانہ میں رات دن میں پاؤ بھر کی ایک ایک روٹی بازار سے لاکر دی جاتی تھی۔ اور وہ بھی کبھی میسر نہ ہوتی تھی۔ راہِ حق کے سالکوں نے فقر و فاقہ پر صبر کر کے اپنے کام میں کبھی فرق نہیں آنے دیا۔ حتیٰ کہ بہت سے درویش آپ کے وصال کے بعد بھی اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہوئے بلکہ آپ کے آستانۂ مبارک پر ہی فوت ہوئے۔ اور حضرت قبلہ عالم (خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ) کے زمانہ میں درویشوں کو دونوں وقت روٹی دی جاتی تھی اور اگر کسی کو کچھ بیماری ہوتی تو اس کے دوا دوار کی طرف کچھ زیادہ توجہ نہیں کی جاتی تھی۔ اور اس زمانہ میں اس فقیر نے درویشوں کے لیے دو وقت کی روٹی کے علاوہ کپڑے، گھی اور ادویات علیحدہ مقرر کی ہیں تاکہ ہر شخص جمعیتِ خاطر کے ساتھ حق تعالیٰ کی یاد کر سکے۔

نیز فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے دستِ مبارک میں عجیب تاثیر تھی کہ جو کوئی آپ کا ہاتھ پکڑتا تھا۔ ابتدا سے انتہا تک حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا تھا۔ اور اگر کوئی ہمیشہ کی پابندی نہ کر سکتا، تو آخر کار تو ضرور ہی تائب ہو کر اپنے کام میں لگ جاتا۔ فرمایا اس وقت خاص لوگوں میں سے ایسا شخص کوئی بھی نہیں ہے (جس کے ہاتھ میں ایسی تاثیر ہو) یہ زمانہ قحط الرجال کا زمانہ ہے۔

یک روز فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منقولہ قول دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جس وقت ہم نے رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں رکھا۔ ابھی ہم لحد مبارک پر کچی اینٹیں بھی رکھنے نہ پائے تھے کہ ہمارا پہلا حال—

کہ اُس آفتاب ہدایت کے نور سے ہم محفل نشینوں کے چہرے روشن تھے ۔ متغیر ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ آخری زمانہ میں حادثات کے نازل ہونے کی وجہ سے یہ لکھتے ہیں۔

کہ یرفع خوف الحق عن قلوب الخلق ولیقوم مقامہ فیھا خوف الناس۔

یعنی لوگوں کے دلوں سے خدا کا خوف اٹھ جائے گا اور اس کی جگہ لوگوں کا خوف لے لے گا۔ اس لیے چاہیئے کہ حق تعالیٰ پر تو امید ہو اور لوگوں سے نا اُمیدی ہو۔

نیز فرمایا۔ کہ ظاہری علم ہدایت کی شرط نہیں ہے۔ البتہ منجملہ اسباب ہدایت کے ایک سبب ہے۔ اس علم ظاہر کی مثال تلوار جوہر دار کی سی ہے کہ اگر کسی قوی دل شخص کے پاس ہو تو وہ دشمن کے سر کاٹ لے۔ اور اگر کسی بزدل کے ہاتھ میں ہو تو اسی تلوار سے اس کا اپنا سر کاٹا جائے پس اگر تحصیل علم کے ساتھ ساتھ ہدایت الٰہی بھی ہو گی۔ تو انسان نفس اور شیطان کی لڑائی میں کامیاب ہو گا۔ ورنہ اس کا علم اس کی اور دوسرے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے گا۔

نیز فرمایا۔ کہ حضرت میاں صاحب حاجی پور شریف والے جو کہ حضرت قبلۂ عالم کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ ضعف دماغ کی وجہ سے سر کے بال کانوں کی لو تک بڑھائے رکھتے تھے۔ اور کبھی کبھی منڈوا بھی دیتے تھے۔ ان کے وصال کے بعد اس علاقہ کے لوگوں بلکہ عالموں نے اس کی سند پکڑ لی اور سر کے بال رکھنا انہوں نے اپنا طریقہ بنا لیا۔ کہ اب اُن کی شناخت بغیر اِس کے نہیں ہوتی۔

نیز فرمایا کہ ایک روز یہ فقیر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں اکیلا حاضر تھا۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جو لوگ سر پہ بال رکھتے ہیں ہم کو جنوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

نیز فرمایا۔ کہ حضرت قبلۂ عالم کو شریعت کا اس حد تک پاس تھا کہ ایک روز کوئی شخص ایک شعر بلند آواز سے پڑھ رہا تھا۔ آپ نے سن لیا اور فرمایا کہ یہ کون ہے جو مسجد میں گندگی کھا رہا ہے۔[1] اس کے بعد اس کو خاموش کرا دیا گیا۔

نیز فرمایا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ سر کے بال رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ یہ صرف فعلی سنت ہے نہ کہ قولی۔ بہت سے ایسے مسنون افعال ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہیں دوسرے کو ان کی اقتداء کرنا منع ہے۔ کتابوں میں یہ مسئلہ تلاش کیا جا سکتا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جنوبی علاقہ میں ایک عارف عنایت نامی تھے۔ ان کا ظاہر و باطن شریعت کے مطابق تھا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے طریقہ کے لوگوں نے یہاں تک بدعات اختیار کر لی ہیں کہ جو کوئی ان کے سلسلہ میں داخل ہوتا ہے نماز چھوڑ دیتا ہے اور اسی طرح ایک صاحب جبیب نامی اور حضرت عثمان مروندی المعروف بہ لعل شہباز، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے اور ہر دو صاحب شرع اور متقی تھے۔ ان کے وصال کے بعد

---

[1] آج کل کے مشائخ چشت کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہیے جو کہ اپنے پیروں کی سنت کے خلاف زمان، مکان اور اخوان کی شرائط کا لحاظ کئے بغیر سماع سنتے ہیں اور وہ بھی مزامیر کے ساتھ فاعتبروا یا اولی الابصار حالانکہ صرف تالی کی ممانعت میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ "یعنی در منع دستک چنیں احتیاط آمدہ است در منع مزامیر بطریق اولیٰ (فوائد الفواد)" (احقر مترجم)

اُن کے طریقہ کے لوگ اپنی خواہشِ نفسانی کے تحت نماز کو چھوڑ کر برہنہ تن رہتے ہیں۔ صرف ایک لنگوٹی باندھتے ہیں اور سر پر رسیاں لپیٹے رکھتے تھے۔ اسی طرح دوسرے امورِ منہیات کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ سب کام اُن سے منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز حضرت سید جلال الدین اوچی قدس سرہٗ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آج آپ کا چہرہ مبارک متغیر کیوں ہے انہوں نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اپنے چہرہ پر پھیرا۔ آپ کے وصال کے بعد لوگوں نے یہ بدعت اختیار کرلی کہ مٹی اپنے اوپر ملتے ہیں۔

فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اگر کبھی نواب صاحب (نواب بہاول پور) کی درخواست پر سماع کی مجلس میں داخل ہوتے تو دروازہ پر ایک پہرہ دار مقرر کردیتے اور مجلس کے اندر سوائے محرموں کے اور کوئی آدمی نہ آسکتا تھا۔ اور اب یہ حال ہے کہ تین چیزیں عام ہوگئی ہیں

(۱) مسئلہ وحدت الوجود (۲) سماع (۳) سر کے بال رکھنا۔

نیز فرمایا۔ کہ میاں رانجھا جو کہ ہیر کے عشق میں مبتلا تھا، ایک جوگی کی خدمت میں گیا اور جوگ کی تعلیم حاصل کرنے کی استدعا کی۔ اس جوگی نے جواب دیا کہ جوگ تو بڑا مشکل کام ہے۔ پھر ہندی کے یہ اشعار پڑھے:۔

کھارا بھارا ہے کم جوگ دا اسکھیار اندا ادتے کم نہیں!
جھاں جُھگ تے ڈھونڈتے سخت نہیں رمرلی کے لوک ہنساوندی

تیس پکیاں ماؤ دیاں کھا بیٹھے اتھے منگ کے ٹکڑے کھاونے نی

تن چوپڑ کے آرسی نال وکھیں اتھے ہتھے تے رُوڑ گھساونے نی

جوگی سے مراد مرشد کامل ہے۔ کم جوگ سے مراد سلوک اور رانجھا سے مراد سالک ہے۔ یعنی فقر و فاقہ کی مصیبتیں اٹھانے اور سخت ریاضتوں اور محنتوں کے بغیر مقصودِ اعلیٰ کا وصول ایک امر محال ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیے کہ مرشد کامل کا دامن پکڑ کر ہمیشہ اس کی صحبت میں رہے تاکہ اس کو وصول الی اللہ کا مرتبہ نصیب ہو۔ جو لوگ شیخ کامل کی صحبت کے بغیر ریاضت اور زہد و ورع میں کوشش کرتے ہیں ان کو شریعت کی پابندی کا اہتمام نہیں رہتا۔ اور یہ ایک بہت بڑا نقص ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ رات دن مداومت کے ساتھ زہد و تقویٰ اور ورع میں کوشش کرے حتیٰ کہ اس کو حق تعالیٰ بے خودی نصیب فرمائیں کہ ایک سالک کے لیے اس کا حصول نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "از خود رستن بحق پیوستن" یعنی اپنے آپ سے گزر جانا حق تعالیٰ سے واصل ہونے کے مترادف ہے۔ بعدہٗ فرمایا: ؎

چو بے خود گشت حافظ کے شمارد　　　به یک جو مملکت کاؤس و کے را

فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ تمام مخلوق کو کیا ادنیٰ، کیا اعلیٰ شفقت و رحمت کی نگاہ سے دیکھے تاکہ حق تعالیٰ اس پر رحمت کریں اور اپنی جناب کا محبوب بنا دیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ عالم کو چاہیے کہ اپنے علم پر عمل کرے۔ ورنہ کمثل الحمار یحمل

صفا۔ اَمثل اس گوشت کے ہوگا جو بوجھ اٹھائے پھرتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا
اس کے بعد فرمایا۔ کہ یرفع العلم بموت العلماء کہ علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھا لیا جائے گا۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہے گا اور اس کے جائز ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں مسئلہ پوچھے گا۔ لیکن کسی کو اس کے جواز یا عدم جواز کا حکم لگانے کا علم نہیں ہوگا۔ آخر تقریباً سو کوس کے فاصلہ پر کسی کے پاس جا کر اس مسئلہ کو حل کریں گے۔

نیز فرمایا۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو دنیا کے کاموں میں نبی علیہ السلام کی نسبت زیادہ تجربہ اور وقوف تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کو خطاب کر کے فرمایا۔ انتم اعلم بامور الدنیا تم دنیا کے کاموں کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

نیز فرمایا۔ کہ دنیا کی مثال مسخروں کی داڑھی کی طرح ہے کہ کبھی موجود ہوتی ہے۔ اور کبھی نہیں ہوتی۔ اسی لیے دنیا داروں کے وجود سے رنج و غم نہیں نکل سکتا۔ جیسا چیونٹیوں کے گھر سے نہیں نکلتا۔ یعنی ہر وقت حرص و ہوس کی وجہ سے ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں۔ بیت ؎

اگر دنیا نہ باشد دردمندیم　　　وگر باشد بہ مہرش پای بندیم

دنیا دار لوگ بے فائدہ اپنی عمر عزیز کو اس بے وفا دنیا کے پیچھے خرچ کر دیتے ہیں۔ اور آخر اپنے ساتھ بھی نہیں لے جاتے۔ اس لیے چاہیے کہ انسان اس ذات پاک کی محبت اور دوستی کے لیے کمر ہمت باندھ لے۔ جو ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اسی بات میں دونوں جہانوں کا نفع مندرج ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ جب ہندوستان کے بعض امیروں کے مکر و فریب کی وجہ سے نادر شاہ ایران سے آکر دہلی پر قابض ہو گیا اور بادشاہِ ہند محمد شاہ کے تخت پر بیٹھا تو اس نے محمد شاہ کو کہا کہ اپنا کوئی شعر سناؤ ۔ کیوں کہ اس نے سنا ہوا تھا۔ کہ محمد شاہ اپنے زمانہ کے شاعروں میں ایک بے مثال شاعر تھا۔ محمد شاہ نے اسی وقت یہ شعر پڑھا:۔

چشم عبرت برکشا و قدرتِ قادر بہ بیں
شامتِ اعمال ما این صورتِ نادر گرفت

پس تقدیر الہٰی سے ایک ایرانی آدمی کو شاہی قلعہ سے باہر قتل کیا گیا۔ اس کی صورت نادر شاہ کے مشابہ ہو گئی۔ ہندوستانیوں نے یہ دیکھ کر شور مچایا کہ نادر شاہ کو قتل کر کے قلعہ کے باہر پھینک دیا گیا ہے۔ اسی وقت سب نے کمر ہمت باندھ کر ایرانیوں کو دبا لیا اور ان کو دہلی سے باہر نکال دینے کا قصد کر لیا۔ اسی اثنا میں نادر شاہ کو اس امر کی اطلاع ملی تھی اس نے قلعہ سے باہر آکر دیکھا کہ ہر خاص و عام کی زبان پر اس کے قتل کا افسانہ ہے اور ہر طرف یہ بات پھیل چکی ہے۔ مجبوراً اس نے ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے قتل نہ ہونے کا اعلان کرایا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر اپنے وزراء میں سے ایک کے ساتھ مشورہ کیا اور پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟ وزیر نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم تمہاری پیشانی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اس لیے اب سوائے اس کے کہ ہم اس جگہ سے چلے جائیں۔ نجات کی اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ چنانچہ اس کی صلاح کے مطابق اسی وقت وہاں سے روانہ ہو گیا اور اپنے ملک میں پہنچ گیا اور چند روز گزرنے کے بعد اپنے رشتہ داروں

میں سے ایک شخص کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ حاکمِ وقت کے حق میں بد دُعا نہ کرے خواہ مسلمان ہو، خواہ مشرک[۱]۔ خواہ ظالم ہو خواہ عادل۔ بلکہ اس کے لیے دُعا کرے تا کہ اس کے حکم میں سستی واقع نہ ہو کیوں کہ جب اس کے حکم میں سستی اور کمزوری ہوگی تو مخلوقِ خدا کا نقصان ہوگا اور اس کی قوت اور مضبوطی عین مصلحت ہے، اسی بنا پر شیخ سعدی قدس سرہٗ نے کہا ہے ؎

حکمت محض است اگر لطف جہاں آفریں　　خاص کند بندہ مصلحت عام را

فرمایا کہ جیسا کہ رنجیت سنگھ دَخَلَ النَّارَ وَالسْتَقَرَّ مَعَ الجِنّ وَالبِنُّ ہا کے مرنے کے بعد حکومت کمزور ہو گئی اور بہت مخلوق لاہور میں تباہ و برباد اور مقتول ہوئی۔ پس آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

حاکم است او نفعل اللّٰہ ما یشاء
کو زعین درد انگیزد دواء

ایک روز قاضی نور محمد نے حضورِ عالی کی خدمت میں ذکر کیا کہ قیامت کے

---

[۱] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حاکم وقت اگر کافر و مشرک ہو تو اس کے خلاف جہاد نہ کیا جائے یا اس کی حکومت پر راضی رہا جائے بلکہ یہ فرما رہے ہیں کہ اس کے لیے بد دُعا نہ کی جائے۔ یہ بہت اونچی بات ہے فافہم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں سے لڑتے ہوئے عین میدانِ جہاد میں بھی بد دُعا نہیں فرمائی۔ بلکہ اس وقت بھی زبانِ مبارک سے صرف اتنا ہی نکلا کہ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (احقر مترجم)

دن حق تعالیٰ امام اعظم اور امام شافعی علیہما الرحمۃ کو اپنے سامنے سنہری کرسیوں پر بٹھا کر ابلیس کو حاضر کریں گے کہ "اس شخص کے حق میں کیا حکم دیتے ہو جو دوسرے کی زمین میں بغیر کسی حق کے زراعت کاشت کرے۔" پس دونوں امام اس قسم کا فتویٰ دیں گے کہ "وہ شخص زمین کو اپنی زراعت سے خالی کر کے اس کے اصل مالک کے حوالہ کرے۔" اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا۔ رباعی

لا آدم فی الکون ولا ابلیس   لا ملک سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارۃ وانت المعنیٰ   یا من ھو للقلوب مقناطیس

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ کرامتوں کے ظاہر کرنے اور اپنے آپ سے سلسلہ جاری کرنے کے پیچھے نہ پڑا رہے بلکہ حق تعالیٰ کی محبت اور عشق میں اس قدر مستغرق رہے۔ کہ سوائے اس کی یاد کے کبھی کوئی چیز اس کے دل میں راہ نہ پائے۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

احمد تو عاشقی بہ مشیخت ترا چہ کار
دیوانہ باش سلسلہ شد شد نشد نشد!

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیے کہ کھانے اور پہننے میں ہی نہ لگا رہے بلکہ جو کچھ حق تعالیٰ اسے عطا فرمائیں اس پر قناعت کرے اس کے بعد یہ رباعی ارشاد فرمائی ؎

گر نیمی بوریا پوستکے   دلقکے پُر زدرد دوستکے
ایں قدر بس بود جمالی را   عاشق رند لاابالی را

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ عارف ہونے کا دعویٰ نہ کرے کیونکہ جو

کوئی عارف ہوتا ہے وہ دعویٰ نہیں کیا کرتا اور اس پر یہ شعر پڑھا ؎

لاف عرفاں مے زنی اے عارف لاغر سرشت
نغمۂ ققنوس را با بکبک و چکمک چہ کار

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کے ہر فعل کو عین حکمت خیال کرے، اگرچہ اس کی حکمت سے مطلع نہ ہو اور اس ذات پاک پر اعتراض نہ کرے کیوں کہ اعتراض کرنے والا دونوں جہانوں میں مردود ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ (یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کام حکمت سے خالی ہوگا تو اس کا بے فائدہ ہونا لازم آئے گا۔ تعالی اللہ عن ذٰلک علواً کبیرا ہ (اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے پاک ہیں کہ کسی بے فائدہ کام کی نسبت ان کی طرف کی جاوے اور ان کی شان بہت بلند ہے) چنانچہ بندوں کو تھوڑا رزق دینے کے بارہ میں خود فرمایا ہے: وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ (اگر حق تعالیٰ اپنے بندوں پر روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد مچاتے۔

نیز فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ ظلم سے پاک ہیں اور اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے اپنے اعمال کی شامت ہوتی ہے چنانچہ اس نے خود فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ہ (تحقیق اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے) اور اگر کوئی ظلم و تعدی کی نسبت اس کی طرف کرے تو کافر ہو جائے۔ نعوذ باللہ منہا۔

نیز فرمایا کہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ الموجود کلہٗ

خیر بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ کفر کا بھی وجود تو ہے اس میں کیا خوبی ہے۔ جواب دیا گیا ہے کہ اسلام کی عظمت کفر کے وجود سے ہی ہے اگر کفر نہ ہوتا تو اسلام کی عزّت و عظمت کو کوئی نہ پہچانتا جیسا کہ کہا گیا ہے: اَلْاَشْیَاءُ تَتَبَیَّنُ بِاَضْدَادِهَا۔

ع۔ ضد تبیّن نشود جز بہ ضد

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ عملیات میں وقت ضائع نہ کرے کہ یہ چیزیں راہِ فقر کی مانع اور راہزن ہیں اور جو مقصودِ اصلی ہے یعنی حق تعالیٰ کی یاد اس سے کسی وقت خالی نہ رہے کہ دونوں جہانوں کی کامیابی اسی بات پر منحصر ہے ؎

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

اشعارِ ہندی: آپو چاڑو بیل تیں آپو لبسیں کر
کوہجی کملی تیری ہاں میرے اوگن بجھ نہ بجھ
مے بینی سے دیلی یار یاراں دی مدّ
منہ توں پلّو دور کر گلاں کرائیں رجّ

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ جان و دل سے حق تعالیٰ کی یاد میں کوشش کرے تاکہ اس کو شرحِ صدر کی نعمت اور باطن کی صفائی نصیب ہو۔ کیونکہ عبادت بغیر اس کے کچھ فائدہ نہیں دیتی مطلب یہ ہے کہ جب تک دل کا آئینہ (وساوس اور گناہوں کے) زنگ سے پاک نہیں ہوتا حسنِ محبوب کے عکس دیدتو کا محل بننے کا مستحق نہیں ہوتا۔ نیز سالک کو چاہیے کہ خود بینی و تکبر اختیار نہ کرے کیوں کہ اسی

وجہ سے ابلیس ملعون ہوا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈالا گیا۔ نعوذ باللہ من ذالک ط

نیز میں نے عبدالمجید خاں سے سنا ہے جو کہ حضرت قبلہ کے ساتھ سچا اعتقاد رکھنے والے مریدین میں سے ہے، اس نے بیان کیا کہ میں ایک روز حضور عالی کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت صاحب زادہ میاں نور احمد صاحب جو کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے سجادہ نشین تھے ۔ بھی حاضر تھے، اور حضرت قبلہ انہیں کو مخاطب بنا کر کلام کر رہے تھے، تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ایک رات میں خلوت میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک شخص ایک گدھے کو پکڑے ہوئے آیا۔ گدھے کو مجھ سے کچھ فاصلہ پر باندھ کر ایسی جگہ سے ہو کر کے میرے پاس آیا جہاں کوئی راستہ نہیں تھا اور بیٹھ گیا۔ میں اس بات سے حیران ہوا۔ اس سے اس کے نام اور کام کے متعلق دریافت کیا۔ کہنے لگا میں شیطان ہوں اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے کے لیے آیا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کے بموجب میں نے اسے کہا کہ مجھے اپنے شر سے امان دینا کہنے لگا۔ حق تعالیٰ نے تجھے اپنی حفاظت میں لے کر میرے مکر سے امان دی ہوئی ہے تسلی رکھو، ہماری آپس کی بہت سی گفتگو کے بعد اس نے حق تعالیٰ کی جناب میں اپنے قرب کا ذکر بڑے رشک سے کیا۔ میں نے اسے کہا اگر اب بھی صدق دل کے ساتھ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کی قبر پر سجدہ کرو تو حضرت کریم کی جناب سے پکی امید ہے کہ تجھے پہلا رتبہ عطا کر دیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اس وقت میں نے حق تعالیٰ کا حکم نہ مانا اب اس سے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد اس نے

جاننے کا قصد کیا۔ میں نے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو۔ کہنے لگا۔ ہر کسی کو اپنے سے بہتر سمجھنا تمہارا کام ہمیشہ ترقی پر رہے گا۔

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

خاکساران جہاں را بہ حقارت منگر
شاید آں ہم کہ دراں گرد سوارے باشد

کیونکہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کئی قسم کی ہے۔ بعضے ایسے ہیں کہ وہ خود تو اپنے آپ سے واقف ہیں۔ لیکن دوسروں کو ان کے احوال کی مطلق خبر نہیں اور بعض اس طبقہ کے لوگ ہیں کہ اللہ کے ہاں تو ان کا بہت بڑا رتبہ ہے لیکن خود ان کو اپنے حال کی خبر نہیں تاکہ وہ اپنے کو مخلوق سے علیحدہ رکھیں اور نہ ان کے احوال کی لوگوں کو کچھ خبر ہے۔ تاکہ ان کے ساتھ ادب سے پیش آئیں۔ ایسے لوگوں کو اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو حق تعالیٰ مخلوق کو کسی حادثہ میں مبتلا کر دیتے ہیں اس پر مولوی خدا بخش کرہوری مرحوم جو کہ حضرت قبلہ کے سچے خیر خواہوں اور معتقد لوگوں میں سے تھے۔۔۔ کہنے لگے کہ اسی واسطے خواجہ حافظ نے فرمایا ہے ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

فرمایا اسی طرح ہے جس طرح انہوں نے لکھا ہے۔

فرمایا اگر سو آدمیوں کو لو تو ایک ان میں صاحب نسبت ہوگا اور یہ جو صاحبان

ارشاد ہیں یہ (منجملہ صاحب نسبت لوگوں کے) ایک قسم ہیں۔

نیز فرمایا۔ کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے حسد کے طور پر کہا کہ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ یعنی کیا تو اس کو زمین میں اپنا خلیفہ بناتا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ پھر جب حق تعالیٰ نے کہا۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ تو سب فرشتوں نے ماتم کے طور پر سیاہ ٹوپیاں پہن لیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر طعنہ زنی کرنے کی وجہ سے بنی آدم کے خدمت گار بنائے گئے۔ خشکی کے حیوانات میں سے بچھو نے غمازی کی اس لیے اس کو اندھا اور بہرا بنا دیا گیا۔ اور بحری حیوانات میں سے مچھلی کو بے زبان کر دیا گیا۔ اور ابلیس کو سجدہ نہ کرنے اور اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ کہنے کی وجہ سے لعنت کا طوق پہنایا گیا۔ اس لیے ہرگز ہرگز اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھنا۔ تاکہ تو حق تعالیٰ کا محبوب و مقبول ہو جائے۔

نیز فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے خلیفہ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے جسم مبارک کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو سارے آسمانوں اور کرسی اور عرش معلیٰ نے درخواست کی کہ ہم [illegible] سے جسم مبارک پیدا فرمایا جاوے حق تعالیٰ نے اس کو رد فرما دیا۔ زمین خاموش تھی۔ اس کو حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا کہ تو نے اس بارہ میں کیوں نہ عرض کیا؟ کہنے لگی کہ آسمان اور عرش و کرسی مجھ سے اشرف و اعلیٰ تھے اس لیے یہ انہیں کا حق

تھا کہ ان سے جسدِ مُبارک بنایا جاتا ۔ میں اپنے کو ان سب سے کمتر سمجھ کر خاموش رہی ۔ پس حق تعالیٰ نے اس کی عاجزی اور مسکنت کو قبول فرمالیا ۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ مٹی سے آدم علیہ السلام کا جسد تیار کریں ۔ شیخ سعدیؒ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے :

از تواضع خاک مردم شود

نورِ نار از سرکشی کم می شود

جب جسمِ مبارک تیار ہو گیا اس میں روح پھونکنے کے لیے اپنی حکمتِ بالغہ سے چالیس روز تک توقف کیا ۔ اور وہ حکمت ، اسرارِ الٰہیہ کا سرشتِ آدم میں مندرج کرنا تھی

حضرت قبلہ کبھی کبھی عشق اور توحید کے غلبہ میں یہ رباعی پڑھا کرتے تھے :۔

آں تلخ وش کہ صوفی اُم الخبائثش خواند

اشہیٰ لنا و احلیٰ من قبلۃ العذارا

حافظ بہ خود نہ پوشید ایں خرقہ می آلود

اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا

فرمایا ۔ کہ ایک شخص عصام الدین متقی نامی ملتان شہر کے قریب رہتا تھا ۔ اور مولوی جامی قدس سرہٗ کے اس قول کہ ۔ ع

یک بار مہرِ دہر کسے بیچارہ جامی بارہا

پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ کہ یہ بات انہوں نے غلط کہی تھی ۔ انہی ایام میں ایک شخص پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس اس مسجد میں جہاں متقی مذکور نماز پڑھا کرتا تھا، آیا اور ایک طرف دھواں لگا کر بیٹھ گیا ۔ رات کو سحری کے وقت حسبِ عادت متقی مذکور گھر سے باہر نکلا ۔ تو دیکھا ۔ کہ اس شخص کا ہر ہر عضو الگ الگ ہو کر بکھرا پڑا ہے ۔ یہ حالت دیکھ کر واپس لوٹ گیا اور لوگوں کو اطلاع دی کہ آج رات چوروں نے اس درویش کو قتل کر کے اس کے اعضا کو الگ الگ کر دیا ہے چنانچہ لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ شخص بیٹھا ہوا ہے ۔ حیران ہوا اور اس سے اس کا نام اور اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا ۔ اس نے جواب دیا ۔ کہ اس فقیر کا نام عبد الغفور ہے اور میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ کے ادنیٰ غلاموں میں سے ایک ہوں جنہوں نے کہا ہے کہ ؎

یک بار میر دہر کسے بے چارہ جامیؔ بارہا

پس تم کس وجہ سے اس بات کو غلط کہتے ہو ۔ یہ سُن کر متقی شرمندہ ہوا اور معافی مانگی ۔ بعدہٗ اس کے لیے نئے کپڑوں کا جوڑا لایا اور بڑی عاجزی سے درخواست کی کہ کچھ دن وہ وہیں ٹھہر جائیں لیکن اس فقیر نے جو کہ توحید کے عشق میں غرق تھا، نہ تو کپڑے قبول کیے اور نہ وہاں ٹھہرنا قبول کیا اور اسی وقت وہاں سے چل دیا ۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی محمد علی مکھڈی قدس سرہٗ ایک عالی ہمت مرد تھے اور کمالاتِ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے اور بحرِ عشق کی منزلیں طے کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اپنی آخری عمر میں انہوں نے حضرت قبلہ سے

بیعت کی اور چند یوم میں ہی واصلین کاملین میں شمار ہونے لگے اور وہ میرے حضرت قبلہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ایک ہیں۔

حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے کچھ دن اپنے مکان پر — جو کہ ملکھڈ شہر لئے میں واقع ہے — ٹھہرے رہے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کرنے کے لیے ایک درخواست لکھ بھیجی۔ حضرت قبلہ نے اپنے فطری استغناء کی وجہ سے جواباً اس عاشقِ صادق کے طلب و شوق کی آگ کو بھڑکانے کے لیے ایک رباعی لکھ کر بھیج دی وہ یہ ہے: رُباعی

صوفی میا کہ مشربِ رنداں است مہیا
ایں جا چہ کار داری کہ زنداں است مہیا
ناموس دیا رسائی کردی تو مدّتے
اینجا شراب خواری رنداں است مہیا

حضرت مولوی صاحب قدس سرہٗ اس سے مطلع ہوتے ہی بلا تامل وہاں سے چل پڑے اور شرفِ زیارت سے مشرف ہونے کے بعد اس رباعی کے جواب میں اپنی ایک رباعی حضور کی خدمت میں پیش کی۔ رُباعی

من برائے دیں فروشی آمدہ ام تا دیں دہم بر روئے تو
نام و ناموسم نہ ماندہ حبتہ تا کہ پا اندازم در کوئے تو

پس حضرت قبلہ نے ان کو اسی ایک ملاقات میں ہی کمالاتِ باطنی سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ اس طرف کے تمام علماء جو کہ اس طائفہ عالیہ (صوفیائے کرام) کے منکر تھے آپ کے معتقد و مطیع ہو گئے اور اپنے شیخ کے عشق و محبت کے دام

میں اس طرح گرفتار ہو گئے کہ ان میں سے بعض اس مظہر کمالات کے وصال کے بعد بھی اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر آپ کے مزارِ مبارک پر ہی قیام پذیر ہو گئے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ دنیا داروں کی صحبت سے دور رہے کیونکہ یہ لوگ جب دنیا میں مستغرق ہو جاتے ہیں تو خدا کا خوف ان کے دلوں سے نکل جاتا ہے حتیٰ کہ ان کے دلوں میں چیونٹی کے کاٹنے کے خوف کے برابر بھی خوف نہیں رہتا۔ جیسا کہ اگر کوئی چیونٹی کسی کے بدن پر چڑھ جائے تو وہ اس کے ڈنگ مارنے کے خوف سے اس کو اپنے بدن سے دور کر دیتا ہے ۔۔۔
نیز فرمایا کہ دنیا داروں کو خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ نصیحت نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کی تو حق تعالیٰ کے ساتھ نسبت دشمنی پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا دشمن کے سامنے بات نہ کرنی چاہیے بلکہ پہلے ان کی دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔
حضرت قبلہ ایک روز بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی خدمت میں بے شمار علماء، صلحاء اور اغنیاء ہر علاقہ کے حاضر تھے کہ ایک شخص شیخ احمد نام جس کو عرف عام میں ننو کہتے تھے ایک برتن پانی کا بھرا ہوا حضور کی خدمت میں لایا اور کہنے لگا کہ میں نے جو نیا کنواں کھدوایا ہے۔ یہ اس کا پانی ہے آپ اس کو چکھیں کہ کیسا ہے ؟ حضرت قبلہ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی نوش فرما کر فرمایا۔ کہ تیرے کنویں کا پانی چاہ داد والہ کے پانی سے زیادہ میٹھا اور تر ہے اس نے جواب دیا کہ یہ جناب ہی کے طفیل ہے کیونکہ اگر جناب والا اس غلام کو مبلغ دو سو روپیہ

عطا نہ فرماتے تو اس کی تعمیر نہ ہو سکتی کیوں کہ میرے گھر میں جو کچھ موجود تھا میں نے خرچ کر دیا تھا لیکن کنواں کی تکمیل نہیں ہو سکی تھی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ بات اس طرح نہیں ہے جس طرح تم کہتے ہو بلکہ دینے اور دلانے والا تو وہی ہے۔ میں درمیان میں نہیں ہوں اس لیے کہ آخر شب میں میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے دل نے کہا کہ مبلغ مذکور شیخ زنبو کو دینے چاہئیں۔ اور چونکہ تمہارا مکان شہر سے باہر تھا اس لیے ایک دن کا توقف ہو گیا تھا۔ اور عادت کے مطابق کہ مسنون طریقہ بھی ہے میں سونے کے لیے لیٹ گیا تھا اور نمازِ فجر کے بعد تجھے بلا کر جب تک مبلغ مذکور ادا نہیں کر دیا گیا مجھے آرام نہیں آیا — مؤلف ملفوظات کہتا ہے کہ حضرت کی یہ بات سن کر میرے دل میں فوراً یہ بات آئی کہ حضرت قبلہ کا یہ قول اسی طرح ہے جس طرح کہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے: از پئے روپوش عامہ مومناں وحی دل گوئیداں را صوفیاں

اس لیے کہ حضرت قبلہ نے دل کے کہنے کے بعد قرار نہیں کیا (یعنی جو دل نے کہا اسے کر گزرے) پس معلوم ہوا کہ وحی دل سے مراد (مجازاً) وحی ہی ہے۔

ایک شخص واصل نامی مجلس میں حاضر تھا اس نے کہا کہ میں نے عرب و عجم کی سیر کی ہے لیکن جناب کی ذات مبارک کی نظیر میں نے کہیں نہیں دیکھی کہ آپ گھوڑے اونٹ اور دو سرے جانور اور نقد اور جنس، کپڑے اور آٹا اور طعام لوگوں کو دیتے ہیں اور مریضوں کے لیے دوائیں عطا فرماتے ہیں پھر اس کے ساتھ گمراہوں کو حق تعالےٰ تک پہنچنے کا راستہ بھی بتاتے ہیں۔ حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا کہ اے میاں واصل! میری بات توجہ سے سنو! میں جب اپنے وطن کوہ درگ سے علم پڑھنے کے لیے اس شہر میں آ کر مسجد سفید میں سکونت پذیر ہوا تو ایک نورباف نے میرا

وظیفہ مقرر کیا، اس کے دروازہ پر ایک کُتّا تھا اور میں اس سے بہت ڈرتا تھا۔ پہلے مسجد کے صحن سے ــــ جو کہ اس کے گھر سے اونچا تھا ــــ جھانک کر دیکھتا تھا۔ اگر کُتّا اس کے دروازہ پر اس وقت نہ ہوتا تو دوڑ کر اپنا وظیفہ لے آتا اور کھا لیتا۔ ورنہ سارا دن فاقہ سے گزار دیتا ــــ میں تو وہی ہوں لیکن حق تعالیٰ کی ذات کریم ہے کہ اس نے مجھے اپنی عنایات سے نوازا ــــ

مؤلف کہتا ہے کہ غور کرنا چاہیئے کہ مردانِ خدا باوجودیکہ ان کا مقام نہایت بلند ہوتا ہے کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے اور تحدیثِ نعمت کرتے ہیں اور ان کے کلام اور ان کے وجود میں نفسانیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا، اسی لیے عراقی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

گُلِ توحید نروید بہ زمینے کہ درو

خارِ شرک و حسد و کبر و ریا و کیں است

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ والعفو عند رسول اللّٰہ مقبول اعفو و بخشش رسول اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ چار چیزیں اپنے اوپر لازم کرلو۔ قلۃ الطعام وقلۃ الکلام وقلۃ المنام وقلۃ الصحبۃ مع الانام یعنی تھوڑا کھانا۔ تھوڑا بولنا، تھوڑا سونا اور لوگوں سے کم ملنا جلنا اختیار کرے تاکہ کامل ہو جاوے۔

نیز فرمایا۔ کہ صحبۃ الاغنیاء تمیت القلب ولو کانت ساعۃً۔ امراء کی صحبت میں دل مُردہ ہو جاتا ہے اگرچہ وہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو۔

نیز فرمایا۔ کہ اغنیا کی کثرت تواضع پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے لان کثرۃ التواضع

علامۃ النفاق - کیونکہ کثرتِ تواضع منافقت کی علامت ہے۔ بیت

چیست دنیا سر بسر بے سر شدن　　　　دریں آں کو نجن چوں خر شدن

نیز فرمایا: فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔ مشرکوں کو جہاں پاؤ انہیں قتل کر دو۔ ــــــ یہاں مشرکین سے مراد نفس شیطان یا اقوالِ انبیاء کے قرینہ سے اہلِ دنیا مراد ہوں گے ــــــ اس معنیٰ میں قتل کرنے سے مراد" ان کی صحبت سے دوری" لی جائے گی۔ یعنی جس جگہ دنیا دار موجود ہوں، ان کی صحبت سے دُور رہنا واجب ہے۔

نیز فرمایا کہ صحبۃ الاغنیاء سمٌ قاتل۔ اغنیاء کی صحبت سمِ قاتل ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ ہر کام عشق ہی کروا تا ہے۔ دوسرے کاموں میں سر کی سلامتی ضروری ہے لیکن عشق میں سر دینا پڑتا ہے۔

نیز فرمایا۔ ابیات ہندی:

عشق ہووین ہیرے تے آئے۔ تاں میاں رانجھا کون پڑوائے۔ صاحباں نوں پیروناں آئے۔

نیز فرمایا:-

عشق آتش است پیر و جواں را خبر کنید
من بے خبر شدم دگراں را خبر کنید

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ اعمالِ صالح میں کوشش کرے کہ قیامت کے دن جنت کو طرح طرح کے میووں، نہروں، حوروں اور محلات سے

ہر ایک کے اعمال صالحہ کے بقدر تیار کیا جائے گا۔ اس طرح دوزخ کو بچھوؤں، سانپوں اور آگ سے ہر ایک کے بُرے اعمال کے مطابق تیار کیا جائے گا۔ اس دور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق اجر دیا جائے گا۔

نیز فرمایا۔ کہ ایک بزرگ نے بہشت اور دوزخ کو حور و قصور اور آگ وغیرہ سے خالی دیکھا۔ حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کی کہ میں تو اس کے برعکس خیال کرتا تھا۔ اس میں کیا حکمت ہے، فرمایا کہ جو کوئی نیک ہوگا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور اس کے اچھے اعمال ہی باغ اور محلات اور دوسری نعمتوں کی صورت میں اس کے سامنے آئیں گے۔ اور اگر کوئی بُرا ہوگا تو دوزخ میں داخل ہوگا اور اس کے بُرے اعمال ہی اس کے لیے سانپ، بچھو، آگ اور دوسرے عذاب کی صورت اختیار کر لیں گے۔

ایک روز میاں محمد یار منشی نے حضرت قبلہ کی خدمت میں کہا کہ فاعل حقیقی ہی ذات ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جہاں تم بینائی دیکھتے ہو یہ اسی کی بینائی (صفت البصیر) کا اثر ہے۔ اسی طرح تمام صفات باری تعالیٰ کا حال ہے (کہ انہیں کے پرتو سے یہ کارخانہ عالم چل رہا ہے۔)

نیز فرمایا کہ الممکنات ما شمّت رائحة الوجود (ممکنات نے وجود کی بو کو نہیں سونگھا ہے۔)

نیز فرمایا۔ فعّالٌ لّما یُرِیدُ۔ جو کچھ وہ چاہے کرتا ہے اور فرمایا:۔

حاکم است او یفعل اللّٰہ ما یشاء ۔۔۔ کو ز عین درد انگیزد دوا

نیز فرمایا جب قاضی مسند قضا پر بیٹھتا ہے تو جنت اس کے دائیں اور دوزخ

اس کے بائیں آموجود ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی مقدمہ کا فیصلہ انصاف سے کرتا ہے، تو بہشت خوش ہوتی ہے اور خوشی سے ہاتھ چلانے لگتی ہے اور دوزخ رونے لگتی ہے اور اگر اس کے برعکس یعنی خلافِ حق فیصلہ کرتا ہے تو دوزخ خوش ہوتی ہے اور بہشت رونے لگتی ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ کسی کی عیب جوئی نہ کرے تاکہ کوئی شخص اس کی عیب جوئی نہ کرے اور تاکہ سب لوگ اس سے خوش رہیں۔ اس پر یہ شعر پڑھا ؎

تو نیکو روش باش تا بد سگال　　　　بہ نقصِ تو گفتن نہ یابد مجال

نیز فرمایا کہ ہر مصیبت وبلا جو لوگوں پر نازل ہوتی ہے اس کو درود شریف دفع کر دیتا ہے اور وہ یہ ہے اللّٰھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم۔ دوسرے اپنی توفیق کے مطابق صدقہ دینا کیوں کہ لان الصدقۃ تردالبلاء۔ صدقہ بلا کو دور کرتا ہے۔

نیز فرمایا کہ جس کسی کو حق تعالیٰ اپنی درگاہ کا محبوب و مقبول بنا لیتے ہیں۔ اس سے کوئی کام خلاف مرضی حق تعالیٰ صادر نہیں ہوتا۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ دین کا غم کھائے کیوں کہ دونوں جہانوں میں اصل مقصود یہی ہے۔

ایک روز میاں محمد یار منشی نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کی کہ دہلی کے بادشاہوں نے عجیب و غریب عمارتیں بنوائی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ بقا تو صرف حق تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے ہے دوسری سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ پس یہ بیت ارشاد فرمایا:

پناہِ بلندی و پستی توئی ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ طالب مولیٰ بن کر رہے نہ کہ طالب و محبّ دنیا کیونکہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ (دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔) حدیث میں آیا ہے :- اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص نے اپنا ایمان ہزار روپیہ میں بیچ دیا۔ بیچتے ہی اس کا منہ سیاہ ہوگیا۔ نعوذ باللہ اور تین روز کے بعد مر گیا۔ اس پر آپ نے یہ بیت ارشاد فرمایا :-

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد کہ از بہرِ دنیا دہد دیں بباد

اور فرمایا کہ دنیا کا لینا منع نہیں ہے بلکہ اس کو جمع کرنا اور جوڑ کر رکھنا منع ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ جو کچھ حق تعالیٰ اسے عطا فرمادیں اس میں سے کھائے بھی اور خدا کی راہ میں بھی دیوے۔ جوڑ جوڑ کر رکھا ہوا تو ٹھیکری کے برابر ہے، بلکہ اس سے بھی بُرا ہے کہ اس کے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ اس پر یہ شعر پڑھا ؎

ناگہاں بانگے برآمد خواجہ مُرد خوردہ خورد و ماندہ و دادہ بُرد

فرمایا ؎ طبیبِ عشق سے پوچھا زلیخا نے علاج اپنا
کہ تجھ پر دوا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا

یعنی عاشق صادق کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کی طلب و عشق میں جواں مردوں کی طرح ثابت قدم رہے حتیٰ کہ اس کو ذاتِ مطلق میں فنائیت حاصل ہو اور یہ شعر ارشاد فرمایا :-

حافظا در عشق بازی کم ز شمعِ مُرده مباش

کو برائے مردہ سوزد زندہ جانِ خویش را

فیو فرمایا کہ حضرت محبوبِ الٰہی قدس سرہٗ دہلی سے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی خدمت میں آئے اور شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے جب دہلی واپس گئے تو ایک بنیا کے پاس ـــ جس سے انھوں نے کچھ قرض لیا ہوا تھا اور قبل ازیں اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتے رہتے تھے ـــ خود بخود چلے گئے اور آدھے قرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہو گئے۔ بنیئے نے حیران ہو کر پوچھا کہ اتنے روز کہاں رہے فرمایا کہ اجودھن گیا تھا۔ کہنے لگا "ہاں ہاں، اسلام کی جگہ سے ہو آئے ہو تبھی یہ کام کیا ہے۔" بعدہٗ یہ شعر پڑھا ؎

سالکا اسلام اگر آساں بُدے

ہر کسے چوں شبلی و ادھم بُدے

فیو فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ توحیدِ حالی کے حاصل کرنے میں کوشش کرے اور ہمیشہ حق تعالیٰ سے اس کو طلب کرے حتیٰ کہ اس کو حق تعالیٰ نصیب فرما دیں۔ یہی توحیدِ لسانی یہ تو ہندوؤں کو بھی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ بہادل خاں کے منشی دھنپت نے حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں یہ شعر تحریر کیا: ؎

ہر جا کہ ہم کلام تو ہم کلام منی ہر جا کہ روم روئے تو مشہود منی

یہ شعر محض زبانی طور پر تھا نہ کہ حالی طور پر جیسا کہ مولانا فخر الدین عراقی نے یہ شعر ازروئے حال کہا ہے نہ کہ ازروئے قال ؎

چو خود کردند راز خویشتن فاش

عراقی را چرا بدنام کردند

ایک اور جگہ فرمایا ہے :-

عشقم کہ در دو کون مکانم پدید نیست
عنقائی مغربم کہ نشانم پدید نیست

ایسا ہی مولانا جامی قدس سرہ نے معرفتِ حالی کی بنا پر فرمایا ہے : رُباعی

باگل رُخِ خویش گفتم اے غنچہ دہاں
ہر لحظہ مپوش چہرہ چوں عشوہ گراں
زد خندہ کہ من بعکسِ خوباں جہاں
در پردہ عیاں باشم بے پردہ نہاں

نیز شیخ نظامی نے معرفتِ حالی کی بنا پر کہا ہے ؎

پناہ بلندی و پستی توئی
ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

اسی طرح خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے : رُباعی

آں تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند
اشہی لنا و احلی من قبلۃ العذارا
حافظ بخود نہ پوشید ایں خرقۂ مئی آلود
اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا

اسی طرح حضرت محی الدین ابن عربی نے کہا ہے :- ؎

لا آدم فی الکون ولا ابلیس
لا ملک سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارۃ وانت المعنی
یا من ہو للقلوب مقناطیس

حضرت قبلہ ان اشعار کو مجلس میں بہت پڑھا کرتے تھے۔

ایک روز قاضی نور محمد نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا فرمائیں، حق تعالیٰ کسی مسلمان اور عادل کو ہمارا حاکم بنائیں کیوں کہ ہم لوگ کافروں سے بہت تنگ آگئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ حاکم تو حق تعالیٰ ہی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔

الیس اللہ باحکم الحاکمین۔ قاضی مذکور نے دوبارہ عرض کیا آخر کار جواب میں یوں فرمایا کہ میں نے (کشفی طور پر) دیکھا ہے کہ ایک بیوہ کے لڑکے کی حکومت کا اعلان کیا گیا ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی مرضی کے آگے سر جھکائے رہے، اس کی اطاعت کے خطے سے قدم باہر نہ نکالے کہ یہ عین خطا بلکہ کفر ہے نعوذ موتی بکھیرنے والی زبان مبارک سے یہ شعر پڑھا ؎

کار با بر خواہش خود ساختن کار خدا است
بندہ باشی اے تو ناداں پس خدا کردی چرا

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ جو کچھ حق تعالیٰ اسے بغیر طلب کے لوگوں کے ذریعہ پہنچائیں، ہو سکے تو اسے دوسروں پر خرچ کرے ورنہ اپنے پر خرچ کرے، اور جو کچھ بھی ملے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اس پر قناعت کرے اور کسی سے قرض نہ لے کیونکہ قرض رشتہ محبت کو قینچی کی طرح قطع کر دیتا ہے اس پر یہ شعر ارشاد فرمایا:-

مدہ شان قرض ومستان نیم حبۃ فَاِنَّ الْقَرْضَ مِقْرَاضُ الْمَحَبَّۃِ

حضرت قبلہ نے قاضی نور محمدؐ کو فرمایا کہ اس فقیر کے نزدیک دنیا کا ذکر کرنا کفر ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ کے پاس اگر کوئی دنیا کا ذکر کرتا تو اسے مجلس سے باہر کر دیا جاتا ۔۔۔۔ چونکہ خادم کو حضرت کی یہ عادت

معلوم تھی اس لیے جب کوئی شخص زیارت کے لیے آتا تو اسے کہہ دیتا کہ خبردار کہیں دنیا کا ذکر حضرت کے سامنے نہ کر بیٹھنا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ کبھی خلوت سے باہر نہ آئے سوائے کسی ضرورت کے جیسا کہ مسجد میں جماعت میں شامل ہونے کے لیے جانا کیوں کہ نماز بغیر جماعت کے بعض فقہا کے نزدیک ناجائز ہے یا جنازہ میں شرکت کے لیے جانا یا بیمار پرسی کے لیے جانا۔

نیز فرمایا کہ عام لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے اور خاصان خدا کی صحبت کی طرف راغب رہے کیوں کہ ان کی صحبت تو عجب و تکبر اور خودی پیدا کرتی ہے اور ان کی یعنی صلحا کی صحبت نیستی اور بے خودی بخشتی ہے جیسا کہ مولانا روم نے کہا ہے ؎

ہر ولی را نوح کشتی باں شناس　　　صحبت ایں خلق را طوفاں شناس

نیز حدیث شریف میں آیا ہے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات بین الاثنین (کہ اکیلا ہونے میں سلامتی ہے اور دو ہونے میں مصیبتیں ہیں۔)

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کے ذکر سے کبھی خالی نہ رہے اور یہ شعر پڑھے ؎

ذکر گو ذکر تا ترا جاں است　　　پاکیٔ دل بہ ذکر یزداں است

تا تو فانی شوی ز ذکر بہ ذکر　　　ذکر خفیہ کہ گفتہ اند آں است

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ ذکر کی ہمیشگی میں کوشش کرے کیوں کہ

خداوند تعالیٰ عابدوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے:۔
اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا (ہم اچھے عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے)

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے۔ کہ لوگوں کا بوجھ اٹھائے اور خوشخلقی سے کام لے کسی کو ناراض نہ کرے بلکہ ہر ایک کو خوش رکھے کیوں کہ لوگوں کو خوش رکھنا نزولِ رحمت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا (دوسروں پر رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے) چنانچہ شیخ عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

بردباری و وفاداری گزیں | تا شوداسپِ مرادت زیرِ زیں
عاجز کس را مرنجاں اے پسر | ورنہ خوردی زخم ہر جاں اے پسر

حضرت نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ دنیا سے دور رہے کیوں کہ دنیا کی مثال کوڑا کرکٹ کی سی ہے اور دنیا کا طالب مانند گدھے کے ہے۔ اس بات کی دلیل کے لیے یہ شعر پڑھا ؎

چیست دنیا سر بسر بے سر شدن | زو پی آں کو لجن چوں خر شدن

نیز فرمایا کہ اگر درویش کو کشفی طور پر معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی مرضی فلاں کام کے پورا نہ ہونے میں ہے پھر بھی اس کے لیے ہمیشہ دعا کرتا رہے کیوں کہ بندہ کے لائق بندگی ہی ہے اور فقر کا کمال بھی عبودیت و عجز ہی میں ہے۔ نیز اس کے حکم کی تعمیل بھی اسی میں ہے کیوں کہ اس نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ

اُسْتَجِبْ لَكُمْ (تم مجھ سے دُعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا)۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی جناب میں خشوع خضوع کرتا رہے اور اس کی جناب میں گریہ زاری کر کے اپنا مقصود دلی طلب کرے تاکہ اس پر رحمت کے دروازے کھولے جائیں بعدہٗ یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

تا نگرید کودکے حلوا فروش　　بحر بخشائش کجا آید بہ جوش
تا نہ گرید ابر کے خندد چمن　　تا نگرید طفل کے جوشد لبن

نیز فرمایا کہ دونوں جہانوں کی بادشاہی تو حق تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو عطا فرمائی ہے چنانچہ ایک دفعہ نادر شاہ خراسانی نے جاسوسی کے لیے ایک شخص کو ہندوستان کی طرف بھیجا۔ وہ شخص اجمیر شریف پہنچا اور حضرت خواجہ معین الحق والدین کے تصرف کو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ ان کی عجب حکومت ہے کہ تمام اشیاء کا نرخ روزانہ ان کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے اور لوگ اپنی حاجات سے متعلق درخواستیں اُن کے دربار میں عرض کرتے ہیں۔ جب وہ شخص شاہ مذکور کے پاس لوٹ کر گیا تو اس نے حال احوال پوچھا۔ اس نے جو دیکھا سنا تھا بیان کیا اور کہنے لگا کہ ہندوستان کے عجائبات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہاں ایک قبر ہے جو کہ بادشاہی کرتی ہے۔

نیز فرمایا کہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم بلخی قدس سرہٗ سفر میں ایک رات کے لیے ایک مسجد میں ٹھہرے۔ مسجد کا متولی مسجد کا دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ رات کے کو شیخ قدس سرہٗ قضائے حاجت کے لیے اُٹھے۔ باہر جانے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن وہ کھلا نہیں۔ آخر مجبوراً انہوں نے مسجد کے ایک گوشہ میں ایک موٹے کپڑے

میں قضائے حاجت کر کے اسکو مسجد کے ایک طاق میں رکھ دیا صبح سویرے مسجد کا متولی آیا۔ مسجد کا دروازہ کھولا شیخ قدس سرہ مسجد سے باہر چلے گئے۔ جب نمازی ادائیگی نماز کے لیے آئے تو مسجد کو ایک ایسی خوشبو سے معطر پایا جو کہ مشک و عنبر سے بڑھکر تھی انہوں نے متولی سے پوچھا کہ یہ عجیب قسم کی خوشبو کہاں سے آگئی ہے اس نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں۔ جب انہوں نے مسجد کے طاق میں سے اس ٹاٹ کو اٹھا کر سونگھا تو کہنے لگے کہ ایسی خوشبو تو دنیا بھر میں کہیں پائی نہیں جاتی۔ چنانچہ یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی تھی کہ اس علاقہ کے بادشاہ کو بھی اس کی خبر پہنچی اس نے وہ خوشبو طلب کی اور اس کو اپنے تاج میں رکھ لیا۔ نیز ہفت اقلیم کے بادشاہوں کو ہدیہ کے طور پر بھیجی سب نے اسے بہت پسند کیا اور اپنے تاجوں میں رکھا۔ لیکن حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم قدس اللہ بسرہ الاقدس کی طرف الہام کیا کہ ہم نے تجھ کو دنیا کے چھوڑ دینے کے سبب سے ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ تیرے فضلہ کو دنیا کے بادشاہ اپنے سروں پر رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ ایک رات حضرت سلطان ابراہیم قدس سرہ ڈر برفباری سے بچنے کے لیے ایک غار میں گئے اور ایک بڑے سانپ کی پیٹھ کی پشت پر آرام کیا اور ساری رات وہاں گزار دی۔ سانپ نے حکم الہی کے مطابق حضرت کو کوئی تکلیف نہ دی۔ جب دن چڑھا تو حضرت اس واقعہ سے مطلع ہوئے اور صحیح سلامت غار سے باہر آئے۔ اسی وقت حق تعالیٰ نے اسی خطاب سے سرفراز فرمایا۔ کہ نجیناک عن المتلف بالمتلف (یعنی ہم نے تم کو ہلاک کرنے والی چیز (برف) سے ہلاک کرنے والی چیز (سانپ) کے ذریعہ بچالیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک عام اور خاص شخص کے درمیان فرق صرف اتنا ہے کہ جو کوئی خداوند تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرتا ہے اور اس کے دل میں زیادتی کی طلب اور حرص نہیں ہوتی وہ خواص میں سے ہوتا ہے اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ عوام میں سے ہوتا ہے۔

ایک روز میرے حضرت نے یہ شعر پڑھا:۔

آں تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند — اشہیٰ لنا و احلیٰ من قبلۃ العذارا

حاجی کاتب حضور کی خدمت میں حاضر تھا۔ یہ فقیر بھی تھا۔ اس نے حضور انور سے سوال کیا کہ یا حضرت اس شعر کے کیا معنی ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ جب صوفی مقام جمع میں پہنچتا ہے تو واجب اور ممکن اسے ایک نظر آتے ہیں (یعنی ممکن کو واجب میں فانی دیکھتا ہے) اور تفرقہ اس کی نظر سے اٹھ جاتا ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ کہ مستی سے مراد فنائیت اور مست سے مراد فانی فی اللہ ہے۔ اس کے بعد یہ شعر کہا ؎

مستی بچشم شاہد دلبند ما خوش است — زاں رو سپردہ اند بہ مستان زمام ما

نیز فرمایا ؎

حافظ چو روزہ رفت گل نیز مے رود — لاچار بادہ نوش چو رفت است کار ما

روزہ سے مراد زہد ہے۔ گل سے مراد تجلیات اور مے سے مراد عشق ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کے لیے چند چیزوں کے بغیر چارہ نہیں ہے اور صوفیاء ان کو دنیا میں شمار نہیں کرتے بلکہ ان کو امور دینیہ میں شمار کرتے ہیں جیسا کہ قوت

لا یموت عبادت کے لیے، کپڑا ستر عورت کے لیے اور کپڑا بقدر حاجت تقاضہ کے لیے اور ٹھکانا عبادت کے لیے اور علم بقدر ضرورت عمل کے لیے چنانچہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار جو کہ سوائے پانچ چیزوں کے ساری دنیا فضول اور بے کار ہے وہ پانچ چیزیں یہ ہیں :-

۱- اتنی خوراک جس سے قوت باقی رہے۔

۲- پانی جس سے پیاس بجھ سکے۔

۳- علم جس پر عمل کیا جا سکے۔

۴- گھر جس میں سکونت اختیار کی جائے۔

۵- پانچویں بات کا مؤلف نے ذکر نہیں کیا غالباً کپڑا ہو گا جس سے بدن ڈھانپا جا سکے..... (احقر مترجم)

چنانچہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمہ تن دنیا کمانے میں لگ جائے وہ بدبخت ہے اور جو کوئی ہمہ تن آخرت کے کام میں مشغول ہو وہ نیک بخت ہے اور جو کوئی کچھ وقت اپنے اور اپنے اہل و عیال کی روزی کے لیے کسب دنیا میں صرف کرے اور باقی وقت حق تعالیٰ کی یاد میں گزارے وہ بھی نیک بخت ہے لیکن کامل وہی ہے جو اپنے سارے اوقات اپنے مولیٰ کی یاد میں صرف کرے اور تمام اسباب سے قطع نظر کر کے مولیٰ پر توکل کرے کیونکہ بغیر توکل کے مرتبہ ولایت حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب سالک اپنے شیخ کی زیارت کو جائے تو چاہیے کہ اس کے پاس ہی قیام کرے کیوں کہ صحبت سے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی ضروری

ہے کہ شیخ کی صحبت کے ساتھ شیخ کا ادب بھی ملحوظ رہے کیوں کہ بغیر ادب کے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور اگر اپنے شیخ کے مزار کی زیارت کے لیے جائے تو بھی اپنے شیخ کے مزار کے قریب قیام کرے اور شہر میں نہ ٹھہرے تاکہ اسے کچھ حاصل ہو۔ صرف شیخ کے شہر میں ٹھہرنے سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ تحمل سے کام لے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے دندان مبارک شہید ہو جانے کے باوجود صبر کیا اور یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اسی طرح حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کو مؤذن نے مارا اور آپ کا بدن مبارک زخمی ہو گیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ تو غوث الاعظم تھے اس نے معذرت چاہی اور حضرت غوث الاعظم نے اس کو معاف کر دیا۔ نیز اس پر ایسی نظر توجہ ڈالی کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہو گیا اور اسی طرح حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ نے تحمل فرمایا کہ ایک قلندر نے خنجر سے آپ کو سات زخم لگائے اور آپ کے بدن مبارک سے خون جاری ہو گیا اور جب وہ حجرہ مبارک کے دروازہ سے باہر نکلا تو خادموں کو اس بات کا پتہ چلا اور انھوں نے اس کو قید کر لیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت کو پہنچی تو فرمایا کہ میں نے اسے معاف کر دیا اور اس کو بیس ٹنکہ دے کر رہا کر دیا۔ اور اسی طرح صاحب السیر محکم الدین قدس سرہٗ کو سفر حج میں ایک دفعہ چرواہے نے ایک کنوئیں کے کنارے ایک بڑے موٹے اور سخت ڈنڈے کے ساتھ مارا جو کہ آپ کے سر پر لگا اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا اور بے ہوش ہو گئے۔

جب آپ کا خادم وہاں پہنچا تو اس نے چیرواہے کو لعنت ملامت کی اور کہا کہ یہ صاحب السیر حضرت محکم الدین ہیں۔ تب چیرواہا شرمندہ ہوا اور معافی چاہنے لگا آپ نے معاف کر دیا نیز اس پر ایسی نظر ڈالی کہ وہ بارگاہِ الٰہی کے واصلوں میں سے ہو گیا ——— اس موقعہ پر آپ نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا۔ قولہٗ تعالیٰ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

ایک دفعہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ نیز عرض کیا کہ اے غریب نواز! کیا سبب ہے کہ بارش نہیں ہو رہی۔ حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا کہ حق تعالےٰ کا کام بغیر حکمت کے نہیں ہوتا کوئی نہیں جانتا کہ اس میں کیا مصلحت ہے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو جتلا دیا ہو گا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اگر خداوند تعالیٰ محض اپنے فضل سے کسی کو مطلع کر بھی دے تو چاہیئے کہ کسی سے ظاہر نہ کرے کیونکہ انبیاء علیہم السلام پر ظاہر کرنا واجب ہے اور اولیاء پر چھپانا واجب ہے اس کے بعد فرمایا۔ کہ "باپ کے پاس شہد ہو تو بیٹے کو کیا کمی ہو جاتی ہے۔" چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ ط (اگر اللہ اپنے بندوں کی روزی فراخ کر دے تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیں)

نیز فرمایا۔ کہ آنحضور سرورِ کائنات علیہ اکمل التحیات و افضل الصلوٰۃ نے مرضِ وفات میں صحابہ کرام سے فرمایا۔ مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ۔ یعنی جو شخص مجھے ماہ صفر کے نکل جانے کی خوشخبری دے گا میں

اس کو جنت میں داخل ہونے کی خوش خبری دوں گا۔)

حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت خلیفہ نارووالہ صاحبؒ نے اپنے بیٹے کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے کتاب لوائح شروع کرائی۔ حضرت اقدس اس کو پڑھاتے وقت اس حد تک اخفاء فرماتے تھے کہ حجرہ کا دروازہ بند کر کے ایک آدمی نگرانی کے لیے اس پر مقرر فرماتے تھے لیکن اب تو قیامت کی نزدیکی کی علامتیں ظاہر ہو رہی ہیں کہ ہر شخص کھلے طور پر مسئلہ وحدت وجود بیان کرتا ہے اور علم ظاہری کی طرح بے تکلف اس مسئلہ میں گفت گو کی جاتی ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اَنَا الْحَقُّ کا مرتبہ ہر ولی کو عطا فرمایا ہے لیکن شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے کسی نے اس کو ظاہر نہیں کیا۔ پھر بھی جب شیخ منصور قدس سرہٗ نے اس کو ظاہر کیا تو اس زمانہ کے علماء نے اُس کو سُولی پر لٹکایا۔ اس وقت شیخ شبلی قدس سرہٗ نے حق تعالیٰ کی جناب میں عاجزی کی اور عرض کیا کہ اے خداوندا! شیخ منصور کا وہ کون سا گناہ ہے جس کی پاداش میں اسے سولی پر لٹکایا ہے فرمایا کہ جو کوئی دوست کا بھید ظاہر کرتا ہے اس کی یہی سزا ہے۔

سوال:- شبلی سوال کرد بہ درگاہِ ربّ کریم　　منصور را بہ دار چرا کردی اے حکیم

جواب:- منصور بود واقف اسرارِ سرِّ دوست　　ہر کس کہ سرّ فاش کند ایں سزائے اوست

نیز حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض احادیث اس مسئلہ کے متعلق منقول ہیں جیسا کہ اَنَا اَحْمَدُ بلا میم وانا عرب بلا عینؒ۔ نیز فرمایا کہ محققین

ؒ یہ حدیثیں وضعی اور جعلی ہیں۔ نہ تو کتب احادیث میں موجود ہیں اور نہ عقلی و نقلی اصولوں کے مطابق ہیں۔

کے نزدیک مظہر عین ظاہر ہے کیونکہ جملہ ممکنات ذاتِ مطلق کے مظاہر ہیں۔ مثلاً کافر مظہر اسم "مضل" ہے اور مومن مظہر اسم "ہادی" اور ہرگز کوئی شخص کسی متصرفِ حقیقی کے حکم سے نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ بالفرض اگر کافر کو کہیں کہ تمہیں ہزار دینار دیے جائیں گے اگر تم خداوند تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرو تو وہ ہرگز اقرار نہیں کرے گا بلکہ اس کو جان دینی زیادہ آسان معلوم ہوگا بہ نسبت کلمۂ توحید کہنے کے۔ علیٰ ہذا القیاس، تمامی مظاہرِ ممکنات کا حال ہے جو کہ دنیا کے اندر اسماءِ الٰہی کے تابع ہیں اور ہرگز اپنے متبوع کے حکم سے قدم باہر نہیں رکھتے۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابی طالب کو کہا کہ آپ میرے کان میں کلمہ شریف کہہ دیں تاکہ میں قیامت کے دن تمہارے ایمان کی گواہی دوں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے عار آتی ہے اس لیے میں آگ کو ہی اپنے لیے اختیار کرتا ہوں اور اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (آپ جس کو دوست رکھیں ضروری نہیں کہ اسے ہدایت بھی نصیب ہو بلکہ اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے) یہ آیت کریمہ اسی مفہوم کو

ان کی ترکیب ہی بتا رہی ہے کہ کسی عجمی صوفی کی شطحیات میں سے ہیں جو کہ بظاہر مسئلہ وحدت الوجود کی مؤید ہیں۔ اس لیے ممکن ہے حضرت خواجہؒ نے غلبۂ حال میں نقل فرما دی ہوں اور بعد میں حضرت کو نورِ فراست سے ان کا جعلی ہونا بھی معلوم ہو گیا ہو۔ دوسرے یہ احتمال بھی ہے کہ حضرت نے تو کسی صوفی کا قول ہی نقل کیا ہو اور مؤلف ملفوظات نے اسے رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ واللہ اعلم۔ بہرحال حضرت تونسویؒ سے حسنِ ظن میں فرق نہ آنا چاہیے کیونکہ آپ عشقِ الٰہی میں مستغرق تھے ممکن ہے ادھر توجہ نہ ہوئی ہو۔
(محمد حسین)

ظاہر کر رہی ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ دنیا پر نہ نظر رکھے نہ بھروسہ کرے کیوں کہ یہ آنے اور جانے میں ہندو کی داڑھی کی طرح کوئی اعتبار نہیں رکھتی۔ شیخ عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

زالِ دنیا چوں عروس آراستہ است | در دو روزے شوئے دیگر خواستہ است
مقبلِ آں مردے کہ شد زیں جفت طاق | پشت بروے کرد و دادش سہ طلاق

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد | کہ از بہرِ دنیا دہد دیں بہ باد

اور دنیا کی طرح اس کے چاہنے والے بھی جفاکار اور بے وفا ہیں۔ ان سے تمام توقعات اٹھا کر ان سے دور رہنا چاہیے۔ چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔

اہلِ دنیا چوں سگ دیوانہ اند | دور شو زیشاں کہ ایں بیگانہ اند

چنانچہ شاہ شجاع الملک نے اپنے پیر میر واعظ کو ــــ باوجودیکہ وہ ایک عالم باعمل اور حاجی الحرمین الشریفین تھے اور اہلِ بیت میں سے تھے، واعظ بھی تھے، اور اس کے سارے خاندان کے استاد بھی ــــ بے گناہ ان کی کھال کھنچوا کر ان کو بازار میں ڈال دیا۔ وہ وہاں تین روز تک زندہ رہ کر مر گئے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے ہمیشہ شاہ شجاع کو کفار کے دروازہ پہ ذلیل کیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور اوامر کو بجا لانے اور منہیات کو چھوڑنے میں پوری کوشش کرے۔ کیوں کہ حقیقتِ انسانی کا کمال جو کہ محبت کے رابطہ پر موقوف ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (یا رسول اللہ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ پھر اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔)

فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ دنیا کے چلے جانے پر خوش ہووے۔ چنانچہ فتوحات میں آیا ہے کہ سالک کو وہاں تک پہنچنا ضروری ہے کہ جہاں دوسروں کے لیے کوئی چیز باعثِ غم ہو جیسے دنیا کا چلا جانا تو اس کے لیے باعثِ خوشی ہو چنانچہ ایک شخص نے حضرت سلطان ابراہیم ادہم ملجی کو گدڑی پہنے ہوئے اور ایک بیری کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے دیکھا اور کہا کہ آپ کو بادشاہی چھوڑنے اور اس ذلت کو اختیار کرنے سے کیا حاصل ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ جس حالت میں میں اب ہوں اگر دنیا کی ستر بادشاہیاں مجھ کو دی جائیں تو بھی میں ہرگز اس لذت کو ان کے بدلہ میں فروخت نہ کروں۔

؎ گدایان از بادشاہی نفور   بامید اندر گدائی صبور

بیت دیگر   چو بے خود گشت حافظ کے شمارد

بہ یک جو مملکت کاؤس کے را

نیز فرمایا کہ اگر کوئی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت معنوی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہراً و باطناً پیروی کر کے اسے حاصل کرے کیونکہ بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے اس کا حاصل ہونا امر محال ہے اور اگر کوئی بغیر متابعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

دریں راہ بہ جز مرد راعی نرفت	گم آں شد کہ دنبال داعی نرفت
محال است سعدی کہ راہِ صفا	تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کی جناب میں عجز و نیاز کرتا رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کرے تاکہ حق تعالیٰ اپنے اس قول اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ کے مطابق اسے اپنی بارگاہ کا محبوب بنا لیویں۔ جیسا کہ حضرت مولانا روم قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

گوش نہ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ گوش دار	تا کہ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ آید زیار
آں گروہِ حق کہ دانی بودہ اند	بر ہمہ اصناف او افزودہ اند

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ پہلے علم ظاہری میں کوشش کرے۔ جب حق تعالیٰ اسے علم ظاہری عطا فرما دیں۔ تب وہ حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے۔ کیونکہ علم باطنی کا حصول علم ظاہری کے بغیر نا ممکن ہے اور یہ جو لوگ بغیر علم ظاہری کے

واصل باللہ ہوئے ہیں۔ یہ نادر بات ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ اعمال صالحہ بجالائے اور نواہی سے احتراز کرے کیونکہ جو بلا اور مصیبت بھی لوگوں پر نازل ہوتی ہے وہ لوگوں کے بُرے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ۔ یعنی تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں۔ اگر تمہارے اعمال نیک ہوں گے تو تمہارے حاکم بھی مسلمان اور عادل ہوں گے اور اگر تمہارے اعمال بُرے ہوں گے تو تمہارے حاکم بھی کافر اور جابر ہوں گے۔ نیز جب علماؤں نے سکھوں پر غلبہ حاصل کر کے لاہور کو فتح کر لیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجلی علیٰ استعداد تجلی لہٗ ہم مسلمانوں کا کام بد عملی میں حد سے گزر گیا اس لئے انہوں نے ملک پر تسلط جما لیا۔ اسکے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

چشم عبرت برکشا و قدرت قادر ببیں
شامت اعمال ما ایں صورت نادر گرفت

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ رات دن محاسبہ اور مراقبہ، زہد و ریاضت اور حق تعالیٰ کی رضامندی میں کوشش کرے اور ان کاموں کے بجالاتے وقت اپنے آپ کو نہ دیکھے تاکہ حق تعالیٰ ان کو معرفت کامل عطا فرمادیں چنانچہ حدیث مبارک میں آیا ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ۔ یہ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے یعنی عارف اور معروف اور سبب وہ ذات مطلق ہی ہے نہ کوئی اور امر کیونکہ آنحضرت علیہ السلام نے عرفان کی نسبت اپنی طرف نہیں کی اور جو کوئی دعویٰ عرفان کی نسبت اپنے نفس کی طرف کرے وہ اس سے خالی ہے کیونکہ اس کا حصول بغیر متابعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

ناممکن ہے۔

نیز فرمایا کہ حضرت شیخ فرید گنج شکر قدس سرہٗ کے لنگر میں کڑوے درختوں کے پھل اور پھول درویشوں کو دیئے جاتے تھے اور حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ جو کہ حضرت مولانا فخر الدین صاحب دہلوی کے والد تھے۔ ان کے لنگر میں مٹھی بھر کچے دانے ہر درویش کو دیئے جاتے تھے اور حضرت مولانا صاحب دہلوی کے لنگر میں پاؤ بھر کی روٹی بازار سے لاکر ہر درویش کو دی جاتی تھی۔ اور بعض اوقات گیارہ گیارہ اور پندرہ پندرہ روز تک فاقہ کرنا پڑتا تھا لیکن کمال استغناء کے باعث کہ اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ لَمَا اَثَرٌ عَظِیْمٌ فِیْ ھٰذَا الطَّرِیْقِ (بھوک خدا کا رزق ہے کہ اس راہ میں اثر عظیم رکھتی ہے) کو نصب العین بنا کر اس قسم کے فقر و فاقہ کو برداشت کرکے لوگوں نے کمال حاصل کیا ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ قناعت اپنا طریقہ بنائے کیونکہ اَلْقَنَاعَۃُ کَنْزٌ لَا یَنْفَدُ یعنی قناعت ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا چنانچہ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے ؎

گفت چشم تنگ دنیادار را — یا قناعت پر کند یا خاک گور

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ ہر کسی سے لطف و احسان اور خلق و مروت سے پیش آئے کیوں کہ حسد اور کینہ اور جھگڑا فساد خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتا ہے اور درویشوں کی عمدہ عادات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ اخلاق مذمومہ سے پاک ہوتے ہیں اسی لیے کہا گیا ہے کہ دس درویش ایک کمبل میں سما سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سما سکتے۔ درویش سے وہ شخص مراد ہے جس نے اپنی خودی دور کر

دی ہو۔ اور بے نفس ہو اور بادشاہ سے وہ مراد ہے جو کہ خود پرست اور نفس کی خواہشات
کے پیچھے پڑا ہوا ہو۔ نیز اس بارہ میں فرمایا کہ ایک روز آدمی حضرت باباصاحب گنج شکرؒ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم دونوں کے درمیان ایک معاملہ ہے آپ
کسی کو حکم دیں کہ ہمارے بیانات سن کر فیصلہ کر دے چنانچہ حضرت باباصاحبؒ نے شیخ
نظام الدین اور شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہما کو فرمایا کہ ہر ایک کا بیان سن کر شریعت کے
حکم کے موافق فیصلہ کر دیں۔ پس دونوں بزرگوں نے جو کہ جلیل القدر خلیفے اور متبحر عالم تھے۔
اپنے شیخ کے حکم کے مطابق ان دونوں کے آپس کے معاملہ کو سنا اور حیران ہو کر اپنے شیخ
کی خدمت میں واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ ان دونوں نے آپس میں کچھ اس طرح گفتگو
کی ہے کہ اس کے سننے سے ہم پر وجد اور گریہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ شیخ قدس سرہٗ نے
جواب میں فرمایا کہ یہ دونوں فرشتے تھے اور تمہاری تعلیم کے لیے آئے تھے۔ پس تم کو
چاہیے کہ معاملہ و مقابلہ کے وقت بھی آپس میں اسی طرح لطف و نرمی سے پیش آؤ کیونکہ
درویشی کا اصل طریقہ یہی ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ ہمیشہ مخلوق خدا کے واسطے دعا کرتا رہے اور
لوگوں پر شفقت کرتے رہے اور حق تعالیٰ کی جناب میں عجز و نیاز کرتا رہے کیونکہ دوسرے
کے حق میں دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ لباس صوفیانہ رکھے
کیونکہ صوفیاء کا لباس ایک خاص تاثیر رکھتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے مَنْ تَشَبَّهَ
بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (جو کسی قوم کی مشابہت بناتا ہے وہ انہی میں سے ہو جاتا ہے)
اسی طرح اس نقال کا قصہ مشہور ہے۔ جو فرعون کے سامنے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و
علیہ السلام کا لباس پہن کر ان کی نقل اتارا کرتا تھا مشہور ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام

قبطیوں کو دریائے نیل میں غرق کر دیا مگر وہ نقال سلامت رہا۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ اس نقال کی نجات کا کیا سبب ہے۔ خطاب ہوا کہ اس کو ہم نے تمہارے جیسے لباس کی حرمت کی وجہ سے بخش دیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ظاہر وجود سے واجب الوجود مراد ہے اور باطن وجود سے ممکن مراد ہے کیونکہ صفت موصوف میں مخفی ہوتی ہے۔ ممکن سے مراد باری تعالیٰ کا علم ہے اور اس کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنی آنکھ محارم سے بند رکھے اور اپنے نفس کو خواہشات اور شہوات سے روکتا ہے اور اپنے باطن کو دوام مراقبہ سے اور اپنے ظاہر کو اتباع سنت سے سنوارتا ہے اس کی فراست کبھی خطا نہیں کرتی۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ درویشوں کے اخلاق میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اگر کسی دوسرے کو کوئی تکلیف پہنچے تو درویش کو بھی اتنا ہی درد محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک درویش حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے خادم سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی جو سلطان صاحب کو ناپسند آئی۔ آپ نے ایک کوڑے سے اس کو مارا۔ پس اسی وقت اس درویش کے بدن مبارک پر اسی طرح کی ضرب کا اثر ظاہر ہوا۔ بعدہٗ فرمایا کہ اس قسم کا معاملہ وحدت وجود کے غلبہ سے ہوتا ہے کیونکہ درویشوں کے نزدیک وجود واحد ہے اور یہ جو کثرت دکھائی ظاہر ہو رہی ہے یہ اس وجود کی صفات و شیونات کے مظاہر ہیں۔

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیے کہ علم سیکھے کیونکہ جہالت سے یہ راہ طے نہیں کی جا سکتی۔ کُلُّ شَیْءٍ شَیْءٌ وَالْجَهْلُ لَیْسَ بِشَیْءٍ (ہر شے کوئی شے ہے لیکن جہل کوئی شے نہیں ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ دعویٰ کرنے سے پرہیز کرے۔ جو کوئی دعویٰ کرتا ہے وہ اس راہ سے بے خبر ہوتا ہے اور اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس تو فرش ہی نہیں ہے نقش کہاں ہوگا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جس وقت ہم دہلی پہنچے ہم نے سنا کہ کوڑی شاہ دہلی اور مملکت دہلی کے فتح کرنے کے لیے آرہا ہے ہم نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کوڑی شاہ کون ہے انہوں نے کہا کہ یہ ایک شخص تھا جو کہ ایک ایک کوڑی شہر کے بازار کی ہر دکان سے مانگتا پھرتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس کو صاحب جاہ و جلال بنا دیا ہے کہ پچیس ہزار سواروں کے لشکر کو ساتھ لیے بڑی شان و شوکت کے ساتھ اس ملک کے فتح کرنے کے ارادے سے نکلا ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! حق تعالیٰ نے تمام کاموں کو اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہوا ہے جس کو چاہے بادشاہی دے اور جس کو چاہے فقیر بنا دے اور اس کا تصرف ملک سے اٹھا دے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس نے خود فرمایا ہے۔ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ (جس کو تو چاہے ملک بخش دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ اس کے بعد فرمایا۔

ہندی مصرعہ۔ سبھے کم خیرا کے ڈھونڈ محمود امینوال نوں

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے مراقبہ میں دیکھا۔ کہ نبی

علیہ السلام کتاب فصوص الحکم نامی جو کہ مسئلہ وحدت الوجود پر مشتمل ہے۔ اپنے دست مبارک میں لیے ہوئے ہیں اور شیخ کو دے کر حکم فرماتے ہیں۔ کہ اس کتاب کو مسئلہ وحدت وجود کے بیان میں تصنیف کرو کہ ذات مطلق واحد ہے جس نے کہ ذات اور اسماء اور صفات سے مختلف تعینات اور لباسوں میں ظہور فرمایا ہے۔ پس انہوں نے بموجب تعمیل حکم کتاب مذکورہ تصنیف کی اور مسئلہ مذکور کو اس میں بیان کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کامل میں اپنے سارے اسماء کو ظاہر فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا ۔ یعنی آدم علیہ السلام میں تمام اسماء کو ظاہر فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ انسان کامل جس لباس اور شکل میں چاہے متشکل ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ طرفۃ العین میں پہنچ سکتا ہے فَہِمَ مَنْ فَہِمَ۔

حضرت قبلہ نے فرمایا ہے کہ ذات حق تعالیٰ موصوف ہے اور سارا عالم اس کی صفات کا مظہر ہے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے:- العالم صفاتی والصفات عین ذاتی کما قال الشیخ الکبیر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ فی فصوص الحکم وما سواہ لیس الا الاحوال الاراج علی وجہ الجمع والصفات فی الموصوف او اللازم فی الملزوم او الاعداد فی العدد ۔

(چونکہ اس عبارت کا تعلق حال سے ہے نہ کہ قال سے اس لیے اس کے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ (مترجم)

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ اپنے محبوب دیکھنے کے سبب لوگوں کے عیب دیکھنے سے آنکھ بند رکھے کیوں کہ حق تعالیٰ کی رضامندی اور عین سعادت

اسی میں مندرج ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ طوبیٰ لمن شغل عیبہ من عیوب الناس (اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس کی آنکھ بسبب اپنے عیب دیکھنے کے دوسروں کے عیب نہیں دیکھتی۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قصہ مشہور ہی ہے اور جو کوئی لوگوں کے عیب ظاہر کرنے میں کوشش کرتا ہے اس کو دونوں جہانوں میں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ اس بارہ میں قرآن میں آئی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہٗ نے چالیس سال تک اپنی آنکھوں کو بند رکھا تاکہ کسی کا عیب نہ دیکھ سکیں۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اگر کوئی جسمانی مرض لاحق ہو تو اس کا دوا دارو کرے۔ علاج کرنا سنت ہے لیکن اسباب سے مایوس ہونا فرض ہے کیونکہ مؤثر اور فاعل حقیقی تو وہی ذات پاک ہے۔ اور اگر دواؤں میں شفا رکھی جاتی تو کوئی بھی دولت مند نہ مرتا۔ نیز حکیموں اور طبیبوں کی رائے بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اگر وہ چاہے تو ان کی رائے (تشخیص) ٹھیک پڑ جائے ورنہ نہیں۔ پس اس کے مطابق یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ حکیم احسن اللہ، رکن الدولہ بہادل خاں اول مرحوم کے حکماء میں سے تھا اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ بہادل خاں اول مرحوم نے ہم طبیبوں کو کہہ رکھا تھا کہ میری روح نکلنے سے ایک دو گھڑی پیشتر مجھے بتا دینا۔ چنانچہ ہم باری باری اس کی نبض دیکھتے رہے، نواب مرحوم وضو کرنے لگا۔ اتفاق سے بازو دھونے تک پہنچا تھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور موت کے اتنا جلدی آنے کی کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ حق تعالیٰ نے ہم طبیبوں کے کفر و دعویٰ کو رد فرمایا چنانچہ مولانا

روم قدس سرہٗ نے اس بارے میں فرمایا ہے :-

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود — آں دوا از نفع خود گمرہ شود

شربتِ سکنجبین صفرا فزود — روغنِ بادام خشکی مے نمود

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ زہد و ریاضت میں بہت کوشش کرے تاکہ اس کو فنائے کلی نصیب ہووے۔ کیونکہ اس مرتبہ کے حصول کے بغیر صوفیائے کرام کے مشرب میں صحیح مسلمان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایک صوفی کی لڑکی بالغ ہو گئی۔ ان سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ اس کا نکاح کسی سے کیوں نہیں کر دیتے فرمایا کہ میں کسی مسلمان کا طلبگار ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ مسلمان تو بہت ہیں۔ کہنے لگے (میرے نزدیک) تو مسلمان وہ ہے کہ جو اپنے آپ سے گزر کر ذاتِ حق تعالیٰ میں فانی ہو چکا ہو۔ اور بعض صوفیائے عظام کے نزدیک فنائیت اسلام کی ابتدا ہے ؎

سالکا اسلام اگر آساں بُدے — ہر کسے چوں شبلی و ادہم شدے

بلکہ آدمیت کے بارہ میں کہا گیا ہے ؎

آدمی آں است کہ نیست در دوست — محو گماں کردہ یقینے در دوست

نیز فرمایا کہ ایک روز میں مہاراں شریف کی مسجد میں دیوانِ حافظ کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک میرے شیخ قبلۂ عالم قدس سرہٗ تشریف لے آئے میں اٹھ کھڑا ہوا آپ نے پوچھا کہ کونسی کتاب ہے۔ عرض کیا خواجہ حافظ کا کلام ہے اور یہ بھی کہا ؎

کمالِ صنعتِ مشاطہ شناند — کہ روئے زشت را زیبا نماند

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ؎

مگو کہ پیر شدی تابِ عاشقیت نماند ‏ ‏ ‏ ‏ شرابِ کہنہ ما مستیٔ دگر دارد

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک روز اچانک ایک تیتر میرے سامنے اوپر سے آ گرا۔ میں نے اس کو پکڑ کر ذبح کیا اور آگ پر رکھ دیا۔ اتنے میں میرے شیخ اس بالا خانہ پر تشریف لے آئے جس پر میں شیخ ہی کے حکم سے قیام پذیر تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا چیز بھون رہے ہو۔ میں نے کہا کہ تیتر ہے جو کہ اوپر سے میرے سامنے آ کر گرا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! شکار کس کا تھا اور نصیب کس کو ہوا۔ کہتے ہیں کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ نے اپنے خلفاء میں سے ایک کو وظیفہ بتلایا تھا اور اسے کہا تھا کہ دورانِ وظیفہ جو کچھ اوپر سے تیرے سامنے آ گرے اسے ذبح کر کے کھا لینا۔ کیونکہ اس امر میں ایک حکمت اور بھید پوشیدہ ہے۔ اس مستمند نے اپنے شیخ کے فرمان کے مطابق اس وظیفہ کو پڑھنا شروع کیا اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو وہ نعمت نصیب فرما دی۔ (حضرت کا اپنا ہی واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ مترجم)

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میرے شیخ کے مریدین و مسترشدین اس طرح اپنے کام میں مشغول اور ایک دوسرے سے بے نیاز رہتے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ زہد آلود اور مجذوب ہیں اور دولت مند لوگوں کی صحبت اور ان کے وظائف قبول کرنے سے کلی طور پر پرہیز کرتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں اور میاں الٰہ جو کہ بہادل خاں اول مرحوم نے لیے حضرت قبلۂ عالم سے دعا کروانے کے لیے وکیل بنا کر حضرت کی خدمت

میں مجبوراً روانہ کیا گیا تھا دونوں ایک دوسرے کی ہمراہی میں آرہے تھے اور حضورؐ انور سے حاضری کی اجازت بھی لے لی تھی۔ راستے میں میاں محمد جو کہ قبلہ عالم کی زیارت مہار شریف آرہا تھا ہم سے آملا۔ اور میاں اکبر سے کہنے لگا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو میں بہاول خاں کی سرکار سے تمہاری معاش کے لیے کچھ مقرر کرا دوں تاکہ آپ فراغت قلب کے ساتھ حق تعالیٰ کی یاد کرسکیں۔ یہ بات سنتے ہی اس پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور اپنی سرانگشت کی طرف منسوب کر کے فرمایا کہ " بہاول خاں را بر ایں مے زنم " (یعنی مجھے بہاول خاں کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ہے) اور تو ہمارا کیسا پیر بھائی ہے کہ میرا ایمان سلب کرتا ہے باوجودیکہ اس کی معاش کی یہ حالت تھی کہ کبھی کوئی اس کو وظیفہ دے دیتا تھا۔ اور کبھی گدائی کر لیتا تھا۔ نیز فرمایا۔ کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو فلاں سے نعمت ملی۔ اس نعمت سے مراد وہ استغنا دلی ہے جو ماسوی اللہ سے انسان کو بے نیاز کر دیتا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ خارق عادت کام ولایت کا خاصہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا کام نبی سے وقوع پذیر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور اگر کسی ولی سے جو کہ شریعت کا تابع ہو ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اور اگر کسی عام آدمی سے ظاہر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں اور اگر کسی کافر سے سرزد ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ چنانچہ فرعون دریائے نیل کو جہاں حکم دیتا وہیں جاری ہو جاتا تھا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا محبوب مقبول بن جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ متابعت شریعت میں ظاہراً و باطناً کوشش

کرے تاکہ وہ حق تعالےٰ کا محبوب و مقبول بن جائے۔ چنانچہ اس بارہ میں نص وارد ہوئی ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ کی دوستی چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تب اللہ تم کو دوست رکھے گا) اور چاہیے کہ ہر وقت حق تعالیٰ سے ہدایت طلب کی جاوے کیوں کہ اس کے بغیر کوئی مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ نمرود و مردود کی بیٹی جس کو حق تعالےٰ نے ہدایت نصیب فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے پیچھے نمرود کی جلائی ہوئی آگ میں چلی گئی۔ پس اس کو حق تعالیٰ نے انبیاء کی ماں بنا دیا۔ اور چاہیے کہ لوگوں کی صحبت اور متابعت سے پرہیز کیا جائے بلکہ لوگوں کی دوری اور بدخلقی کو اپنے لیے حق تعالیٰ سے مانگنا اپنا طریقہ بنایا جائے۔ بیت

یا رب ہمہ خلق را بہ من بدخو کن   در جملہ جہانیاں مرا یک سو کن
روئے دل من صرف کن از ہر جہتے   در عشق خودم یک جہت و یک رو کن

یارب نہیم ز تو ہمہ ماں چہ شود   راہے دہی ام بکوئے عرفاں چہ شود
بس گبر کہ از کرم مسلماں کردی   یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود

سن بارہ سو اکسٹھ ۱۲۶۱ء میں بارش برسنا موقوف ہو گئی۔ مخلوق خدا نے حضرت کی خدمت میں بڑی عاجزی اور اہتمام سے دعا کی درخواست کی۔ یہاں تک کہ ایک روز قاضی نور محمد نے بھی بڑی عاجزی اور زاری سے اس بارہ میں عرض کیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ درویش کو چاہیے کہ خداوند تعالےٰ کی رضا پر راضی رہے کیونکہ اس کے تمام

کاموں میں سے کوئی کام بھی بغیر حکمت کاملہ کے نہیں ہے۔ چنانچہ فوائد شریف میں لکھا ہے کہ ایک درویش محمد پارسا نامی تھے۔ ان کے مریدوں میں سے جس کسی کا کوئی نقصان ہوتا اور وہ ان کی خدمت میں شکایت کرتا تو آپ ہمیشہ یہ فرماتے کہ اس بات میں ہی تیرے لیے نفع اور بہتری ہے۔ ایک دفعہ اتفاق سے ان کے اپنے شہر میں رہنے والے مریدوں کے بڑے بڑے قیمتی کتے اور مرغ مر گئے۔ شہر کے تمام لوگوں نے اس بارہ میں شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ انہوں نے حسب معمول وہی جواب دیا۔ لوگوں نے کہا کہ بھلا اس میں کون سی خیر اور نفع کی بات ہے۔ ہماری تو روزی کا دارومدار انہیں کی تجارت پر تھا۔ کہ ہمارا ایک ایک کتا دو دو سو روپیہ میں فروخت ہوتا تھا۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ تین چار آدمی دوڑے دوڑے آئے انہوں نے ان کی پریشانی کا سبب پوچھا۔ تو کہنے لگے کہ ہم بادشاہ کے شہر میں رہنے والے ہیں۔ کل رات بادشاہ نے آپ لوگوں کے اس شہر کے تاخت وتاراج کرنے اور قتل عام کا حکم دیا تھا اور چونکہ ہمارے اس قصبہ میں کچھ رشتہ دار تھے۔ ہم ان کے کفن دفن کے خیال سے یہاں آئے ہیں لیکن یہ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یہاں تو کسی کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔ یہ بات سن کر شیخ نے فرمایا کہ شہر کے باہر جا کر معلوم کرو کہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ لوگوں نے باہر جا کر تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ تمام رات اس شہر کے اردگرد شاہی فوج چکر لگاتی رہی ہے لیکن حکم الٰہی سے اس کو اس شہر کا پتہ نہیں چل سکا۔ کیونکہ یہاں نہ تو کوئی کتا تھا اور نہ مرغ کہ جس کی آواز ان فوجیوں کی رہبری کرتی۔ یہ معلوم کر کے شیخ کے پاس واپس گئے تو انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہارے نقصان میں ہی عین مصلحت تھی کیونکہ اگر تمہارے کتے اور مرغ زندہ ہوتے تو تم مارے جاتے پس تم کو نفع کہاں سے حاصل ہوتا۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کرے تو وہ اہل تسلیم کے نزدیک کافر ہو جائے ۔ چنانچہ شیخ وقوفی کو بڑی کوشش کے بعد مشائخ کبار کی صحبت میسر ہوئی ۔ جب نماز پڑھنے لگے تو ان کو بذریعہ کشف ایک کشتی کے متعلق معلوم ہوا کہ ڈوب رہی ہے شیخ وقوفی نے اہمت باطنی سے اس کو ڈوبنے سے بچا لیا ۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کس نے یہ کفر کا کام کیا ہے ۔ سب نے کہا کہ یہ کام شیخ وقوفی سے ہوا ہے ہمارا اس جرم نہیں ہے پس سارے کے سارے اسی وقت شیخ مذکور سے غائب ہو گئے ۔ شیخ وقوفی بہت حیران ہوئے اور ساری عمر اس شرمندگی سے گریہ وزاری کرتے رہے

نیز فرمایا کہ اگر کوئی حق تعالیٰ کی جناب سے ظلم کی نسبت کرے تو کافر ہو جائے نعوذ باللہ منہا ۔ اس لئے کہ اس نے خود فرمایا ہے ۔

(تحقیق اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے)

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ اپنے باطن کو تمام برے اخلاق سے پاک کرے اس کے بعد جو کچھ اس کی زبان پر آئے گا وہ موثر ہو گا ۔ چنانچہ ایک شخص چوروں سے اپنا مال مویشی واپس لینے کے لئے پہاڑ میں آیا ہوا تھا ۔ ایک روز میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے چوروں سے اپنا سارا مال واپس لے لیا ہے مگر فلاں شخص کے پاس ایک بیل رہ گیا ہے وہ مجھے واپس نہیں دیتا ۔ آپ اس کو بلا کر کہیں کہ وہ اس بیل کے بدلہ میں مجھ سے دو جانور لے لے اور وہ مجھے دے دے ۔ پس اس کو بلا کر ہر چند کہا لیکن مگر اس نے نہ مانا ۔ اس شخص نے کہا کہ میرے جانوروں نے کبھی حرام کی گھاس نہیں کھائی ۔ اگر یہ بات

ٹھیک ہے تو میں اپنے بیل کا بدلہ اس شخص کے تین بیٹے ٹھہراتا ہوں یہ کہہ کر اپنی لاٹھی اس نے تین دفعہ زمین پر ماری اور چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد جلدی ہی اس شخص کے تینوں بیٹے بحکم الٰہی سے مر گئے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس قوم میں سوائے حلال خوری کے اور کوئی خوبی زہد و ریاضت وغیرہ کی نہ تھی۔

نیز فرمایا کہ ایک عالم ایک مرض میں مبتلا ہوئے اور کسی دوا دارو سے ٹھیک نہ ہوئے آخر کار لاچار ہو کر ایک درویش کے پاس گئے اور ہمت باطنی کی درخواست کی پس اس درویش نے الحمد شریف بلند آواز سے پڑھ کر پانی پر دم پھونکا۔ اور پانی اس کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس وقت شفا کامل نصیب فرمادی۔ اس پر اس عالم نے کہا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ باوجودیکہ آپ نے ساری الحمد شریف غلط پڑھی ہے لیکن اس نے اتنا اثر کیا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ اس درویش نے فرمایا کہ میں نے اپنے باطن کو سنوار لیا ہے اور تم اپنے ظاہر کو سنوارنے میں لگے ہوئے ہو۔

اسی طرح چین اور روم کے نقاشوں کے باہمی نزاع کا قصہ مشہور ہے۔ چینی تو نقاشی میں مشغول ہو گئے اور رومی صفائی کرتے رہے جب درمیان سے پردہ ہٹایا گیا تو چینیوں کا ہر نقش دوسری طرف اصل بن کر دکھائی دینے لگا۔ اسی بارہ میں مولانا روم قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

رومیاں آں صوفیانند اے پسر
نے ز تکرار و کتاب و نے ہنر

ایک اور شاعر نے کہا ہے ؎

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ جو بھی اسے تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے کیونکہ تین سو پیغمبر بھوک سے مرے ہیں جو کعبہ کے آس پاس مدفون ہیں حق تعالی یہ نعمت اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اشد البلاء علی الانبیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل (سب سے زیادہ اور سخت مصیبتیں انبیاء پر آتی ہیں پھر اولیاء پر ان سے کم اور دوسروں پر ان سے بھی کم درجہ کی) اس لئے چاہیے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس کو خیر و خوبی سمجھ کر اس کی رضا کے سامنے گردن جھکا دے۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی شخص چندے در اہل خرقہ (نوکری پیشہ لوگوں) کی صحبت اختیار کرے تو اغلب یہ ہے کہ اگر وہ بعد میں ان کو چھوڑ کر اہل جمع کے پاس آ جائے اور ان کی صحبت اختیار کر لے۔ پھر بھی اس کی طبیعت سے اخلاق ذمیمہ کا اثر بالکلیہ زائل نہ ہوگا چنانچہ جس جگہ دریا بہتا ہے اگر وہ خشک بھی ہو جائے تو اس کا اثر باقی رہ جاتا ہے — اور اس کو (یعنی نوکری پیشہ آدمی کو) سرکاری کتوں میں سے ایک کتا کہا جاتا ہے۔

نیز فرمایا کہ انسانوں کی نوکری بہت بری چیز ہے اس لیے کہ جس جگہ

سرزادوں تیر و تفنگ اور توپیں چلائی جاتی ہوں اگر وہ اپنا سر اس جگہ سے ہٹائے تو نمک حرام ہوگا اور مالک کے عتاب و خطاب کا مستحق ہوگا اور حق تعالیٰ ہمارا کی نوکری بہت عمدہ اور بہترین ہے کہ اس نے ہر انسان کی طاقت کے مطابق اس پر بوجھ ڈالنے کے متعلق فرمایا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص مریض ہو یا بسبب خوف درندہ یا بسبب خوف دشمن پانی حاصل نہ کر سکتا ہو یا برف وغیرہ کی وجہ سے جان کے یا کسی عضو کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو غسل جنابت کی صورت میں ایسی حالت میں تیمم کا حکم دیا گیا ہے اور حالت اضطرار میں مردار کے کھانے اور حالت سفر میں قصر نماز اور افطار روزہ کے احکام مقرر فرما دیئے ہیں اور حق تعالیٰ نے نفس کی ایذا کو جائز نہیں رکھا قولہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا وقولہ تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے نہ کہ تنگی کا اور یہ رحمت اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے اس لئے چاہیے کہ اللہ کے ان بندوں کے ساتھ محبت رکھی جائے اور ان کی تابعداری اختیار کی جائے اور اہل تفرقہ سے دوری اختیار کی جائے کیونکہ وہ تو اہل دغا ہیں اور یہ اہل صفا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ابلیس کو ہزار سال کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر تو اب بھی حضرت آدم کی خاک کو سجدہ کرے تو تجھے پہلے کی طرح اپنے مقربوں میں سے بناؤں۔ ابلیس لعین کہتا ہے جب کہ میں نے اس کے جسم کو سجدہ نہ کیا تو اب اس کی خاک کو کیسے سجدہ کروں نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو

بنایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ہے ۔ قولہ تعالیٰ وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں) چونکہ انسان خدا کا خلیفہ بنایا گیا ہے ۔ اس لئے یہ جس طرف توجہ کرتا ہے کمال حاصل کرتا ہے اور جس شئے میں مستغرق ہوتا ہے عین ویسے ہی جاتا ہے ۔ چنانچہ جس وقت احمد شاہ غازی نے میرٹھ و سومنات کے کفار کو تخت و تاراج کیا تو بتوں کو مع ان کے پجاریوں کے نیست و نابود کر دیا ۔ لیکن متھرا میں بعض ایسے پجاری تھے جنہوں نے کھانا پینا ترک کر دیا تھا ۔ بلکہ جس طرح پتھر پر ضرب پڑنے سے آواز آتی ہے اسی طرح ان کے وجود سے آتی تھی اتوں کے تصور سے خود ان کے اندر پتھر کی خاصیت آگئی تھی ۔ نیز حضرت جلال الدین رومی قدس سرہ نے حضرت بایزید قدس سرہ کے حالات میں بیان فرمایا ہے ۔ کہ غلبۂ شکر میں اور شطحیات کے ظاہر کرتے وقت جب ان پر تلوار یا چھری ماری جاتی تھی ۔ تو مارنے والے پر اس کا اثر ہوتا تھا ۔ لیکن حضرت پہ کوئی اثر نہیں ہوتا تھا ۔

نیز حضرت قبلہ نے میرے سامنے حضرت شیخ منصور کا واقعہ بیان فرمایا کہ جب اس زمانے کے علماء کے علم کے مطابق شیخ کو قید کیا گیا تو وہ قید نہیں کئے جا سکتے تھے ۔ اور جس چیز کے ساتھ ان کو مارا جاتا تھا ۔ اس کی ضرب کی چوٹ مارنے والے کو ہوتی تھی ۔ اس لئے کہ الفقر اذا تم فھو اللہ ۔ دانوں نے اس میں کہا ہے جس وقت درویشی کو فنا حاصل ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ

زمانہ سے باہر آجاتا ہے۔ اور اس کی جگہ وہ یہ آتا ہے یعنی اوصاف امکانیہ
دور ہو جاتے ہیں اور اوصاف الٰہی متجلی ہوتے ہیں۔ چنانچہ لاچار ہو کر حضرت
منصورؒ کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد منصورؒ نے سرورِ کائنات علیہ و علیٰ آلہ
اکمل التحیات و افضل الصلوٰۃ کو ایک آراستہ مکان میں خاصان خدا کی مجلس کی
صدارت کرتے ہوئے دیکھا جب مکان کی چھت کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک کے بالکل اوپر چھت میں ایک سوراخ ہے
چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے جواب میں
فرمایا کہ یہ وہ رخنہ ہے جو تو نے ہماری شریعت میں ڈالا ہے یہ سن کر منصورؒ
شرمندہ ہوئے اور شریعت کی سزا کو اختیار کیا اور اس حکم نامہ پر اس زمانہ کے
تمام علماءؒ نے مہر کر دی۔ جب وہ حکم نامہ حضرت جنید قدس سرہٗ کے پاس لایا
گیا تو آپ سجادہ سے اتر آئے اور مشایخ کا لباس اتار دیا اور شریعت
کے ادب کی وجہ سے اس حکم نامہ پر مہر کر دی

اس کے بعد فرمایا کہ حقیقت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چیز کسی برتن
میں رکھی ہو اور شریعت کی مثال سرپوش کی ہے۔ چاہیے کہ دل میں تو حقیقت
ہو یعنی توحید اور زبان شریعت کے مطابق ہو کیونکہ شریعت کی ظاہری اور
باطنی پیروی کے حاصل ہونا امر محال ہے۔

نیز فرمایا کہ جب اورنگ زیبؒ بادشاہ دہلی نے اپنے زمانہ کے علماء
کے فتویٰ کے مطابق حضرت سرمدؒ کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ تو سرمد نے

یہ شعر پڑھا ۔

چو رفعت منصور کہنہ گشت دارا

سرمد بپا تازہ کنیم ایں دارا

جب منصور کو پھانسی دی گئی تو ان کے وجود سے لوگوں نے انا الحق کی آواز سنی اور شیخ سرمدؒ سے یہ شعر سُنا گیا۔

سر جدا زقدم یار فدا شد چہ بجا شد　　　این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

اور اورنگ زیبؒ کو جو اکثر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوتی تھی۔ اس رات نہ ہوئی۔ ع

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

نیز فرمایا کہ شیخ کی صحبت عقیدت کے ساتھ اختیار کرنی چاہیے کیونکہ بغیر عقیدت کے صحبت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے اعتقادکم ینفعکم تمہارا اعتقاد ہی تم کو نفع دیتا ہے ۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقوں کو بھی ہدایت نصیب ہو جاتی۔ لیکن ان کو سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے اور کچھ حاصل نہ ہوا سوائے اس وعید کے کہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ اسی لیئے بزرگوں نے ذکر حق پر صحبت کو ترجیح دی ہے۔ رباعی:۔

صحبتِ یک ساعتے با اولیاء　　　بہتر از صد سال بودن با تقیٰ

سایہ رہبر بہ است از ذکرِ حق　　　نانِ خشک ادبہ از لوز طبق

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کا طالب رہے اور دنیا کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دے کیونکہ دنیا کا طالب احمق ترین آدمی ہوتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا ولا الحمقاء لخربت الدنیا (اگر بے وقوف نہ ہوتے تو دنیا کا کام خراب ہو جاتا) اور طالبِ مولیٰ عقلمند ترین آدمی ہے، کیونکہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے، کہ اگر کوئی شخص مرضِ موت میں وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میرا مال عقلمند ترین آدمی کو دیا جاوے تو واجب ہے کہ اس کا مال دنیا سے بے رغبت اور اس کو چھوڑنے والے آدمی کو دیا جاوئے کیوں کہ عقلمند ترین یہی لوگ ہیں نہ کہ دوسرے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ متعدی عبادت یعنی جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اور ایثار میں کوشش کرے، لازمی عبادات جیسے نماز، روزہ، حج و وظائف وغیرہ سے یہ بڑھ کر ہے، مثلاً اگر کسی کو روٹی، ریا اور اپنی عزت کے واسطے ہی دی جاوے تو بھی وہ مقبول ہے۔ اس کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقا البخیل عدو اللہ ولو کان زاھداً

ے بخیل ار بود زاہدِ بحر و بر — بہشتی نہ باشد بحکم خبر

یعنی سخاوت کرنے والا خدا تعالیٰ کا دوست ہے اگرچہ وہ فاسق ہو وے کیونکہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا نیک لوگوں میں سے ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے خیر الناس من ینفع الناس (لوگوں میں سے بہتر وہ ہے

جو لوگوں کو نفع پہنچائے) اور لازمی عبادت ریا کے ساتھ ہو تو وہ برباد ہو جاتی ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا۔ (جو کوئی اللہ کی ملاقات چاہتا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال بجائے اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) اس پر دلالت کرتی ہے اور یہ افرضی عبادات اپنے نفس کے واسطے کی جاتی ہے نہ کہ دوسرے کے فائدہ کے لئے اور دوسرے کی رعایت کرنا اپنے نفس کی رعایت سے بہتر ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہئے کہ اپنے دل کو حب دنیا کی آلائش سے پاک رکھے کیونکہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اور اس کا چھوڑنا تمام عبادات سے بہتر ہے۔ اور ہمیشہ کے مراقبہ کے ساتھ اس ذات پاک کی طرف توجہ کے بغیر اور دنیا کی محبت کو دل سے نکال دینے کے بغیر کوچۂ محبوب میں قدم رکھنا دشوار ہے چنانچہ خواجہ حافظ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ

متی ما تلق من تھوی دع الدنیا واہملھا

یعنی جس وقت دوست حقیقی کی ملاقات کا ارادہ تیرے دل میں پیدا ہو تو تجھے چاہیے کہ پہلے دنیا کو ترک کرے اور دنیا والوں کو بھی چھوڑ دے اس کے بعد اس جناب کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کر دے کیونکہ اس کے بغیر کے تعلق کے حجاب کو اٹھائے بغیر اس جناب تک پہنچنا امر محال ہے۔ ؎

تعلق حجاب است و بے حاصلی　　چو پیوند ہا بگسلی واصلی

نیز فرمایا کہ شیخ شبلی قدس سرہ نے ایک روز ایک چور کو سولی پر مرا ہوا دیکھا اس کے پاؤں کو چوما اور دعا کی کہ میں بھی تیری طرح اپنے کام یعنی عشقِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ میں ہر وقت مستعد رہوں تاآنکہ اپنی جان اپنے یار پر قربان کر دوں

حافظا در عشق بازی کم ز زنِ ہندو مباش
کو برائے مردہ سوزد زندہ جانِ خویش را

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہئے کہ اپنی سیرت کے درست کرنے میں کوشش کرے نہ کہ صورت کے سنوارنے میں یعنی اپنے برے اخلاق کو درست کرنے میں کوشش کرے نہ کہ ظاہری عبادات میں کیونکہ مقصد یعنی یقین کامل کا حصول اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا ہے ۔؎

آدمی آں است کہ دینے درست — محو گماں کردہ یقینے درست
در بود آں پیکرِ گل آدمی — ز در و دیوار ندارد کمی!

نیز فرمایا کہ اورنگ آباد میں ایک درویش تھا جو کہ اپنے نزدیک کسی کو نہیں آنے دیتا تھا اگرچہ کوئی عالم یا سید یا قریشی اس کے پاس آتا تو بھی اس کو پتھر مارتا۔ اور اس کا معمول تھا کہ ظہر کی نماز کے بعد جنگل سے بازار میں آتا اور ایک بقال کی دکان پر بیٹھ جاتا۔ ایک روز اتفاق سے فوجی سواروں کا بازار سے گزر ہوا اور اس صاحبِ دل درویش کی نظر ان فوجیوں کے سردار محمد یار نامی کی سواری پر پڑی اور اس پر اپنا اثر کر گئی۔ وہ اسی وقت گھوڑے سے اتر آیا اور امیرانہ لباس بدن سے اتار کر درویشانہ لباس پہن لیا اور دوسرے سواروں کو رخصت کر دیا۔ اس

درویش نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے حجرہ میں لے آیا۔ اس کے خادم نے اسے ملامت کرنا شروع کی کہ تو نے بے شمار آدمیوں میں سے جن میں اکثر علماء اور سادات تھے۔ آج تک کسی پر نظر شفقت نہ کی۔ آخر اس میں کیا خوبی دیکھی جو اس پر اتنی مہربانی کی۔ اس درویش نے اپنے خادم کو ایک تنکہ (سکہ) دیا اور کہا کہ میری ٹوپی سر پر پہن لو۔ اور بازار سے کوئی چیز خرید لاؤ۔ خادم وہ ٹوپی پہن کر بازار میں گیا اور خالی ہاتھ بغیر شئے مطلوبہ کے پریشان حال واپس آیا۔ اس درویش نے اس کا سبب پوچھا۔ کہنے لگا بازار میں سوائے حیوانات کے میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ ان سے میں اپنا مطلب کیونکر پورا کر سکتا تھا۔ پھر درویش نے کہا کہ کیا تمہیں کوئی آدمی نظر آیا بھی ہے۔ کہنے لگا سوائے جناب کے اور محمد یار خاں کے اور کوئی آدمی مجھے آدمی دکھائی نہیں دیتا۔ پس اس درویش نے فرمایا کہ جب یہ بات ہے تو مجھے بھی اس معاملہ میں معذور سمجھو اس کے بعد یہ شعر پڑھا ہے

کیوں نہ ہوگا عشق سے آباد سب ہندوستاں
حسن کے دلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں

نظم: آدمی آں است کہ دینے درست — محو گماں کردہ یقینے درست
در بود ایں چینکہ گل آدمی: — زود رود دیوار ندارد کمی!!

نیز فرمایا کہ اہل اللہ لوگوں کی صحبت کو لازم جانے اور کبھی اس نعمت بے بہا سے بے بہرہ نہ رہے کیونکہ اس میں بہت بڑا اثر ہے مقصود اعلیٰ تک بلا مشقت پہنچنے کے لئے، اور یہ شعر پڑھے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبتِ طالح ترا طالح کند

ساعتے بودن بصحبت اولیاء   بہتر از صد سالہ بودن اتقیاء

ہم نشینی اولیا اکسیر است   کیمیا گر خود بہ این خوبی کجاست

دیگر   ہر چہ در دین عالم است از اثر صحبت است

ورنہ کجا یافتے بیضہ مہاشہ نبات

کیونکہ اللہ والوں کی نظر میں بہت قوی تاثیر ہوتی ہے۔ جیسا یہ شعر ارشاد فرمایا۔ ؎

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر از شمس دین

طعنہ زند بر دو صد سخن و کند ہر حیلہ

نیز۔ عوارف شریف میں حضرت شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ ایک سانپ ہوتا ہے اس کی نظر میں ایسی تاثیر ہوتی ہے۔ کہ جس چیز پر اس کی نظر پڑ جاتی ہے وہ اسی وقت جل جاتی ہے۔ جب کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایک حیوان کی نگاہ میں ایسی تاثیر رکھی ہے تو ایک کامل کی نظر میں جو کہ اشرف موجودات ہے کیا کچھ تاثیر ہوگی جو کوئی انکار کرتا ہے وہ احمق ترین آدمی ہے۔ بلکہ اس کی نظر میں تو ایسی تاثیر ہوتی ہے جس پر پڑ جائے اسے کمال حاصل ہو جائے۔ ؎

ہوشم بہ نگاہے بردہ جانانہ چنیں باید   یک جرعہ تمام کرد پیمانہ چنیں باید

؎ دیدن ایشاں شمارا کیمیاست   چوں نظر شان کیمیائی خود کجاست

رباعی

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند — سگ را وہا کنند مگس را ہما کنند

آناں کہ چشم را بہ دو صد حیلہ وا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ بندگی صرف حق تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کرے اور اس کے ماسوا سے کلی طور پر دست بردار ہو جائے۔ حضرت بابا صاحب گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض خلفاء کو یہی نصیحت فرمائی تھی کہ

اَلطَّاعَۃُ لِلّٰہِ وَالْیَاسُ عَنِ الْخَلْقِ — کہ طاعت تو اللہ جل شانہٗ کی کرنا چاہیے اور لوگوں سے ناامید ہونا چاہیے

کیونکہ مقصد کا حاصل ہونا اسی بات پر منحصر ہے۔

نیز فرمایا کہ عاشقوں کے قصے اور ان سے متعلق کتابوں کے مطالعہ سے دل میں ذوق پیدا ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ سالک کو چاہئے کہ جو کام یا مشکل پیش آئے اس کے لیئے اپنے شیخ سے امداد چاہیے تاکہ اس مشکل سے چھٹکارا ہو جائے چنانچہ ایک شخص کو راستے میں چوروں نے آلیا اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر ہمت باطنی سے امداد طلب کی اور اسے لطیفۂ غیبی کی شکل میں متشکل ہو کر حاضر ہونے کو کہا۔ اسی وقت ان بدبخت چوروں نے ایک سوار کو آتے دیکھا اور

لہ صاحب بالا مرتبہ اس قسم کی استمداد جائز ہے لیکن عوام کے لیے جائز نہیں کیونکہ

(باقی صد ۱۲۵ پر)

اس کے خوف سے بھاگ نکلے اور اس شخص نے دشمنوں سے نجات پائی اور اسی طرح خلیفہ صاحب میاں محمد باراں نے جو کہ میرے حضرت کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن میں حضور انور دام اللہ برکاتہ کی زیارت کے لئے اپنے گھر سے آرہا تھا راستے میں چند نواب میرے ہمراہ ہو لئے اور ان کے پاس سامان سے لدے ہوئے گھوڑے تھے۔ ایک جگہ میں نے ان کو خاموش رہنے کو کہا اور ہر چند ان کو سمجھایا کہ اس جگہ چوروں کا خطرہ ہے اونچی آواز سے نہ بولو۔ لیکن انہوں نے نہ مانا حتیٰ کہ وہ بد اندیش یعنی ڈاکو آموجود ہوئے اور ہماری تمام چیزیں اور لباس ہم سے چھین لیا۔ اور ہم کو باندھ کر جنگل کی طرف لے گئے اتفاق سے ایک درخت نظر پڑا سب ڈاکو بمعہ دوسرے رفیقوں کے ساتھ اس درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور ہمیں سورج کی گرمی اور دھوپ میں گرا پڑا جب میں زمین کی گرمی اور سورج کی تمازت سے عاجز آگیا۔ تو باطنی طور پر اپنے شیخ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴) صاحب باطن کی نظر بندہ تبارک وتعالیٰ پر ہوتی ہے۔ اور وہ شیخ کو محض فضل الٰہی کا ذریعہ و وسیلہ سمجھتا ہے کیونکہ عوام بزرگوں کو مستقل صاحب ارادہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہستی سے نظر ہٹا کر صریح شرک میں پڑ جاتے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ عنہ) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور باطنی امداد کا ہونا یہ ہوتا ہے کہ کبھی تو اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو اطلاع دے دیتے ہیں اور وہ دعا اور ہمت باطنی سے امداد کرتا ہے۔ اور کبھی اسے اطلاع نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اس کی حرمت کی وجہ سے کسی لطیفہ غیبی کو اس کی صورت میں وہاں بھیج دیتے ہیں جو سائل کی امداد کرتا ہے۔ (احقر محمد حسین)

طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ آپ کب تک یہ تماشا دیکھتے رہیں گے۔ جونہی کہ میری توجہ حضرت خواجہ تونسوی کی طرف متوجہ ہوا، ان چوروں کے درمیان جنگ و قتال کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہر طرف سے لوگ ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے دوڑے ہوئے آ گئے، اتفاق سے ان میں ایک سید تھا اس نے ان کو جنگ و قتال سے منع کیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ یہ درویش ہے اس سے ہاتھ اٹھا لو ورنہ ہمارے سارے کے سارے مارے جاؤ گے۔ اس کے کہنے سے مجھے چھوڑ دیا گیا۔ اور چور معافی مانگنے لگے اور میری تمام چھینی ہوئی چیزیں مجھے واپس دے دیں اور مجھے اپنے پاس بطور مہمان کے شب باشی کرنے کے لئے بہت زاری کی لیکن میں نے قبول نہ کیا، بعدہٗ میرے کہنے سے تا ایک مقام تک ہمارے ساتھ آئے۔ اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ گئے

فیض فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے عاجزی اور زاری کے ساتھ ہدایت طلب کرتا رہے۔ کیونکہ بغیر ہدایت کے اگر عالم بھی ہو گا تو بھی مقصد اعلیٰ اور منزل اقصیٰ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ چنانچہ اس بارہ میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص مسمی گل محمد کوفی نے میرے سامنے بیان کیا کہ میں نے نظم اور فقہ کی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں اور ملازمت کرتا تھا اور شرح وقایہ اور دوسری کتابیں سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا لیکن میرا معمول اس طرح تھا کہ کتابوں کو تو زمین پر رکھ دیتا اور خود چارپائی پر سوتا اور نماز بھی کبھی کبھی پڑھتا۔ ایک روز نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا اتفاق سے ایک درویش وہاں بیٹھا تھا نماز سے فارغ ہو کر میں اس کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میرے لئے دعا خیر فرمائیے اور کوئی وظیفہ بھی پڑھنے کے لئے بتلائیے تا کہ

حق سبحانہ و تعالیٰ مجھے ہدایت نصیب فرماویں۔ اس درویش نے دعا کی اور کچھ وظیفہ بھی بتلایا۔ اسی کے ارشاد کے مطابق میں نے اس ورد کو پڑھنا شروع کیا۔ جب رات کو سونے کے لئے حسب معمول چارپائی پر لیٹا تو میرے دل میں آیا کہ یہ کیا بے ادبی ہے کہ خود تو چارپائی پہ سویا ہوں اور کتابوں کو نیچے پھینکا ہوا ہے۔ یہ سوچ کر میں نے سر اٹھایا لیکن نفس امارہ نے رہزنی کی اور پھر لیٹ گیا۔ اسی طرح دو تین مرتبہ ہوا لیکن مجھے ہرگز قرار نہ آیا۔ آخر کار میں نے اٹھ کر کتابوں کو چارپائی پر رکھ دیا۔ اور خود نیچے زمین پر سو گیا۔ اور پانچوں نمازوں کی بھی اس طرح پابندی کر لی کہ بفضلہ تعالیٰ اس وقت سے اس وقت تک پانچوں نمازوں میں سے کوئی نماز چھوٹنے نہیں پائی۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بعد ازاں میاں گل محمد کو حضرت میاں صاحب نادہ والہ کی خدمت میں جا کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوا اور صاحب نسبت ہوا نیز فرمایا کہ فقراتِ شریف میں لکھا ہوا ہے۔ کہ اپنے فعل کا مختار ہے لیکن مختار ہونے میں اختیار نہیں رکھتا۔

نیز فرمایا کہ ایک درویش ہمیشہ حق تعالیٰ سے یہ دعا کرتا تھا کہ خداوندا مجھے توبہ کی توفیق دے۔ مطلب یہ ہے کہ بندہ افعال کو اپنی طرف نسبت نہ کرے اور اپنے آپ درمیان میں نہ دیکھے کیونکہ تمام افعال کا فاعل وہی یعنی حق تعالیٰ ہے۔ لیکن برے افعال کو ہمیشہ اپنے نفس کی طرف نسبت کرنا چاہیئے۔ ادب کی رعایت کے لئے تاکہ شیطان کی طرح مستحق لعنت نہ ہو جائے۔ کہ اس نے ادب کو نگاہ نہ رکھا اور کہنے لگا رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ اے رب جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ اور حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام نے ادب کو ملحوظ رکھا

اور کہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پر تیری نافرمانی کر کے ظلم کیا۔ اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا۔ تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے) اس وجہ سے وہ بخشش و مغفرت اور دونوں جہانوں میں عزت و اکرام کے مستحق ہو گئے۔ چنانچہ اس بارہ میں نص صریح بھی وارد ہوتی ہے۔ قولہ تعالیٰ: مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (یعنی جو بھلائی تجھے پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے) اس لئے چاہیے کہ انسان ادب کے نگاہ رکھنے میں پوری کوشش کرے تاکہ اسے بلند مرتبہ نصیب ہو۔

ادب تاجیست از فضل الٰہی — بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور عوارف شریف میں آیا ہے کہ فمن لزم الادب بلغ مبلغ الرجال ومن حرم الادب فهو بعيد من حيث يظن القرب ومردود من حيث يرجو القبول۔ (یعنی جس نے ادب اختیار کیا۔ اس نے ولیوں کے پاس جو کچھ ہے اسے پا لیا اور جس نے ادب کو چھوڑ دیا وہ مطلوب سے دور ہے اگرچہ اپنے کو قریب خیال کرے اور مردود ہے اگرچہ اپنے کو مقبول سمجھے۔)

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت حق تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر دینی عبادات و ریاضت اور نماز روزہ کام نہیں آتا چنانچہ مولانا روم قدس سرہ نے فرمایا۔

گر نہ فضیلت دستگیرِ ما شود　　　　وائے بروانہ آنکہ رسوائی شود

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ مسئلہ توحید کے علم سے کبھی خالی اور بیگانہ نہ رہے کیونکہ کسی شے کا علم اس کے جہل سے بہتر ہے حدیث :۔
کُلُّ شَیْئٍ شَیْئٌ وَالْجَھْلُ لَیْسَ بِشَیْئٍ (ترجمہ) ہر چیز کوئی ہے مگر جہالت کوئی چیز نہیں)

نیز فرمایا کہ مظاہر میں ذاتِ مطلق کا ظہور اس طرح ہے جیسے جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبیؓ کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے اور بی بی مریم علیہا السلام کے سامنے بَشَرًا سَوِیًّا کی صورت میں آئے۔ نیز فرمایا ابی سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ھو المسمی بجمیع اسماء المحدثات حتی بابی سعید الخراز اسی بنا پر حضرت مولوی خدابخش صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ؎

خود آمد عیاں گر نہ فہمد فضول　　　　نہاں چوں سکندر بوضع رسول (م)

نیز کہا ہے ؎

دوئی بہ مذہبِ عشاق در نمی گنجد　　　　خدا یکے و محمد یکے و یار یکے

نیز مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

در دیدۂ مجنوں ناظر اوست

در صورت لیلیٰ ظاہر اوست

ایضاً ؎

در چشم مجنوں دیدۂ لیلیٰ شدہ بودہ　　　　لیلیٰ کجا مجنوں کجا خود بود خود بودہ

ایک روز شور ہوا کہ ایک کتیا دیوانی ہو گئی ہے حضرت قبلہ نے یہ خبر سن کر بڑی تاکید سے لوگوں کو اسے مارنے کے لئے بھیجا اور جو کوئی مجلس میں آتا اس سے اس کا حال پوچھتے۔ آخرکار کسی نے آکر کہا کہ وہ کتیا دیوانی نہیں تھی بلکہ کسی نے اس کے بچوں کو کہیں چھپا دیا تھا۔ اس لئے دیوانوں کی طرح بے قرار و پریشان ہو کر ادھر ادھر دوڑ رہی تھی۔ اب اس کے بچے لائے گئے ہیں۔ اور اس نے اطمینان کا سانس لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے ایک آہ سرد بھر کر فرمایا کہ حق تعالیٰ کو مخلوق کے وجود کو ظاہر کرنے کی بڑی محبت ہے جتنا کہ مخلوق اس کے اسماء اور صفات کی مظہر ہے۔ چنانچہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق اس بات کی واضح دلیل ہے اسی وجہ سے اس نے ہر حیوان کے دل میں اولاد کی محبت ڈال دی ہے کیونکہ اس کے بغیر اولاد کی پرورش کا کام محال ہوتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کا جنازہ پڑھتے وقت ایک صحابی کی لاش کی شناخت نہیں ہو رہی تھی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی گئی کہ فلاں صحابی کے جنازہ کے لئے ہمیں شناخت نہیں ہو رہی ہے۔ فرمایا کہ تم کو جس پر غالب یقین ہو اس کا پیٹ پھاڑ کر دیکھو تو اس کے جگر میں دو سوراخ ہوں تو یقین جانو کہ وہی ہے اس لئے کہ اس کے دو بیٹے اس کی زندگی میں وفات پا گئے تھے۔ اس کے بعد صحابہ کرام نے اسی علامت سے ان کو شناخت کیا۔ بعدہ فرمایا کہ جبکہ اولاد پر شفقت و مہربانی کرنے میں صحابہ کرام کا یہ حال ہے تو دوسروں کا کیا حال ہوگا۔ اور فرمایا کہ انسان کو تو امید ہے کہ زندگی میں اولاد کام

آوے گی اور مرنے کے بعد خیرات اور تلاوتِ کلام پاک کا ثواب پہنچائے گی لیکن انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کو اپنی اولاد سے نہ تو زندگی میں کسی قسم کی توقع ہوتی ہے اور نہ بعد موت کے ، اس کے باوجود ان کی حالت یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک شکاری جنگل میں گیا۔ اور ایک ریچھ کے بچہ کو دیکھا، تیر چلا کر اسے مار ڈالا اور اسی جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں اس کی ماں آئی ۔ اور اس کو مردہ پا کر بے قرار ہو کر چلاتی ہوئی ادھر ادھر دوڑنے لگی۔ آخر اس بیچاری نے اپنے آپ کو ایک تیز نوک والی لکڑی پر دے مارا جو کہ نیزہ کی طرح جنگل میں کھڑی تھی۔ ایک نعرہ لگایا اور وہیں مرگئی اسی طرح آپ نے ایک اور حکایت یاد کر کے بیان فرمائی اور فرمایا کہ ان باتوں سے مذکورہ بالا حدیث کا مطلب ظاہر ہوتا اور اس بارہ میں بارہا مصرع ذیل کو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ ع

در پردہ عیاں باشم وبے پردہ نہاں

حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ ایک صاحبِ کمال شخص کی خدمت میں ایک روز ان کے لڑکے نے محبت کی بنا پر عرض کیا کہ دولتِ باطن سے مجھے بھی کچھ عنایت فرمائیے انہوں نے کہا کہ تمہارا حصہ تمہارے پاس نہیں ہے یعنی میرے ذریعہ تمہیں کچھ حاصل ہونا تمہاری قسمت میں نہیں ہے ، لڑکے نے کہا کہ جہاں میرا حصہ ہو، مجھے اشارۃً بتلا دیجئے تاکہ میں اسے حاصل کر سکوں ، کہا کہ ہندوستان ایک امیر ہے جو کہ عنقریب ملتان پہنچنے والا ہے جب تک تو اس کی خدمت میں نہیں جائے گا اس نعمت کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل کے لئے وہ اسی

امیر کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو گئے لیکن اسے بار یابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی مجبوراً تین چار سال تک وہیں ٹھہرا رہا اور اس کے گھوڑوں کے سائیسوں سے اس نے تعلقات پیدا کئے۔ چنانچہ سائیسوں کے ذریعہ اس نے ایک دن شکار گاہ میں اس کی قدم بوسی کی اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ پہلے تو اس امیر نے اس امر سے اپنے آپ کو بے تعلق ظاہر کیا۔ لیکن آخر کار جب اس نوجوان کو مستعد پایا تو ایک وظیفہ پڑھنے کے لئے بتلایا اور کہا کہ ایک جگہ جا کر اس کو پورا کر کے میرے پاس آؤ لیکن کسی کو اس راز سے مطلع نہ کرنا چنانچہ وہ درویش تقریباً بارہ سال تک مجاہدہ کرتا رہا اور وظیفہ پورا کرنے کے بعد دوبارہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اس کو حضور رسالت مآب علیہ وعلیٰ آلہ التحیات کی خدمت میں پہنچا کر فرمایا کہ آئندہ جب کبھی کوئی حاجت پیش آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرنا اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا جب ہم میاں محمد یار علیہ الرحمۃ کے والد ماجد کی تعزیت کے لئے کلاچی کی طرف گئے تو ہم نے ان دونوں مذکورہ باپ بیٹے کی قبروں کو دیکھا جو کہ ایک ہی روضہ میں واقع ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب بھی اسی طرح ہندوستان میں بہتیرے مردِ دیدہ امارت میں مخفی ہیں۔

نایفہ فرمایا کہ تمام مومن اسماء جمالی کے مظہر ہیں اور کافر اسماء جلالی کے۔ ہر مظہر اسماء الٰہی میں سے کسی نہ کسی اسم کے تابع اور محکوم ہے اور اس کے حکم سے سر نہیں پھیرتا ہے چنانچہ اس بارہ میں نص قاطع ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(ترجمہ) جو بھی زمین پر چلنے والا ہے اس کی پیشانی کے بال اسی ذات پاک کے قبضہ میں ہیں۔ تحقیق میرا رب ہے سیدھی راہ پر۔) — وَكُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔ ہر گروہ اپنے حال میں خوش ہے۔) — اور یہ حدیث شریف کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ (ایک ذرہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر ہل نہیں سکتا) اور یہ قول کہ الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ تمامی حقائق ممکنات، حقیقتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منتشر ہوئے اور وجود میں آئے ہیں جس طرح کہ تمام اسماء اور افعال مصدر سے مشتق ہیں اور جس طرح تمام عدد دو، تین، چار، سو، ہزار، اور آخر تک سب کے سب حروف ایک کے عدد سے بنے ہیں۔ اور حقیقت محمدی صلعم ذات باری تعالیٰ سے موجود ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ انا من نور اللہ والکل من نوری اور شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے ؎

تو اصل وجود آمدی از نخست — دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

ہمہ محو بودہ اند ماہیات ممکنات کہ نزد صوفیائے کرام کہ عبارت از اعیان ثابتہ اند ہمہ عارضِ وجود اند و وجود معروض و اختلاف و کثرت اعراض یعنی حقائق ممکنات در وحدتِ وجود او تعالیٰ قدح نمی کند چنانچہ کثرت امواج بحر را نمی ماند

ملفوظ ہذا کے ترجمہ کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں سمجھی گئی کہ فہم عوام سے بالا ہے اور خواص ترجمہ کے محتاج نہیں۔ — مترجم

شعر

انهجر عن جو علی ما کان فی القدام
انما الحوادث امواج و انهار
لا یحجبنک اشکال نشا کلہا
عمن تشاکل فیہا فانما ھی استار

بیت :- در بحر اگر موج تو بر تو بود
چوں نیک بدیدم ایں ہمہ او بود

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد کے لئے خاطر جمع رکھے اور کبھی بھی حق تعالیٰ کے غیر کا خطرہ قلب میں نہ آنے دے کیوں کہ اندیشۂ غیر کو اہل جمع کے مذہب میں تفرقہ اور وسواس کہا گیا ہے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے :-

رُباعی

مادام کہ در تفرقہ و وسواسی | در مذہب اہل جمع شر الناسی
واللہ کہ نہ ناس و نے نسناسی | نشناسی خود ازجہل جی نسناسی

اور تمام مخلوق کے کام کا دارومدار اسی اندیشہ یعنی خیال پر ہے۔ مثلاً مومن اور کافر کا وجود ایک ہی ہے یعنی دونوں ایک جنس ہیں لیکن "اندیشۂ کفر" کے لحاظ سے ایک کو کفر کہا جاتا ہے اور "اندیشۂ ایمان" کے لحاظ سے دوسرے کو مومن کہا جاتا ہے۔ اسی طرح شقی کو "اندیشہ شقاوت" کے شقی اور سعید کو باعتبار "اندیشۂ سعادت" سعید کہا جاتا ہے۔ ورنہ ہر ایک کا وجود اصل میں ایک ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اِنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی اور اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا کو اپنا نصب العین بنا کر ریاضت و طاعت میں پوری کوشش کرے اور شریعت کے اوامر و نواہی کی بجا آوری میں خوب جد و جہد کرے تاکہ اس وعید۔ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا۔ سے نجات پاکر حق تعالیٰ کی معرفت سے سرفراز ہووے۔

نیز فرمایا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے غیر پر بھروسہ اور اس سے توقع رکھنا انسان کو ذلیل و خوار کرتا ہے، سالک کو چاہیئے کہ سوائے حق عزّ و جلّ کی جناب کے نہ تو کوئی اپنا تکیہ اور آسرا سمجھے اور نہ اس کے غیر کو خیال ہی میں لائے۔

؎ آنکہ شیر انند روباہ کے شوند
احتیاج خود بہ پیش کے برند

نیز فرمایا کہ عرش سے لے کر فرش تک کی تمام چیزیں اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ ؎

پرستار امرش ہمہ چیز و کس
بنی آدم و مرغ و مور و مگس

ایک شخص نے حضرت صاحب زادہ گل محمد صاحب مرحوم و مغفور کے وصال کے بعد عرض کیا۔

ع اولیا را ہست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز آرندش ز راہ

آپ نے اس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے:۔

ع اگر درد بد یک صلائے کرم — عزازیل گوید نصیبے برم
وگر بر کشد تیغِ قہر بہ حکم — بمانند کروبیان صم بکم!

ع ہر چہ نصیب است بہ قوقی رسد

ورنہ سنانے بستم سے رسد

چنانچہ اس بارہ میں آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ شاہ خراسان کی بادشاہت کے زمانہ میں ایک خراسانی اس موضع میں آیا۔ اس کے پاس ایک اونٹ تھا جس کا پالان بوسیدہ تھا۔ اس نے یہاں کے ایک ساربان کا نیا پالان غلطی سے لے لیا۔ اسے لالچ نے پٹیا بھی اور اپنا پرانا پالان اس کے اونٹ پر رکھ دیا اور چلا گیا۔ چند دنوں کے بعد اس ساربان نے نیا پالان بنانے کے لئے اس پرانے پالان کو ادھیڑا تو اس میں سے چند سنہری اشرفیاں برآمد ہوئیں۔ بہت خوش ہوا اور ان کو اپنے کام میں لایا۔

حضرت تجیل نے فرمایا کہ علاماتِ قیامت میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ عجیب و غریب امراض پیدا ہوں گے جن کی تشخیص اور علاج سے دنیا کے

حکیم اور ڈاکٹر عاجز آجائیں گے اس سبب سے کہ نہ تو پہلے لوگوں کی کتابوں میں ان امراض کو لکھا ہوا پائیں گے اور نہ ہی کبھی ان کے تجربہ میں ایسے امراض آئے ہوں گے ۔ چنانچہ قبل ازیں بعض لوگوں کی آنکھوں میں سے فصد کی طرح خون جاری ہوا ۔ اور بعض لوگوں کے پچھلی طرف کے دانتوں سے خون جاری ہوا ہو لوگ اول الذکر مرض میں گرفتار ہوئے ان میں سے بعضوں کو تو صحت ہو جاتی لیکن اکثر مر جاتے اور جو آخر الذکر مرض میں مبتلا ہوتے ۔ ان میں سے کوئی بھی نہ بچتا ۔ اس حیرانی کے عالم میں مولوی قادر بخش رحمتہ اللہ علیہ کو لکھا گیا کہ حکیم احسن اللہ خان سے جو کہ بہاول خان کلاں مرحوم کے معتمد علیہ حکماء میں سے تھے ۔ اس مرض کا علاج پوچھ کر لکھ بھیجیں ۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور کے جواب سے یہ بات ظاہر ہوئی ۔ کہ حکیم صاحب مذکور اس مرض کے بارہ میں سن کر بہت حیران ہوئے ۔ اور کہا ، کہ یہ مرض ہماری تشخیص اور علاج سے متجاوز ہے کیونکہ آج تک کسی حکیم کے تجربہ میں نہیں آیا ہے ۔ اور نہ کسی طب کی کتاب میں اس کا ذکر ہے ۔

قرب قیامت کی دوسری علامت یہ ہے کہ حاکموں اور بعض افراد طبقہ سے عجیب سے عجیب کام سرزد ہوں گے اور مخلوق خدا ان کاموں سے حیران و پریشان ہوگی ۔ کیونکہ اس قسم کے کام نہ تو پہلے کبھی دیکھنے میں آئے ہوں گے اور نہ سننے میں ۔ اس کے بعد فرمایا کہ لکھنے والوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ اس زمانے میں اگر بیٹا باپ سے خوش ہو کر بات کرے گا تو اس کو مبارک باد کہا جائے گا ۔ نیز فرمایا کہ ہر جوڑ یعنی باپ بیٹے ، میاں بیوی ، بہن بھائی ، دوست یار کا

تعلق الٹا ہو جائے گا۔ (یعنی بجائے محبت کے دشمنی پیدا ہو جائے گی) جیسا کہ اس زمانے ہے۔ اس کو بھی علامات قیامت میں شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کل زوج علی خلاف الاالعکس اس سے پہلے اس کا صحیح مفہوم معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اب اس زمانہ کے حالات دیکھنے سے پورا مطلب ظاہر ہوگیا ہے یعنی ہر جوڑا جیسے باپ اور بیٹا، شاگرد اور استاد، مرید اور پیر، میاں اور بیوی ان میں ہر ایک کے درمیان دشمنی پیدا ہوگئی ہے۔ مگر اس کے برعکس پہلے زمانہ میں چھوٹا اپنے بڑے کی صحبت میں اس کی پیروی کے ساتھ رہتا تھا یعنی بیٹا شاگرد، مرید اور عورت اپنے باپ، استاد، مرشد اور خاوند کی متابعت کرتے تھے۔ اب معاملہ اس کے برخلاف ہے۔

نیز فرمایا کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ اور اس وقت آئے گی جب کہ تمام روئے زمین کے لوگوں میں سے کسی سے اللہ تعالیٰ کا نام سننے میں نہیں آئے گا۔ اور بیت اللہ شریف میں بت رکھے جائیں گے۔ اور قبیلہ اوس کی عورتیں رنگین کپڑوں اور زیوروں سے آراستہ ہو کر بتوں کے سامنے رقص کریں گی۔ اس کے بعد فرشتے حکم الٰہی سے بیت اللہ کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جائیں گے۔ اس وقت قیامت بالکل قریب ہو گی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اولیاء اللہ کی نگاہ میں تو ہر لمحہ ایک قیامت قائم ہوتی ہے اس کے بعد یہ آیت کریمہ پڑھی:۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

(ترجمہ آج کے دن کس کی بادشاہی ہے۔ صرف اکیلے زبردست

اللہ کی۔ ہر چیز ہالک ہے سوائے اس کی ذات پاک کے۔ یعنی اس وقت بھی ہالک ہے۔ لفظ یہلک نہیں فرمایا۔ جو کہ مستقبل کی ہلاکت پر دلالت کرتا ہے۔

نیز فرمایا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہر شخص کے کام کو اس کے اعتقاد کے مطابق پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ پہاڑ میں جو کہ ہمارا وطن ہے اور اگر کسی کو ذات الجنب کا عارضہ لاحق ہوتا ہے تو گرم دوائیں جیسے قند سیاہ وغیرہ کو دودھ میں جوش دے کر پی لیتے ہیں اور امرِ الٰہی سے ان کی ناک سے خون جاری ہو جاتا ہے جس سے ان کو صحت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے مجلس میں حاضر حکیموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا طب کی کتابوں میں بھی اس مرض کا یہی علاج لکھا ہے، کہنے لگے معاذ اللہ ایسی دوائیں تو طبیبوں کی رائے میں اس مرض میں زہر قاتل ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ سنا گیا ہے کہ ریگستان روہی یعنی مارواڑ کے علاقہ میں ہر مرض کو دور کرنے کے لئے داغ دیا جاتا ہے اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ان کے عقیدہ کے مطابق اسی امر میں شفا رکھ دی ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔

نیز فرمایا کہ جو کوئی خالق حقیقی پر توکل رکھتا ہے۔ اس کے اعتقاد کے مطابق اس کو غیب سے روزی پہنچتا ہے۔ کیونکہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہر ذی روح کا رازق مطلق اور کفیل و ضامن ہے۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ

فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُہَا ، وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ
حَسْبُہٗ ۔ اسی طرح اس ناچیز (مؤلف) نے کسی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت
شیخ فرید الملت والدین قدس سرہٗ بیعت ہونے سے قبل جبکہ پیر کی تلاش میں
تھے تو ایک درویش سے ملنے کے لئے گئے جو کہ ایک بلند پہاڑ پر خلوت گزین تھا
اِدھر اُدھر کی گفتگو کے بعد باباصاحبؒ نے فرمایا کہ یہاں تمہاری روزی کا ذریعہ
کونسا ہے ۔ یہ سن کر وہ درویش ناراض ہو گیا ۔ اور فرمایا کہ اس پتھر کو اٹھا کر
دوسرے پر مار ۔ حضرت باباصاحب نے حکم کی تعمیل کی اور پتھر ٹوٹ گیا ۔ اتفاق سے
اس پتھر میں سے ایک کیڑا برآمد ہوا جس کے منہ میں گھاس کا ایک سبز پتہ تھا پس
فرمایا کہ جبکہ پتھر میں خداوند تعالیٰ اس کو روزی پہنچاتا ہے تو مجھ کو نہیں پہنچا سکتا ؟ اسی طرح
ایک اور شخص سے اسی قسم کا واقعہ سنا گیا ہے جس نے بچشم خود دیکھا تھا ۔ کہنے لگا کہ ایک
روز میں ایک پتھر کا توا روٹی پکانے کے لئے اپنے گھر لایا ۔ جب روٹی پکائی گئی تو اس
میں ایک درہم کے برابر جگہ میں آگ کا کچھ اثر نہ ہوتا اور وہاں سے روٹی بالکل کچی رہتی
کچھ عرصہ کے بعد وہ توا ٹوٹ گیا ۔ اور اس جگہ سے ایک زندہ کیڑا برآمد ہوا جس کے
منہ میں سبز گھاس کا پتہ تھا ۔ میں نے کہا سبحان اللہ اور کیسا قادر خالق مطلق ہے
کہ اس کیڑے کو اس جگہ جلا دینے والی آگ سے محفوظ رکھا اور اپنی قدرت کاملہ
سے جب تک اسے زندہ رکھا اسے روزی بھی پہنچاتا رہا ۔

نیز فرمایا کہ اس زمانہ میں جو بھی نیا اہل کار آتا ہے ۔ پہلے کی نسبت زیادہ ہی
برا ہوتا ہے اور اپنے پیشرو کے لئے لوگوں کی خوشنودی اور رحمت کا سبب بن جاتا
ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ رحم اللہ علی النباش الاول ۔

نیز فرمایا کہ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَمِنْ عَلَامَاتِ الْقِیَامَۃِ رَفْعُ الْحَیَاءِ مِنَ النِّسَاءِ یعنی حیا ایمان کا حصہ ہے اور عورتوں میں سے حیا کا اٹھ جانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور فرمایا کہ مرد چاہیئے کہ چار چیزوں پر غالب رہے زن، اسپ، نفس، کفش، عورت کو سیاست سے قابو رکھے، گھوڑے کو سواری میں رکھے ورنہ سرکش ہو جائے گا اور جوتے کو پاؤں کے نیچے رکھے حتیٰ کہ نرم ہو جائے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ اچھے اعمال پر ہمیشگی کرے کیوں کہ عمل صالح بادِ بہاری کی طرح ہے جو کہ پژمردہ درختوں کو سرسبز اور شاداب کرتی ہے۔ اسی طرح نیک اعمال مرد عابد کے دل کو زندہ کرتے ہیں۔ اور چاہیئے کہ برے اعمال سے ہمیشہ احتراز کرے کیوں کہ ان کی مثال بادِ خزاں کی سی ہے کہ درخت اگرچہ ترو تازہ ہی کیوں نہ ہوں۔ باد خزاں کے اثر سے مردوں کی طرح سوکھ جاتے ہیں۔ اس لئے اعمالِ بد سے بچنا واجب ہے تاکہ مردار (اعمالِ بد) کے اثر سے دل بھی مردہ نہ ہو جائے۔ کیوں کہ کہا گیا ہے۔ اِنَّ لِلْقُرآن ظاھراً و باطناً حضرت کے مذکورہ بالا ارشاد سے اس حدیث کا مطلب ظاہر ہو گیا۔

اُجتنبوا برد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم۔

واغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم۔

جب بہاول خان ثانی مرحوم اپنے باپ کی مسندِ سلطنت پر بیٹھا تو اس

سے نے مبلغ آٹھ ہزار روپیہ حضرت کی خدمت میں بھیجا، حضرت قبلہ نے اس کو ایک دو روز میں مسکینوں، یتیموں، بیوہ عورتوں، علماء، سادات میں ہر ایک کے حصہ کے مطابق تقسیم کر دیا، کچھ لوگوں نے حسب دنیا کی وجہ سے ایک دوسرے سے کچھ شکایت کی اور کسی وجہ سے اس کا ذکر حضرت قبلہ کے سامنے بھی آگیا پس آپ نے ملک شہیل لنگاہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک لوہار کو حق تعالیٰ نے اتنا ملکۂ شناخت دیا ہے کہ وہ معلوم کر سکتا ہے کہ اس لوہے سے ہتھیار بن سکتا ہے اور اس لوہا سے فلاں چیز بن سکتی ہے۔ اسی طرح بڑھئی کو لکڑی کی پہچان کا علم دیا ہے اور کسان کو زمین کی شناخت کا کہ اس زمین میں فلاں فلاں چیز کاشت کی جا سکتی ہے، وقس علیہ الباقی اہل حرفہ اور ہمارے پاس آدمیوں کی دکان ہے کسی کا حال میرے علم و شناخت سے خارج نہیں ہے اگر ہم چاہیں تو اپنے آپ کو ان مجذوبوں کی طرح بنا لیں جو کہ مجلسوں میں پیشاب کر دیتے ہیں، لیکن صورت حال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمسک لے آتا ہے تو وہ بھی فقیر سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ سچ ہے کتا دوسرے کتے کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتا۔ پس یہ سنکر اس ناچیز مؤلف کے دل میں خیال آیا کہ شیخ کا کلام اس حدیث کے معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں، چنانچہ کہا گیا ہے ؎

نیست کلام سرسری نکتہ رمز عاشقاں

شرح بیان در حدیث انستہ قال رمقال احمدی

فرمایا کہ جس وقت طوفان نوح میں نوح نبی نبینا وعلیہ السلام کا بیٹا غرق

ہوگیا تو آپ نے حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ! تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیرے اہل کو غرق نہیں کروں گا۔ اس کے باوجود میرا بیٹا غرق ہوگیا۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح یعنی وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں تھے۔

فائدہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ان کی طاقت کے مطابق بوجھ ڈالا ہے۔ قولہ تعالیٰ: لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا اللہ نہیں تکلیف دیتے کسی جی کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

نیز فرمایا کہ اولیاء اللہ حق تعالیٰ کے عیال ہیں جیسا کہ آیا ہے اور مولانا روم نے اسی کے ترجمہ کے مطابق فرمایا ہے: ؎

اولیا اللہ اطفالِ حق اند اے پسر

در حضور و غائب از ایشاں حذر

پس فرمایا کہ صاحب عیال پر اپنے اہل و عیال کی خدمت واجب ہے اور وہ اپنی کوشش سے اپنے عیال کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے اس لئے وہ خود اگر اپنی ضروریات کے لئے کوشش کریں۔ تو وہ بے فائدہ ہوگی۔ اس لئے سالک کو چاہیے کہ اپنے تمام کاموں کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کرکے اپنے تمام اوقات کو حق کی عبادت کے لئے فارغ کرلے آیت کریمہ:

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

نیز فرمایا کہ ہر ولی کا آخری مرتبہ تسلیم و رضا ہے اور یہ شعر پڑھا: ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

اس پر میاں محمد عزیز نے ۔ جو کہ میرے حضرت کے عشاق میں سے تھے ۔ عرض کیا کہ جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے کہ وہ ہر بات پر سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں تو اہلِ حاجت جو ان کے پاس آتے ہیں ۔ ان کی حاجتیں کیسے پوری ہوتی ہیں فرمایا کہ چونکہ حق جل و اعلیٰ جانتے ہیں کہ یہ بندہ تسلیم و رضا کی وجہ سے ہماری جناب میں عرض نہیں کرتا ، خود بخود اس کی حاجت کو پورا فرما دیتے ہیں چنانچہ آیت کریمہ ۔ فاتخذہ وکیلا اس معنی پر صریحاً دلالت کرتی ہے ۔

نیز فرمایا کہ جو قول و فعل جو کہ کاملین سے سرزد ہوتا ہے وہ عین شریعت[1] ہوتا ہے اگرچہ عوام الناس کے فہم میں نہ آئے ۔ اور یہ شعر ارشاد فرمایا ۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود

کفر گیرد کاملی ملت شود

چنانچہ خلیفہ محمد باراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس ناچیز کے سامنے ایک دفعہ بیان کیا کہ جب میں ... پہلے پہل حضور انور کی صحبت سے مشرف ہوا تو بعض باتیں حضورِ انور سے ایسی ظاہر ہوئیں جو کہ بظاہر خلافِ شرع معلوم ہوتی تھیں

---

[1] اس کا مطلب یہ نہیں کہ کامل اگر خلافِ شریعت بھی کرے تو اسے شریعت ہی کہا جائے گا بلکہ یہ مطلب ہے کہ کامل ہوتا ہی وہ ہے جس کا ہر قول شریعت کے مطابق ہو ۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون ۔

لیکن حقیقت میں وہ شریعت کے عین مطابق تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ مجھے حضرت کے ساتھ حضرت قبلۂ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں ایک روز ایک کنوئیں پر قیلولہ کے لئے ٹھہرے، فقیروں نے جسارت کر کے اس کنوئیں کی زراعت، خربوزہ، اور منگ وغیرہ کو حضرت کے سامنے کھانا شروع کیا آپ نے کسی کو منع نہ فرمایا۔ میں اس بات سے بہت متعجب ہوا حیران ہوا۔ جب اس کنوئیں کا مالک حاضر ہو کر حضرت کی قدم بوسی سے مشرف ہوا تو کہنے لگا کہ اس غلام کی بہت ہی خوش نصیبی ہے کہ ذات گرامی اس کنوئیں پر تشریف لائی ہے، اور اس غلام کے ہاتھ کی کاشت کردہ زراعت درویشوں کے کام آئی ہے اس کنواں کا آباد کرنا اور زراعت کا کاشت کرنا میری ابدی سعادت کا باعث بنا ہے اس کے بعد باقی زراعت بھی خوشی سے درویشوں کے حوالہ کر دی۔ پس معلوم ہو گیا کہ درویشوں کا (خربوزے وغیرہ) کھانا اور حضرت کا منع نہ فرمانا شریعت کے خلاف نہ تھا۔ اس لئے کہ نص شریعت سے ثابت ہے کہ صدیق کا مال بغیر اجازت کے کھانا جائز ہے

فائدہ فرمایا کہ زیتون کی تسبیح پر پڑھنا مستحب ہے اور پتھر کی تسبیح پر پڑھنا منع ہے اس لئے کہ یہ دل کو سخت کرتی ہے اور تسبیح کو کلائی پر لپیٹنا اور گلے میں ڈالنا نحوست کا سبب ہے اور کپڑے کو الٹا کر سینا بھی ادبار کے اسباب میں سے ہے۔ ان باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت صاحب زادہ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد عرض کیا۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز آرندش ز راہ

اور کہا آپ نے کیوں صاحب زادہ کی صحت اور زندگی کے لئے شافعِ مطلق کی جناب میں عرض نہ کیا۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ رد نہیں کرتا جیسا کہ مولانا روم قدس سرہ نے فرمایا ہے:۔

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست

فانی است و دست او دست خداست

چوں خدا از خود سوال و کد کند

پس دعائے خویش را چوں رد کند

حضرت قبلہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ کام ہر وقت درویش کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ دعا کرنا بندہ کا کام اور قبول کرنا نہ کرنا اس کی مشیت پر موقوف ہے۔ وہ ذات پاک مالکِ ملک ہے جو چاہتی ہے۔ کرتی ہے کسی کو اس کی جناب میں دم مارنے کا حوصلہ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے:۔

مالکِ الملک است او را ہیچ	ما و من را جملہ پیش رہ نہید
اوست سلطان ہر چہ خواہد او کند	عالمے را در دمے ویراں کند
طرفۃ العین جہاں برہم زند	کس نمی آرد کہ آنجا دم زند

اس کلام میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی صاحب تسلیم ہے وہ حق تعالیٰ کی مرضی کے سامنے گردن جھکائے ہوتے ہے، اس لئے کہ اس کے واسطے حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف قدم اٹھانا کفر ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے چنانچہ حضرت قبلہ قدس سرہ تیس سال کی مدت میں ایک دفعہ ہنسے ہیں جب ان کا نوجوان اور صالح لڑکا فوت ہوا تو آپ کو ہنسی آئی حلقہ نشینوں نے اس بات سے حیران ہو کر عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے تو فرمایا کہ چونکہ میں حق تعالیٰ کی مشیت پر راضی ہوں اور اس نے نہایت مضبوطی سے میرے قدموں کو اپنی رضا کے راستہ پر جمایا ہوا ہے۔ اس لئے مجھے ہنسی آتی ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت عاجزی اور پستی میں رہے کیونکہ مطلوب و مقصود کے حاصل ہونے کا یہی ذریعہ ہے ؎

تو مباش اصلاً کمال این است و بس
تو ز خود گم شو وصال این است و بس

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو موجود نہ سمجھے کیوں کہ محققین کے نزدیک یہ خیال اکبر الکبائر ہے۔ ع

وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب

چنانچہ مولانا روم قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی
نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

فرمایا کہ ہر کسی نے ازلی نصیبہ کے مطابق اس دنیا میں ظہور کیا ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے :-

السعید سعید فی بطن امہ والشقی شقی فی بطن اُمہ

(نیک بخت اپنے ماں کے پیٹ سے نیک بخت پیدا ہوا

ہے بدبخت اپنی ماں کے پیٹ سے بدبخت پیدا ہوا ہے)

پس فرمایا آں سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ التحیات والصلوٰۃ ایک روز بچپن کے زمانہ میں ایک کوچہ سے گزر رہے تھے۔ ایک راہب نے آپ کو دیکھا تو آنحضرت کو سجدہ کیا۔ لوگوں نے اس سے سجدہ کرنے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ تمام فرشتے، درخت اور پتھر اس لڑکے کو سجدہ کرتے ہیں جب حق تعالیٰ نے اس کو اس قدر بزرگی عطا کی ہے تو مجبوراً میں نے بھی اس کو سجدہ کیا ہے۔

میاں محمد یار منشی نے جو کہ حضور انور کی خدمت میں بیٹھا تھا بیان کیا کہ ابوجہل نے جس کا زمانہ جاہلیت میں ابو الحکم نام تھا - ایک اعرابی سے اونٹ ظلم و تعدی سے چھین لئے ۔ وہ اعرابی مصلحتاً و مشورۃً جناب رسالت مآب علیہ وعلیٰ آلہ افضل التحیات واکمل الصلوٰۃ - جو کہ ابھی بچے ہی تھے کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اونٹوں کو چھڑانے کے واسطے سفارش چاہی آں حضرت علیہ والسلام نے فرمایا کہ وہ تو میرے ساتھ دشمنی رکھتا ہے میرے کہنے سے کیسے تیرے اونٹوں کو رہا کر دے گا۔ لیکن کہ جب اس نے نہ مانا اور نہایت عاجزی سے اصرار کیا مجبوراً آپ اس کے ساتھ ہو لئے۔ ابوجہل کے گھر

کائنات علیہ السلام کو دیکھنے کی غرض سے آیا ہے۔ اور دست بستہ آنجناب کی
خدمت میں عرض کرنے لگا۔ کہ جناب اس جگہ کیسے تشریف لائے ہیں،
فرمایا کہ اس اعرابی کے اونٹوں کے چھڑانے کے واسطے آیا ہوں۔ اس
نے کہا کہ اونٹوں کو رہا کر دیا جائے۔ رسید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف لیجا
نے کے بعد حاضرین نے حضور کی تعظیم کرنے اور آپ کا حکم ماننے کا سبب پوچھا
اور کہا کہ ہم حیران ہیں کہ پہلے تو تجھے اس لڑکے کے ساتھ دشمنی تھی، کیا وجہ
ہے کہ آج اتنی تعظیم کی اور ان کا حکم بجا لایا۔ کہنے لگا کہ جب میرے پاس آئے
تو مجھ کو ان کے دونوں کندھوں کے برابر دو شیر منہ کھولے ہوئے نظر آئے
ان کے دیکھنے سے مجھ پر اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ اگر بال برابر بھی ان کی
تعظیم اور فرمانبرداری میں کوتاہی کرتا تو مجھے ڈر تھا کہ وہ میری گردن توڑ دیتے۔

حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ
جنگل میں جا رہے تھے جب قصبہ خرقان کی جگہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور بو سونگھنے
لگے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ کہنے لگے کہ یہاں ایک شخص پیدا ہوگا
جس کا نام ابوالحسن خرقانی ہوگا۔ میری وفات کے اتنے سال بعد پیدا ہوگا۔
اور میری قبر پر آکر مجھ سے مستفیض ہوگا۔ جیسا کہ مولوی معنوی نے مثنوی میں
ذکر کیا ہے۔

فرمایا کہ میاں احمد ملتانی رحمۃ اللہ نے حضرت قبلہ عالم قدس
سرہٗ کی پیدائش سے پہلے اور عورتوں کے درمیان ان کی والدہ کو

دیکھا تو ان کی طرف غور سے دیکھنے لگے۔ عورتوں نے کہا کہ اے درویش تو بیگانہ عورتوں کی طرف کیوں دیکھتا ہے۔ یہ بات درویشوں کے لیئے مناسب نہیں ہے۔ کہنے لگے مجھے تم عورتوں کے دیکھنے سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ اس لڑکی کے .... پیٹ میں ایک نور الہٰی کا شعلہ ہے جس کا عکس عرش معلیٰ تک پڑ رہا ہے اور تمام جہاں اس نور سے منور ہو رہا ہے۔

حاجی خان کاتب اخوش نویس اسنے جو کہ حضرت قبلہ کے راسخ الاعتقاد مریدین میں سے تھا۔ عرض کیا اس غلام نے حضرت حافظ ناصر الدینؒ سے۔ جو کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی مائی صاحبہ حضرت قبلہ عالم کی خورد سنی میں گود میں اٹھا کر ایک معالج کے پاس دوا دارو پوچھنے کے لئے جا رہی تھیں۔ میاں محمد ماہ علیہ الرحمتہ راستے میں مائی صاحبہ سے ملے اور پوچھا کہ آپ ان کو اٹھا کر کہاں لئے جا رہی ہیں۔ انہوں نے وجہ بتلائی تو کہنے لگے کہ اس کو اپنے گھر میں واپس لے جاؤ کہ یہ لڑکا اہل مشرق و مغرب کا معالج ہوگا۔ اس کو کسی کے علاج کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میاں محمد رحمتہ اللہ علیہ ہانسی میں رہتے تھے۔ اور کبھی کبھی حضرت قبلۂ عالم کی زیارت کے لیئے اس ملک میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً شہر فرید میں شب باش ہوئے۔ شہر مذکور کا رئیس ان کے پاس آیا۔ اور کیمیا کی ترکیب پوچھنے کے واسطے ان کو بہت تکلیف پہنچائی اور کہنے لگا کہ صبح سویرے تجھے الیاس زہ جکھاؤں گا کہ لوگ تجھ سے عبرت حاصل کریں گے آپ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اور جو نہیں چاہتا نہیں

ہوتا اور حسبِ معمول بغیر کسی پریشانی اور اضطراب کے سو گئے۔ لیکن ان کے ہمراہی فقیروں کو بہت خوف لاحق ہوا اور بہت پریشان ہوئے جب آدھی رات گزر چکی تو غیرتِ الہٰی سے ان کے درمیان جھگڑا اور قتل وغارت کا سلسلہ شروع ہوا۔ حتیٰ کہ کچھ قتل ہو گئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ حضرت قبلۂ عالم نے رات کے وقت بندوقوں کے چلنے کی آواز سنی تو صبح کے وقت خبر دریافت کرنے کے واسطے اپنا آدمی اس طرف بھیجا۔ راستے میں اس کی ملاقات میاں صاحب موصوف سے ہوئی انہوں نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ اس نے سارا حال بیان کیا۔ کہنے لگے ہمارے ساتھ واپس چلو میں خود سارا واقعہ بیان کروں گا حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں آئے تو کہنے لگے غریب نواز! اس کئے رات کو آپس میں جھگڑ رہے تھے یہ سارا شور وشغب انہیں کا تھا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس روز سے ان کی ریاست کا معاملہ کمزور ہوتا گیا۔ بعدہ محمد یار مذکور نے کہا کہ قاضی نور احمد عملیات میں کمال دسترس رکھتے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں کیمیا بنانا چاہتا ہوں آپ کسی فارغ وقت میں مجھ سے سیکھ سکتے ہیں۔ آپ اسی وقت اس کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ ہو گئے۔ اور ایک کنارے کے درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اس کیمیاگر سے کہنے لگے کہ اس درخت پر چڑھ جاؤ اور اس کو ہلاؤ تاکہ اس کے پھل نیچے گریں۔ اس نے اسی طرح کیا۔ اس درخت کے پھل اور پتے وغیرہ جو کچھ بھی نیچے گرتا سب خالص سونا بنتا جاتا پس حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس قسم کے سب لوگ حق تعالیٰ کے راستہ کے ڈاکو ہیں سوائے حق تعالیٰ کی طلب اور جستجو کے اور کسی چیز کے لئے کوشش

نہ کرنا چاہیئے چنانچہ ایک مرد محمود نامی جو کہ صاحب درد تھے اور قصبہ نوشہرہ میں رہتے تھے کیا خوب فرما گئے ہیں۔ ع

سبھے گلاں چھوڑ کے ڈھونڈ محمود اہیں وال نوں

یعنی تمام کاموں سے طلب کا دامن جھاڑ کر تمام تر جستجو حق تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے کرنا چاہیئے کیونکہ کل شیئ ھالک الا وجھہ (سوائے اس کی ذات پاک کے ہر چیز فانی ہے) چنانچہ مولانا جامی قدس سرہ السامی نے فرمایا ہے۔

رباعی

اے خواجہ اگر مال و گر فرزند است   بیداست کہ عمر لقائش چند است
روی دل بہ کسے دہ کہ در اطوار وجود   بوداست ہمیشہ با تو و خواہد بود

جب بہادل خان ثانی مرحوم نے پہلی مسجد کی جگہ۔ جس کو میاں برخوردار جانی مرحوم نے بنوایا تھا۔ نئی مسجد حضرت قبلہ کی خوشنودی کے واسطے تیار کرائی تو حضرت والا ادائیگی نماز کے لئے اس میں تشریف لائے۔ دو تین روز کے بعد فرمایا کہ نماز میں جو لذت پہلی مسجد میں ہوتی تھی اس مسجد میں نہیں ہوتی یہ ایک بے جا کام ظہور پذیر ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا بجا ہے۔ کیوں کہ اس عمارت پر حرام کا روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ اس پر حکومت کا روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ اور اس پر لوگوں کی اپنی کمائی کا روپیہ خرچ ہوا تھا لیکن یہ بات (باعث تسلی) ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہماری طرف حرام کا مال نہیں بھیجتا کیوں کہ جب پورا پورا توکل ہو تو حق تعالیٰ متوکل کی طرف کوئی ایسی چیز

نہیں بیٹھتے جو از راہ حرام کمائی گئی ہو۔ اور مسجد کی پر تکلف عمارت کو دیکھکر طبع مبارک میں ملال پیدا ہوا، فرمایا کہ ایسی عمارتیں تو شہروں میں ہوا کرتی ہیں اور یہ قریہ ہے اور لشکر ریوقت غلبہ قصبات کی عمارات کو خراب و مسمار کر دیا کرتا ہے مگر خیر جو کچھ خرچ ہوتا ہے۔ وہ بانی کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اگر دنیا دار لوگ دنیا کو اللہ کے واسطے خرچ کریں اور آنحالیکہ ان کے دل میں اس دنیا کی محبت بھی ہو تو وہ ان کی عالی ہمتی ہے بخلاف درویش کے کہ اس کو دنیا کے وجود سے ہی دلی تکلیف اور گرانی ہوتی ہے۔ اور اس کے خرچ کرنے اور ایثار کرنے میں وہ خوش ہوتا ہے۔ بلکہ اپنی عادت بنالیتا ہے جیسا کہ پلید کپڑے سے چوہے کے سر کے برابر کی نجاست کو بھی دور کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

فرمایا تواضع سے مراد حق تعالیٰ کی راہ میں دنیا کا خرچ کرنا لیا گیا ہے۔ اور گردن فرازاں سے دنیا دار مراد ہیں اور گدا سے درویش جو کہ حق تعالیٰ کے دروازے سے مانگنے والے ہیں اور بادشاہ بھی مراد لیے گئے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے ع

گدا بادشاہ است و نامش گدا

یعنی اگر دنیا دار دنیا کو حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو اچھا ہے بخلاف درویش کے کیونکہ اس کو تو حق تعالیٰ کے ماسواء سے بے تعلقی ہے ہی خاص کر دنیا سے

کہ اس کے نزدیک مردار ہے اور اپنے سے دور کرنا اس کی عادت بھی ہے

جس وقت حضرت قبلہ چھوٹے بڑے نجّاروں کو تمام دن تیشہ اور بسولہ میں کام کرتے دیکھتے اور ان کو بڑی تیزی سے آتے جاتے دیکھتے تو فرماتے یہ سب حلال کی روزی کی قوت کی برکت ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے حلال کی روزی میں بڑی برکت اور قوت رکھی ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو ریاضت و عبادات میں اپنے سے زیادہ سرگرم دیکھا۔ لیکن اس کی عدم قبولیت کی وجہ سے بہت حیران ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اطلاع دی گئی کہ یہ شخص لقمۂ حرام سے قوت حاصل کرتا ہے۔ اس لئے اس کی عبادت نامقبول ہے۔ کقولہ تعالیٰ: اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ۔ اس آیت میں "الکلم الطیب" سے اعمال حسنہ مراد لئے گئے ہیں اور عمل صالح سے لقمۂ حلال مراد لیا گیا ہے۔ جو کہ اعمال حسنہ کو باری تعالیٰ کی جناب تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ نیز سلطان ابراہیم کو حکم ہوا کہ آپ اپنا کھانا جو کہ ایندھن بیچ کر حاصل کرتے ہو۔ اس کو دے دیا کرو۔ پس حضرت سلطان نے اس کو اس کا اپنا کھانا کھانے سے منع فرمایا اور حکم الٰہی کی تعمیل میں اپنا کھانا اسے دیا۔ لقمۂ حلال کی برکت سے چند دنوں میں وہ شخص واصلین الٰہی میں سے ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ شیخ مرید کے لئے بمنزلہ مشاطہ کے ہے جس طرح مشاطہ (کنگھی پٹی کرنے والی) دلہن کو سجا کر خاوند کی صحبت کے قابل بنا دیتی ہے اسی طرح شیخ اپنے مرید کے ظاہر و باطن کو آراستہ کر کے محبوب حقیقی کی صحبت کے قابل بنا دیتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ شاہانِ دہلی باوجود حشمت و شوکت کے دو دو باورچی خانے رکھتے تھے، ایک کھلا اور عام باورچی خانہ جس میں ہر قسم کے کھانے پکتے تھے اور دوسرا اندرونِ خانہ کہ جس میں صرف روٹی اور سبزی پکتی تھی اور یہ جنس اس مال سے خریدی جاتی تھی جو کہ کشیدہ دوزی اور کلاہ دوزی سے حاصل کیا جاتا تھا۔ اور جس کو ان بادشاہوں کی عورتیں کلام اللہ شریف کی کتابت کر کے کماتی تھیں۔ شاہی خاندان اسی باورچی خانہ سے روٹی کھاتا تھا۔ اس لئے حلال خوری کی برکت سے ان کی ریاضت اور عبادت مقبول تھی اور اکثر واصلینِ حق میں سے تھے۔ ایک روز شاہجہان کے سامنے ایک سائل نے آکر سوال کیا، شاہ جہان دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کو اپنے سامنے سے ایک روٹی اٹھا کر اور کچھ ترکاری اس پر رکھ کر دے دی۔ جب سائل وہ روٹی لئے باہر آیا تو کسی وجہ سے ایک امیر کو اس امر کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے اس روٹی کے عوض کئی ہزار روپیہ نقد دے دیا اور روٹی خود لے لی۔

نیز فرمایا کہ اگر ان کے دروازہ پر کوئی شخص سوال کرتا تو ان کی خواتین خود مفردات لکھ کر اس کے حوالہ کر دیتیں اور دوسرے لوگ اسی قدر روپیہ دے کر ان کو خرید لیتے اور کئی نسخے کلام اللہ شریف کے انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے لکھے تھے، مشائخ چشت کی خانقاہوں کے لئے وقف کر دیئے گئے تھے جو کہ اب تک موجود ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ انہیں کی برکت ہے کہ باوجودیکہ انگریز کا غلبہ ہے لیکن ان کی اولاد اب تک فارغ البالی اور عزت کی زندگی گزار رہی ہے[1]

---

[1] یہ بات ۱۸۵۷ء سے پہلے کی ہے جبکہ شاہانِ مغلیہ کی اولاد بہادر شاہ ظفر اور دیگر

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

فائدہ۔ فرمایا کہ آدمی کا کوئی دشمن نفس امارہ سے زیادہ سخت نہیں ہے اس لئے کہ یہ دشمن متابعت اور تواضع کے ذریعہ مطیع و منقاد ہو جاتا ہے بخلاف اس کے کہ یہ متابعت اور پیروی کرنے میں دشمنی میں زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔ اور انسان کو گناہوں کے سمندر میں اوندھا ڈال دیتا ہے۔ اور آدمی جس کو اپنی زندگی سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔ جب اپنے نفس کو بڑھاتا ہے تو اس کی پیروی میں اپنی زندگی تک کو برباد کر دیتا ہے۔ جس طرح کہ سانون مل ناظم ملتان کے قاتل کو اس کے نفس نے اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال کر اس کے قتل کا مرتکب ہوا نفس کے سخت دشمن ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ دوسرا دشمن تو کبھی کبھار سامنے آتا ہے۔ اس لئے اس کا خطرہ بھی کبھی ہوتا ہے۔ اور کبھی نہیں لیکن نفس سے مرتے دم تک ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ ہر لمحہ آدمی کے پہلو میں موجود رہے۔ اور حضرت قبلہ کا یہ کلام اس حدیث مبارک کے معنی کے مطابق ہے۔

أعدا عدوك نفسك التي بين جنبيك

اس کے بعد فرمایا کہ اس رہزن سے تو وہ شخص نجات پاتا ہے جو ہر وقت اس کی مرضی کے خلاف کرنے پر کمر بستہ رہے ؎

نفس را سرکوب و دائم خوار دار — ناتوانی دور شر از مرد دار

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ۔ شہزادگان فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر آخر کار بدعملی اور نفس پرستی میں پڑ کر اپنے اسلاف کی راہ سے ہٹ گئے اور پھر اس کا نتیجہ جو بھگتا سو بھگتا۔ از مترجم عفی عنہ

ایک روز حضرت قبلہ نے حلقہ نشین علماء کے سامنے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے مصحف حمید یعنی قرآن مجید ہے اور میں اس کے اوپر کھڑا ہوا ہوں۔ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ سارے علماء اس خواب کی تعبیر بیان کرنے سے عاجز آ گئے۔ پس آپ نے مولوی محمد عابد سوکری علیہ الرحمتہ کو جو کہ بڑے متبحر اور متدین عالم تھے۔ طلب کیا۔ اور ان کے سامنے خواب بیان کیا۔ مولوی صاحب آداب بجا لائے اور کہا کہ مبارک ہو کیونکہ قرآن شریف میں شریعت ہے۔ اور جناب والا کے دونوں قدم ہر زمانہ میں جادۂ شریعت پر مستحکم رہے ہیں۔ اور اب بھی ہیں، چنانچہ یہ عمدہ تعبیر ہر کسی کے فکر و عقل کے مطابق تھی لہٰذا سب کو پسند آئی۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی اولاد جس طرح بھی ہو اس کا ادب کرنا واجب ہے۔ اور ضروری ہے۔ اور ملاقات کے وقت تعظیمی آداب و رسوم کا لحاظ رکھنا چاہیے کیوں کہ ان کے آبا و اجداد کی جناب الٰہی میں بہت عزت اور حرمت ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی اولاد کے معین و مددگار رہتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ ان کی اولاد میں سے جب کوئی شخص کسی کی ملاقات کے لئے آتا ہے۔ تو وہ مقبول اپنے مرقد سے سینہ تک باہر آ کر اس کو دیکھتا ہے کہ وہ شخص میری اولاد کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے، چنانچہ حضرت بابا صاحب گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے سجادہ نشینوں میں سے ایک صاحب بڑی شان و شوکت کے ساتھ ایک قصبہ سے گزرے اس قصبہ میں سے ایک صاحب دل رہا کرتے تھے۔ ان کی عمر اس وقت ایک سو چالیس سال کی تھی

یہ خبر سن کر اس نے استقبال کے لئے ان کے راستے میں آکر بیٹھ گئے جب وہ صاحب وہاں پہنچے تو بڑے طمطراق کے ساتھ وہاں سے گزر گئے۔ اور اس درویش کی طرف ذرہ بھی توجہ نہ کی پس اس فقیر نے ان کے گھوڑے کے پاؤں کو بوسہ دیا اور واپس لوٹ آیا۔ حاضرین نے ان کو اس بات پر ملامت کی تو کہنے لگے کہ اس شخص کے اجداد مشائخ چشت اہل بہشت اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ یہ فقیر ہماری اولاد کی عزت کرتا ہے۔ چونکہ مجھ مسکین کی ان کی بارگاہ عالی تک رسائی ناممکن تھی مجبوراً اسی قدر تعظیم بجا لایا۔

جب صاحب زادگان چہاردی کے درمیان کسی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا تو حضرت خواجہ فرماتے کہ اس فقیر نے قاضی صاحب (محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ) اور حافظ صاحب (محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ) سے پڑھا ہے۔ مگر اس کے باوجود حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کی ہی خیر خواہی کرنے اور نا جائز دشمنی کے لوث سے پاک و صاف تھے۔ اور جب نماز کے وقت اس کے پاس آتے تو دیکھا کہ صاحب زادگان چہاردی قاضی صاحبؒ کے لئے بد دعا کرتے ہیں۔ اور ساکنان مگہر حضرت حافظ صاحبؒ کے حق میں برے کلمات کہتے ہیں۔ اسی طرح اُچہ شریف کے خاندان میں جھگڑا واقع ہو گیا۔ تو فریقین نے حضرت قاضی صاحب (قاضی محمد عاقلؒ) کی شرعی عدالت کی طرف رجوع کیا۔ جب ان میں سے ایک فریق شرعی قانون کے مطابق جھوٹا ثابت ہوا تو وہاں سے آکر خانقاہ میں مقیم ہو گیا اور ان لوگوں کا دستور ہو گیا کہ ہر روز قرآن

مجید کی تلاوت کے بعد قاضی صاحب کے حق میں بددعا کرتے ۔ ان حالات کی وجہ سے حضرت قبلہ نے صاحبزادگان اور دوسرے خاندان کے لوگوں کے درمیان دخل دینا چھوڑ دیا ۔

نیز فرمایا کہ عورت کے واسطے نہ پیغمبری ثابت ہے نہ عہدۂ قضا نہ بیعت لینا اور نہ سجادہ نشینی مگر باوجود اس کے حاجی شیخ احمد کی موجودگی میں جو کہ ایک مرد صالح اور مستحق سجادگی تھے ۔ حکومت خراسان نے دنیا داری کے لالچ کی وجہ سے حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی مسند سجادگی پر ایک کو مقرر کر دیا ۔ اس روز سے شاہ خراسان کے حکم میں خلل ظاہر ہوا ۔ اس لئے کہ بعض مردان کامل نے حضرت زکریا ملتانیؒ کو دیکھا کہ مزار مبارک سے سینہ تک باہر آ کر فرماتے ہیں ۔ کہ ان کتوں کو مار مار کر یہاں سے نکال دو ۔ عورتوں کو ان کی مسند سجادگی پر انہیں خراسانی حاکموں کے حکم سے بٹھایا گیا تھا ۔

نیز فرمایا کہ ایک خراسانی حضرت قبلۂ عالم کی بیعت سے مشرف ہو کر حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو گیا ۔ اور اگر اس سے کوئی پوچھتا کہ تو کس کا مرید ہے تو ہمیشہ یہ کہتا کہ میں نصرت بوت کا مرید ہوں ۔ ایک روز میں نے اس سے کہا کہ باوجودیکہ تیری بیعت حضرت قبلۂ عالم وعالمیانؒ کے ہاتھ پر ہے تو یہ جواب کیوں دیتا ہے ۔ کہ میں نصرت بوت کا مرید ہوں ۔ کہنے لگا کہ تیمور شاہ کے لونڈا کا داروغہ تھا جب نصرت مذکور اپنی شامت اعمال کی وجہ سے غضب الٰہی میں

گرفتار ہوا تو شاہ مذکور نے اس کو معہ قبائل گرفتار کر کے شہر کابل میں اونٹوں کے باڑہ کے قریب قید کر دیا۔ اس کے بعد خیمہ کے سامنے اس کی مستورات کا خیمہ لگایا گیا اور ہر روز شاہی ملازم وہاں آکر پہلے نصرت مذکور کے خیمہ کے دروازہ کا پردہ اٹھا دیتے اور پھر ایک دوسرے کے آگے پیچھے گروہ در گروہ اس کی مستورات کے خیمہ میں آتے جاتے اور وہ اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا کرتا۔ چند روز گزرنے کے بعد میں نے دنیا کی بے وفائی سے نصیحت حاصل کی اور دل میں سوچا کہ امور دنیا میں مشغول ہونا فضول ہے۔ اور اہل دنیا فتنہ انگیز ہیں۔ چنانچہ جو کچھ میرے گھر میں موجود تھا میں نے اپنے اہل و عیال اور فقراء و مساکین پر تقسیم کر دیا اور سب سے رخصت ہو کر حق تعالیٰ کی طلب میں اس طرف کو روانہ ہو گیا اس ارادہ سے کہ کسی درویش کی خدمت میں رہ کر اور اس کی رہبری میں حق سبحانہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی بقیہ عمر گزار دوں۔ اب خوش قسمتی سے اس جگہ میں نے اپنا رہبر تلاش کر لیا ہے۔ اور اپنے مطلوب کو پا لیا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ جب تک وہ زندہ رہا اپنے کام میں مشغول رہا اور میرے حضرت کے آستانِ مبارک پر ہی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

فرمایا کہ مثال کے طور پر اگر کسی کو زندہ قبر میں دفن کر دیا جائے اور وہ وہاں بارہ سال تک اپنے اعمال کی پاداش میں طرح طرح کے عذاب جھیلتا رہے اور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لے اور پھر اس کو دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو بھی وہ ہدایتِ خداوندی کے بغیر اپنے نفسِ امارہ کی پیروی سے باز نہیں آئے گا

اور حضرت قبلہ عالم کے ایصال ثواب کے لئے مقررہ نذر کی برکت سے علاقہ سنگھڑ کے ان لوگوں کی مزروعات کو جنہوں نے سچے دل سے نذر مذکورہ مقررہ کی تھی محفوظ و مامون رکھا ہے۔ لیکن دوسرے علاقوں میں ٹڈی نے کپاس اور مونگ کی زراعت کو تلف کر دیا ہے۔ کسی نے مجلس میں سے کہا کہ امید ہے کہ کوئی شخص بھی مقررہ نذر کے خیرات کرنے میں کوتاہی نہیں کرے گا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اس کی ادائیگی میں کوتاہی کی بھی تو ان کا اس کا بدلہ لینے کی طاقت اللہ نے دی ہے۔ ایسے لوگ یعنی اللہ والے اپنی چیز کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ایک خراسانی تاجر جس کا بارہ ہزار روپیہ اور سنہری اشرفیاں راستے میں گم ہو گئی تھیں، میرے پاس آیا اور دعا کی درخواست کی اور حضرت قبلہ عالم کی روح مبارک کے ایصال ثواب کے لئے پانچ سو اشرفی خیرات کرنے کی نذر مقرر کر کے چلا گیا سال کے بعد اس کو سارا مال مل گیا لیکن نذر معین کے پورا کئے بغیر اپنے وطن کو لوٹ گیا راستے میں چوروں نے اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور اس کو قتل کر دیا اسی طرح ملتان کے کلالوں نے جن کا دس ہزار روپیہ گم ہو گیا۔ تھا میرے پاس آکر دعا کی درخواست کی اور پانچ سو روپیہ حضرت قبلہ عالم کے ایصال ثواب کے لئے خیرات کرنے کی نذر مقرر کی لیکن بعد میں اس شرط کو پورا نہ کیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ اور وہ مال دوسروں کے کام آیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ التجا اور تکیہ حضرت حق سبحانہ' تعالیٰ پر کرنا چاہیے نہ کہ اس کے غیر پر کیونکہ اس کی ذات پاک قدیم ہے۔ اور ذات قدیم پر تکیہ کیا جائے اور اس سے التجا کی جائے تو اس کے پورا ہونے اور ہمیشہ رہنے کی امید ہوتی

ہے، جس نے بھی اس ذات پر پورا بھروسا کیا۔ اس کو اس نے کبھی ضائع نہ کیا
اسی اثنا میں حاضرین میں ایک نے کہا کہ آیا تکیہ خداوند تعالیٰ پر کرنا چاہیئے کہ وہ
ہمارے حال کو دیکھ رہا ہے یا خاصانِ خدا سے التجا کرنی چاہیئے، فرمایا کہ حضرت
ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو جبرائیل
علیہ السلام نے آکر کہا کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو تو فرمادیں، آپ نے فرمایا کہ
مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ وہ میرے کہنے کے بغیر بھی میرے حال کو
جانتا ہے۔ اسی وجہ سے حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ان پر رحمت فرمائی اور فرمایا

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَىٰٓ إِبْرَاهِيمَ ط

اسی طرح ایک دفعہ ایک ہندو روپوں کی تھیلی کمر کے ساتھ باندھ کر سفر
سے واپس اپنے گھر کو جا رہا تھا۔ اتفاق سے چوروں نے اسے آگھیرا اور اس کو راستہ
سے ہٹا کر صحرا کی طرف لے چلے، اور آپس میں کہنے لگے کہ اس ہندو کو کسی گمنام جگہ
میں قتل کر دیں تاکہ اس کا کوئی نام و نشان نہ ملے اور ہم قصاص سے بچ جائیں،
جب ہندو نے یہ باتیں سنیں تو دل ہی دل میں حق تعالیٰ کی جناب میں متوجہ ہوا اور
عاجزی و زاری کی، تھوڑی دیر کے بعد ایک ندی کے کنارے پہنچے، چوروں
میں سے ایک نے پیاس کی شدت کی وجہ سے اپنی تلوار کو اپنے پیٹ سے
بندھے ہوئے جانوروں کی طرح پانی پینا شروع کیا حکم الہی سے تلوار نیام سے
باہر نکل آئی اور اس کے پیٹ کو پھاڑ دیا جس سے اس کی تمام آنتیں باہر
نکل آئیں۔ اس ہندو نے سمجھا کہ حق تعالیٰ نے اس عاجز کی دعا کو قبول فرمایا ہے
اب جوانمردی سے کام لینا چاہیے، چنانچہ ایک خنجر ہاتھ میں لے کر دوسرے چور

چنانچہ حضرت مذکور چند سال تک طرح طرح کی سزا اور عذاب کا مزہ چکھنے کے بعد بادشاہ کی مہربانی سے اپنی سابقہ ریاست ڈیرہ جات وغیرہ میں جب واپس آیا تو پہلے سے بھی زیادہ برے اعمال میں مشغول ہوگیا۔ دوبارہ مواخذہ کیا گیا۔ اور وہیں مرگیا۔ ؎

تو شوی مغرور بر حلم خدا ۔۔۔ دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

ایک روز اسلام خان نے بہاول خان مرحوم کا قول حضرت قبلہ کے سامنے نقل کیا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ جب کہ میں حضرت قبلہ جیسا کامل و مکمل شیخ رکھتا ہوں جو کام اور جیسا عمل بھی میں کروں مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تمام پیروں اور مشائخ کے سردار آنسرور کائنات وخلاصہ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات ہیں۔ آپ اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کرتے تھے کہ میری مثال اس شخص کی ہے جو کسی موضع میں آتا ہے اور اس کے رہنے والوں کو دشمنوں سے ڈراتا ہے۔ جس شخص نے اس کو سچا جان کر اس کی اطلاع پر اعتبار کر کے گوشۂ عافیت اختیار کیا وہ دشمنوں کی شر سے محفوظ ہوگیا۔ اور جس نے اس کو جھوٹا جان کر اس کے کہنے کے مطابق عمل نہ کیا۔ وہ دشمن کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہوا۔ وما علینا الا البلاغ المبین ہمارا کام اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ہم احکام شرع یعنی امر و نواہی کو کھول کھول کر بیان کردیں جس نے ان کو صدق دل سے قبول کیا۔ اور ان پر عمل کیا وہ نفس و شیطان کے شر سے اور دنیا کی رسوائی اور عذاب آخرت سے نجات پاگیا۔ اور جس نے جس قدر ان احکام کے ماننے

اور ان پر عمل کرنے میں کوتاہی کی اسی قدر وہ نفس و شیطان کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر دونوں جہانوں کے عذاب میں مبتلا ہو گیا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں۔ تو دوسرے کسی کا کیا مقام ہے ہر کسی کو شریعت کی تابعداری کے مطابق ہی نفع حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر سعادتِ دارین کا حاصل ہونا از قبیلِ محلات ہے۔

ایک سال جب ملک سنگھڑ میں ٹڈی دل آیا اور دامنِ کوہ میں انڈے دے کر چلا گیا، تو کچھ دنوں کے بعد ان انڈوں میں سے بچے نکلنا شروع ہوئے جنہوں نے کھیتی اور سبزہ کو کھانا شروع کیا۔ زارعین نے حضرت قبلہ کی جناب میں دعا کے واسطے بہت زاری کی کیونکہ اس سے پہلے ٹڈی لوگوں کی مزروعات اور گھاس وغیرہ کو کھا کر چلی گئی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ میری طرف سے حضرت قبلۂ عالم کے ایصالِ ثواب کے لئے ایک آثار خشک میوہ خیرات کیا جاوے امید ہے کہ میرے شیخ کی برکت سے مصیبت ٹل جائے گی۔ اور کھیتی کو اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ حاضرین نے منظور کیا۔ اور زارعین میں سے جو کوئی حضرت قبلہ کے پاس آ کر نذر مذکور مقرر کر جاتا، وہ جس کسی کی کھیتی میں سے گزرتا حکم الٰہی سے اس کھیتی کا کچھ نقصان نہ ہوتا۔ اس کے بعد وہ ٹڈی چلی گئی اور سوائے گھاس کھانے کے کسی شخص کی زراعت کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ لیکن جس شخص نے اپنے آپ دعا سے مستغنی رکھا۔ اس کی کھیتی کو ختم کر دیا۔ ایک روز حضرت شیخ نے زراعت کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ گرامی

خوردہ ہے۔ پس اس کی تکریم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور نیچے اتر کر اس کے پاس آیا۔ اور کہا کہ خیر تو ہے اس وقت آنے کا کیا سبب ہے۔ کہنے لگا کہ میں اپنے گلے میں پگڑی ڈال کر عرض کرتا ہوں کہ محمد یعقوب کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ اسے فرزند عطا فرماویں۔ نیز خان موصوف ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ جس وقت میرا باپ محمد صادق خان مرحوم فوت ہوا تو گھر میں پیسہ روپیہ سے زیادہ کچھ موجود نہ تھا اور اپنے باپ کی مسند پر بیٹھنے اور اس کی قائم مقامی اور ہمیشہ کامرانی کے حاصل ہونے کو خدا تعالیٰ اور محمد یعقوب کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اور چونکہ محمد یعقوب کو بھی خان موصوف کی شفقت و مہربانی پر کلی اعتماد تھا۔ اس لئے آخر کار کچھ روز قید خانہ میں مبتلا ہوا اور مارا گیا اور کسی غیر معلوم جگہ دفن کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ جس جگہ پہلی دفعہ دفن کیا گیا وہاں سے خان موصوف کے حکم سے نکال کر جب خان موصوف کے سامنے لایا گیا۔ تو اس نے گالیاں دیں اور اسے نمک حرام بتلایا اور حکم دیا کہ اسی جگہ دوبارہ دفن کر دیا جائے۔ اسی طرح اور بہت سی حکایات مشہور ہیں۔

فرمایا کہ بہادل خان کالاں مرحوم یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اہل دنیا عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں وہ جھوٹا ہے کیونکہ وہ تو ہر وقت خائف اور ترساں ہی رہتے ہیں حتیٰ کہ کھانے پینے اور سونے میں بھی انہیں ڈر لگا رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے کیونکہ بعض اوقات ان کے اپنے خواص سے ہی بے وفائی ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ دلا

خان اپنے خاص مصاحبین کے ہاتھوں مارا گیا۔

نیز فرمایا کہ بہاول خان کلاں مرحوم نے کسی وجہ سے حضرات صاحب زادگان مہاردی کی جاگیر ضبط کر لی، حضرت قاضی صاحب (محمد عاقل) اور حضرت حافظ صاحب (محمد جمال) نے اس فقیر سے کہا کہ تم خان موصوف کے پاس جا کر حضرات صاحب زادگان کے معاملہ میں کوشش کرو اور نرمی سے کام نکالو۔ اس فقیر نے کہا کہ دولت مندوں کے ساتھ نرمی مجھ سے تو ہرگز نہیں ہو سکے گی اس لئے آپ صاحبان ہی چلے جائیں۔ آخر کار اتفاق رائے سے اس فقیر کا ہی وہاں جانا قرار پایا۔ چونکہ خان موصوف اپنے پرچہ نویسوں اور مخبروں کی اطلاع دینے سے اس واقعہ سے مطلع ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے تمام عہدہ داروں کی طرف حکم جاری کیا کہ جہاں جہاں سے یہ فقیر گزرے اس کی خاطر تواضع کی جاوے۔ چند مراحل طے کرنے کے بعد ہزارہ والا پر ٹھہرنے کا اتفاق ہوا اس جگہ کے کاروار نے خدمت گزاری میں حتی الامکان بہت کوشش کی صبح سویرے وہاں سے سوار ہو کر چلے اسی روز خان مذکور موضع دلاور سے سوار ہو کر فقیر کی ملاقات کے واسطے احمد پور آ پہنچا، جب فقیر کے قریب آ کر بغل گیر ہوا تو باوجودیکہ جانبین کا لباس درمیان میں تھا۔ پھر بھی مجھے اس کے بدن کی حرارت معلوم ہوئی۔ نیز اس کا چہرہ بھی متغیر تھا۔ اور اس کے ہونٹوں اور دانتوں پر گرد جمی ہوئی تھی، جب مکان پر واپس آیا تو میں نے مولوی عوض بخش سے۔ جو کہ اس کا محرم راز تھا۔ پوچھا کہ کیا خانصاحب کی حالت ہمیشہ اسی طرح

پر حملہ کر دیا چور مر گیا اور اس کی تلوار بھی قبضہ میں کر لی اور صحیح سلامت اپنے گھر پہنچ گیا اس کے بعد فرمایا کہ حق تعالیٰ کے غیر کا بھروسہ حادث ہے کیوں کہ اغیر حق تعالیٰ خود حادث ہے، اور حادث اور باقی ایک دوسرے کی ضد ہیں، اس لئے حادث اس قابل نہیں ہے کہ اس پر بھروسہ کیا جائے۔ اور جس نے کسی حادث اور فانی پر بھروسہ کیا، اس سے التجا کی اور اس پر اعتبار کیا اس نے ذلت اختیار کی اور نقصان اٹھایا، چنانچہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا قصہ مشہور ہے، چونکہ آپ نے غیر حق تعالیٰ پر تکیہ کیا تھا اس لئے غیرت کی وجہ سے حق سبحانہ، وتعالیٰ نے سات سال تک اور آپ کو قید خانہ میں رکھا اور یہ بھی ثابت ہے خواص کا فی الفور مؤاخذہ کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو اس سبب سے کہ آپ نے ایک غلام کو اپنی ماں سے الگ کر کے بیچا تھا اپنے فرزند حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے فراق کا مزہ چکھایا۔ اسی طرح ایک صاحبِ نسبت بزرگ کا واقعہ ہے کہ ان کے گھر اور مسجد کے درمیان راستہ میں ایک کتیا نے بچے دیئے تھے۔ اور لوگوں کو تکلیف پہنچاتی تھی، انہوں نے حکم دیا کہ جس وقت یہ کتیا ادھر اُدھر پھرنے کے لئے یہاں سے اٹھ کر جائے ان بچوں کو اٹھا کر کسی اور جگہ رکھ دیا جائے چنانچہ جب کتیا چکر لگا کر اپنی جگہ پر پہنچی تو اپنے بچوں کو وہاں نہ دیکھا حیران ہو کر چیختی چلاتی ہوئی ادھر ادھر دوڑنے لگی۔ چونکہ حق سبحانہ، وتعالیٰ عادل اور غیور ہیں۔ اس لئے اسی وقت اس درویش کے بیٹے کو لوگوں کی نظر سے اوجھل کر دیا، اس سبب سے اس درویش کو بہت بیقراری اور

پریشانی ہوئی اور حق تعالیٰ کی جناب میں بیٹے کے واسطے بہت بہت عاجزی اور زاری کی۔ حق تعالیٰ کی جناب سے عتاب نازل ہوا کہ تم نے کتیا کے بچوں کو کیوں دور کرایا اور اس پر رحم نہ کیا تاکہ اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوتے۔ پس اس نے شرمندہ ہو کر بچوں کو کتیا کے پاس بھجوا دیا، اسی وقت ان کا لڑکا بھی مل گیا۔ مؤلف کہتا ہے کہ میرے شیخ کا یہ کلام اس حدیث مبارک کے معنی پر دلالت کرتا ہے کہ ارحموا ترحموا (رحم کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ) جس وقت مصاحبین کو وزراء امراء کی شفقت و مراعات پر اعتماد ہوتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں کوئی نہ کوئی خرابی پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ بہاول خان کلاں مرحوم کے متعلق ذکر کرتے ہیں کہ رات کے وقت دو امیر جو کہ نواب کے بہت خیر خواہ تھے۔ آگ جلاتے تھے اور نواب صاحب سوتے تھے۔ آخر کار اس سبب سے کہ انہوں نے غیر خدا پر بھروسہ کیا تھا۔ ایسی خرابی دیکھی کہ عرصہ دراز تک قید میں رہے اس کے بعد قتل کر دیئے گئے اور ایسی جگہ دفن کئے گئے کہ ان کی قبر کا کسی کو نشان تک معلوم نہیں اور اس کے بعد تقصیر کوئی۔ جو کہ نواب صادق محمد خان کے خاص امراء میں سے تھا۔ بھی گردش ایام کی مدد ہو گیا۔ اس نے بھی نواب موصوف کے ہاتھوں موت کا پیالہ نوش کیا۔ اور اس کی قبر کا بھی کسی کو علم نہیں ہے۔

نیز خود بارہا رات کے وقت میں ایک جگہ ایک بلند مکان کے اوپر بیٹھ کر وظیفہ پڑھ رہا تھا۔ اچانک ایک شخص اس مکان کے نیچے کھڑا ہوا دیکھا۔ اس سے اس کا پتہ پوچھا کہنے لگا کہ آپ کا غلام ہوں۔ میں سمجھ گیا کہ بہاول خان

اور وہ بات یہ ہے کہ تمہارے باپ صادق محمد خان مرحوم نے اپنے امیر نصیر کو رہنج کو قاضی محمد عاقل رح کی ممانعت کے باوجود اور ان کے شہر احمد پور میں موجود ہوتے ہوئے قتل کرا دیا تھا۔ حالانکہ قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ قرآن شریف کا پڑھنا پڑھانا بند کر کے امیروں کے ملک سے اسے لائے تھے۔ اور خان مذکور کو اس کے قتل کرنے سے منع بھی کر دیا تھا۔ لیکن تم نے شیخ محمد مقبول و شیخ نور محمد کو میرے آنے سے پہلے ہی قتل کرا دیا۔ ممکن ہے میں پہلے پہنچ جاتا اور تم کو منع کرتا۔ لیکن تم سے یہ فعل سرزد ہو جاتا اور میں اگر حضرت قاضی صاحب کے برابر صبر و تحمل سے کام لیتا تو ٹھیک تھا۔ ورنہ میں ہی نقصان اٹھاتا۔ اور نقصان اس طرح اٹھاتا کہ ایک امیر ایک اہل دل کا مرید تھا۔ اتفاق سے اس کا بڑے سخت دشمن سے مقابلہ ہوا۔ اس پر فتح پائی اور اس کو قتل کر دیا اور تمام ملک پر قابض ہو گیا۔ حاسدوں کے کہنے سے اس درویش کی جلاوطنی کا حکم صادر کر دیا۔ چنانچہ وہ درویش اپنے کنبہ کے ہمراہ ایک طرف چل دیا۔ تقدیر الٰہی سے کسی نے اس امیر سے کہا کہ یہ درویش آپ کے پیر و مرشد تھے۔ اور محل امانت تھے۔ ممکن ہے بہت سی قیمتی چیزیں اور امانتیں بھی اپنے ساتھ لے جا رہے ہوں۔ یہ سن کر اس نے فوج کو حکم دیا جس نے راستہ میں جا کر ان کو گھیر لیا اور ان کو لوٹنا شروع کیا۔ وہ درویش سواری سے نیچے اتر آئے اور خاموشی اور صبر سے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ ان کی تین چار سال کی لڑکی ان کے سامنے کھڑی تھی جب ایک شخص نے اس لڑکی کے کانوں سے گوشوارہ کو زور سے کھینچا تو اس نے بے اختیار چیخنا چلانا شروع کیا پس اس درویش نے صبر و سکوت کو توڑ دیا۔ اور

اپنی شہادت کی انگلی زمین میں گاڑ دی - انگلی گاڑتے ہی نہ وہ لٹیرے لشکری باقی رہے اور نہ وہ بادشاہی رہی لیکن اس (عدم تسلیم و رضا اور ظہور کرامت کی) وجہ سے وہ درویش اپنے پہلے مرتبہ سے گر گیا اور بہت مدت کے بعد اس رتبہ پر فائز ہوا - اس کے بعد فرمایا کہ کوئی درویش ایسا نہیں ہے جس نے ان (دنیاداروں) سے دوستی کی ہو اور افسوس سے آخر کار اپنی انگلیوں کو دانتوں سے نہ کاٹا ہو۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جس کسی نے عہدۂ قضا اختیار کیا اس کو قضا آئی کیونکہ اس زمانہ میں یہ کام نقصان سے خالی نہیں ہے، اس کے بعد حکایت بیان فرمائی کہ اس شہر میں فقیر کے آنے سے قبل ایک عالم میاں محمود نامی رہا کرتے تھے جن کے پاس لوگ شرعی مقدمات کے فیصلہ کے لئے آیا کرتے تھے - ایک روز ایک شخص نے خواب میں ان کو قضا کے کام سے منع کیا - انہوں نے اپنی مہر توڑ دی اور قضا سے توبہ کی۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ موسم سرما میں بہت امراض پیدا ہوتے ہیں جیسے زکام، نزلہ اور دوسرے صفراوی امراض، اس لئے اس موسم کو ام الامراض کہتے ہیں نیز فرمایا کہ موسم سرما میں روئی دار کپڑے سردی سے بچنے کے لئے بہت مفید رہتے ہیں جیسے روئی دار جبہ، صدری اور لحاف وغیرہ ان کے بعد اونی کپڑوں کا درجہ آتا ہے - نیز فرمایا کہ موسم سرما میں آگ کی بھی قدر ہوتی ہے - اور یہ حدیث شریف زبان مبارک سے بیان فرمائی اَلنَّارُ فِی الشِّتَاءِ خَیْرٌ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے رات دن کو پیدا فرمایا اگر ہمیشہ رات ہی رہتی تو مخلوق عاجز آجاتی اور اگر

رہتی ہے۔ یا کہ آج ہی یہ حال بنایا ہے، کہنے لگا کہ کل جبکہ جناب کی احمد پور میں تشریف آوری کی خبر پہنچی۔ عشاء کے بعد سوار ہو کر وہاں سے جناب کی زیارت کے واسطے روانہ ہوا۔ جب چاہ مردانہ پہنچا تو اچانک شاہی فوج کے خراسان سے اس طرف کوچ کرنے کی اطلاع پہنچی، خان صاحب کھانا کھانے بیٹھے تھے۔ پروانہ پڑھتے ہی ان کے مزاج میں تغیر پیدا ہوا اور یہ ہیئت ہو گئی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر دنیادار عیش و کامرانی میں ہوویں اچانک ان پر غم و الم کا پہاڑ گر پڑے تو تمام لذت کو بھول جاتے ہیں۔ لیکن جو مردِ درویش کی عیش و عشرت ہے وہ لازوال ہے۔ پھر فرمایا کہ جب دوسری دفعہ خان موصوف حقیر کی ملاقات کے لئے آیا۔ تو بات چیت کے بعد حضرت قاضی صاحب محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر کی تنگی کا ذکر کرنے لگا اور کہا کہ تم دعا کرو کہ ان کے لنگر کی تنگی دور ہو جائے۔ میں نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا۔ ؎

جہاں پُر سماع است و مستی و شور
لیکن چہ بیند در آئینہ کور

جب اس نے یہ شعر پڑھا تو اٹھ کر چلا گیا اور مولوی غوث بخش سے کہنے لگا کہ مجھے اس درویش کی جلالی طبیعت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ اور ایک ہیبت سی طاری ہوتی ہے جو کچھ ان کا مقصد و مدعا ہے اس کو پورا کرو تاکہ خیریت سے یہاں سے چلے جاویں۔ چنانچہ ہم اپنا مقصد پورا کر کے خانقاہ مبارک پر واپس پہنچ گئے۔

ایک روز خان صاحب محمد بہاول خان نے خانقاہ مبارک (بہار شریف)

پھر میرے حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز سے ملاقات کی اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت قبلہ اس کو قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر لے گئے اور ان کے وسیلہ سے دینی و دنیاوی حاجات کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کو دستار عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔ جب حضرت صاحبزادہ میاں نور احمد صاحبؒ کے حجرہ میں جملہ صاحبزادگان کے پاس آکر بیٹھے تو بہادل خان بھی وہاں حاضر ہوا اور قدم بوسی کے بعد حضرت صاحبزادہ میاں غلام نبی صاحبؒ کی تعزیت کی۔ حضرت قبلہ نے صاحبزادگان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ جب قوم مہاراں نے میاں عبدالصمد صاحب شہیدؒ کو دشمنی کی وجہ سے شہید کر دیا۔ باوجودیکہ بہادل خان کلاں مرحوم حضرت قبلۂ عالم کے مریدین میں سے تھا۔ اور اس کا لشکر بھی دو تین میل کے فاصلہ پر مبارک پور میں بیٹھا تھا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا۔ دراصل حضرت قبلہ عالم ہی کا تصرف تھا۔ لیکن ظاہری سبب یہ تھا کہ گروہ علماء نے کمر ہمت باندھ کر ان نابکاروں کو باوجودیکہ وہ ہزار کے قریب تھے جنگ کر کے علاقہ سے باہر نکال دیا۔ ورنہ ان بدبختوں کا ارادہ تو یہ تھا کہ صاحبزادگان میں سے کسی چھوٹے بڑے کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس حکایت کے بیان کرنے میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اس سے قبل صاحبزادگان نے علماء کے معاملہ میں کچھ کوتاہی کی تھی۔ اس کے بعد خان صاحب موصوف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ایک بات کی وجہ سے میرے دل میں تمہاری کیا مقبولیت ہے جس کی وجہ سے تمہارا ہر ناشائستہ کام بھی جو تم سے صادر ہوتا ہے برداشت کیا جاتا ہے۔ آئندہ بھی امید ہے کہ تم اس مقبولیت کو برقرار رکھو گے

ہوتی ہے اس لئے زمین پر قرار نہیں پکڑتی نیز فرمایا کہ اگر کوئی دنیادار فقیر کے پاس نہیں آتا۔ تو اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔ اس کا فقیر کے پاس نہ آنا بال برابر بھی وقعت نہیں رکھتا۔ چنانچہ سعدی علیہ الرحمت نے اپنی کتاب میں حدیث نقل کی ہے۔ کہ

اذا رایت الامیر بباب الفقیر فنعم الامیر و اذا رایت الفقیر بباب الامیر فبئس الفقیر

یعنی اگر تم امیر کو فقیر کے دروازہ پر دیکھے تو اس بات کو عمدہ جان اور امیر بہت خوب ہے اور اگر کسی فقیر کو امیر کے دروازہ پر دیکھے تو جان کہ وہ نہایت برا فقیر ہے۔

نیز فرمایا کہ خیر محمد خان پرجانی نے حضرت قبلہ عالم مہاروی کو درویشوں کے اخراجات کے واسطے جاگیر دی تھی، بعدہٗ اس جاگیر کو بہاول خان کلاں مرحوم نے ضبط کر لیا، لیکن حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے اپنی زندگی میں اس کی بالکل کوئی پرواہ نہ کی۔ اور جاگیر کے ضبط ہونے کی وجہ بیان فرمائی کہ مولوی سکندر اور دوسرے علماء کسی شرعی مقدمہ کے انفصال کے لئے بہاول خان کے پاس گئے۔ خان موصوف نے مقدمہ کا فیصلہ کرنے میں دیر لگا دی اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ ایک اور عالم میرے پاس بھیج دیں جو کہ ان علماء کے ساتھ گفتگو کرے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے جواب میں لکھا کہ میرے پاس کوئی ایسا عالم نہیں ہے۔ جو کہ علماء کے ساتھ بات کرے۔ اور تم پر شریعت کی فرمانبرداری واجب ہے۔ جو کچھ علماء شرعی حکم دیں اس پر عمل کیجئے کیونکہ تم اکبر اعظم سے بڑے نہیں ہو کہ اکبر اعظم کو بھی علماء کے حکم سے شریعت کی پابندی کرنا پڑی۔ اور تم منصور سے زیادہ بزرگ نہیں ہیں کہ انہوں نے بھی شریعت کو مانا اور سولی پر لٹک گئے اس لئے تم شریعت سے ہرگز اعراض نہ کریں جب یہ جواب پہنچا تو خان مذکور نے

حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی جاگیر کو بند کر دیا لیکن انہوں نے اس کی واگزاری کے واسطے ذرہ بھر بھی کوشش نہ کی۔

نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت صاحب زادگان اور حضرت حافظ صاحب محمد جمال ملتانی اور حضرت قاضی صاحب محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہما نے اس فقیر کو جاگیر مذکور کی واگزاری کے واسطے خان موصوف کے پاس بھیجا، جب ہم نے خان موصوف سے ملاقات کی تو خان موصوف نے کہا کہ ہم بھی حضرت قبلہ عالم سے ارادت رکھتے ہیں، ہم نے اس کے جواب میں کہا۔ کہ ہم کو تمہاری ارادت کی کوئی علامت اور نشانی نظر نہیں آتی اور یہ مثال بتلائی کہ جس طرح آگ جلائی جاتی ہے وہاں سے دھواں اٹھتا ہے۔ اگر تم کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے ارادت ہوتی تو اس کی علامات بھی ظاہر ہوتیں۔ اس کے بعد خان موصوف نے جاگیر مذکور کو واگزار کر دیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب اہل دنیا کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے۔ تو پیرزادوں فقیروں کے پاس دوڑتے ہیں اور ان کے سامنے تضرع و زاری کرتے ہیں ورنہ نہیں آتے۔ غرورِ دنیا کی وجہ سے خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے تعلق اور بیزار رہتے ہیں بلکہ دل ہی دل میں اپنی الوہیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور کسی کو بھی اپنے برابر نہیں سمجھتے۔

نیز فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ دنیاداروں میں سے کوئی شخص اپنی الوہیت کا دعویٰ کھلے طور پر نہیں کرتا۔

نیز فرمایا کہ دنیادار سفید چشم اور بے وفا ہوتے ہیں۔ اور اسی کے سبب

ہمیشہ دن ہی رہتا تو بھی مخلوق پریشان ہو جاتی۔ دن بھر مخلوق خدا اپنے کام کاج میں مشغول رہتی ہے اور رات کے وقت آرام کرتی ہے کقولہٗ تعالیٰ۔

ومن رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون (اور اس کی مخلوق پر رحمت و مہربانی میں سے ایک یہ بات بھی کہ اس نے تمہارے واسطے رات اور دن کو پیدا کیا تاکہ تم رات کو آرام کرو اور دن میں اس کا فضل (پاکیزہ روزی) تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔)

حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز نے میاں محمد یار باغبان سے پوچھا کہ میاں نقی محمدؐ کے بیٹے کا کیا حال ہے۔ نماز روزہ ادا کرتا ہے یا نہیں۔ میاں مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! اس نے نماز روزہ چھوڑ دیا ہے اور کارِ معاش میں مشغول ہے۔ نیز ایک لڑکی کے عشق میں مبتلا ہے۔ یہ بات سننے کے بعد فرمایا کہ سبحان اللہ حق تعالیٰ کی کیسی قدرت ہے۔ کہ کافروں سے پیغمبر پیدا ہوتے ہیں اور پیغمبروں سے کافر۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

پسرِ نوح با بداں بنشست
خاندانِ نبوتش گم شد

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے قصص کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ قوم لوط علیہ السلام کا قصہ ہے کہ بعض ذلیل لوگ لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کیا کرتے تھے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس کی وجہ سے ساری قوم کو ہلاک کر دیا اور آلِ لوط کو امان دی اور حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ السلام کا قصہ ہے کہ انہوں نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو دعوت دی۔

لیکن قوم ہر روز ان کو (اس کی پاداش میں) سنگسار کرتی تھی اور جبرئیل علی انبیاء و علیہ السلام ان کو پتھروں کے نیچے سے نکالتے تھے جب آپ نے دیکھا کہ میری قوم دعوتِ دین کو قبول نہیں کرتی بد دعا فرمائی حق عزوجل نے طوفان نازل فرمایا اور ساری قوم کو غرق کر دیا۔ اسی طرح حضرت صالح علی انبیاء و علیہ السلام و حضرت ہود علی نبینا علیہ السلام نے اپنی قوم کو برے کاموں سے منع کیا لیکن جب ان کی قوم تباہی کے ارتکاب سے باز نہ آئی تو حق جل و علا نے کافروں کو تو ہلاک کر دیا مگر مومنوں کو اس عذاب سے محفوظ رکھا ہے

ہو گرد مومناں خطے کشید
ہر دمے شد باد چوں آنجا رسید

یہ سارے قصے قرآن شریف میں اس لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مناہی اور معاصی کے ارتکاب سے دور رہے اور اوامر کی تعمیل اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ظاہراً و باطناً کوشش کرے اور حق عزوجل کی بارگاہ کی مقبولیت و محبوبیت حاصل کرے چنانچہ قرآن شریف میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ اگر تم خداوند تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اخلاق و آداب و عبادات و عادات میں تاکہ تم کو اللہ تعالیٰ دوست رکھے۔

فرمایا کہ دنیا داروں کی آشنائی پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے کہ ان کی دوستی حادث ہے جس کے لئے بقاء و قرار نہیں ہے۔ جیساکہ کنواں کی کڑی بغیر پاؤں کے

حکایت بیان فرمائی کہ میاں محمد یار منشی کا باپ مسو خان کا ملازم تھا اور خان مذکور اس کو اپنا بیٹا کہا کرتا تھا جب کسی معاملہ کی انجام دہی کے واسطے اس کو کہیں باہر بھیجتا اور وہ کوئی کام سر انجام دے کر واپس آتا تو خان مذکور سات روز تک خوشی مناتا کہ میرا بیٹا خیریت سے واپس آگیا ہے۔ اس قدر اس پر لطف و کرم کرتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہم نے سنا کہ خان مذکور نے میاں محمد یار منشی کے والد کو درخت اراک پر لٹکا کر ہلاک کر دیا ہے۔

فرمایا کہ مولانا روم قدس سرہٗ نے اہل دنیا کو خوب طریقہ سے یاد کیا ہے فرماتے ہیں ؎

اہل دنیا چہ کہین وچہ مہین
لعنت اللہ علیہم اجمعین
اہل دنیا چہ سگِ دیوانہ اند!
دورِ شو زیشاں کہ بس بیگانہ اند
چیست دنیا سر بہ سر بے سر شدن
در پئے آں کو لخن چوں خر شدن

یعنی دنیاداروں کی مثال گدھے کی ہے جو کہ بوجھ کو پیٹھ پر اٹھاتا رہتا ہے۔ اسی طرح اہل دنیا، دنیا کی طلب میں (جو کہ نجاست اور گندگی کے بوجھ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔) ہمیشہ حیران اور سرگردان رہتے ہیں، قناعت نہیں کرتے اور دنیا کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ آخر کار دنیا کو چھوڑ کر خالی ہاتھ یہاں سے جاتے ہیں

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جس کسی کی قسمت میں کوئی چیز ازل

میں لکھی گئی ہے۔ وہ اس کو پہنچ کر رہتی ہے۔ اگر قسمت میں نہ ہو تو نہیں ملتی چنانچہ سلطان سکندر کی قسمت میں آبِ حیات نہ تھا کوشش کے باوجود نہ ملا حالانکہ حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہ السلام کو اپنا رہبر بنایا تھا۔ اور انہوں نے بھی سکندر کو پانی پلانے کی بڑی کوشش کی تھی۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ حکم الٰہی اسی طرح تھا کہ سلطان سکندر آبِ حیات نہ پیوے اور اسی طرح تشنہ لب لوٹ آئے۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا ہے

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

"تہیدستانِ قسمت" سے مراد وہ لوگ ہیں۔ کہ اعیانِ ثانیہ میں جن کے حق میں کفر لکھا گیا ہے وہ دنیا میں کافر ہی رہیں گے، توحیدِ ایمانی اور توحیدِ علمی سے خالی و محروم ہوں گے اور انبیاء و اولیاء کے دیکھنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے سے بھی ان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ انبیاء اور اولیاء کے ساتھ دشمنی کریں گے۔ جیسا کہ ابوجہل نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی اور نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ساتھ اور فرعون بے عون نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ساتھ عداوت رکھی مگر ایسے لوگ جو انبیاء اور اولیاء کے ساتھ دنیا میں عداوت رکھتے ہیں آخرکار ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کو نہایت حسرت ہوگی کہ انہوں نے دنیا میں انبیاء اور اولیاء کے ساتھ دوستی کیوں نہ کی تاکہ ان کی دوستی ہم کو دوزخ کے عذاب سے نجات دیتی۔

فرمایا کہ اہل دنیا کی نوکری کرنا بہت برا ہے اور دنیا داروں کے معاملہ میں دخل دینا اس سے بھی زیادہ برا ہے چنانچہ اگر کوئی کسی دنیا دار کی طرف سے مخلوق خدا پر حاکم بنایا جائے اور وہ مخلوق پر اپنا حکم چلائے اور دنیا داروں کی رعایت کرتے ہوئے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پس پشت ڈال دے اور ظلم و تعدی سے مال حاصل کرے اور وہ مال اپنے دنیا دار حاکموں کے پاس لے جاوے تاکہ وہ دنیا دار اس سے خوش ہووے اور اس کو اپنا خیر اندیش بتلا دے اور بہت لائق کہے۔ اور اسی قسم کے مخلوق خدا پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے تو حق تعالی اسی دنیا دار حاکم کو اس پر مسلط فرمائیں گے کہ وہی اس ظالم کو خوار و برباد کر دے گا۔ اس پر آپ نے یہ حدیث مبارک بیان فرمائی۔

مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا فَقَد سَلَّطَهُ اللّٰہ تعالی علیہ

جس کسی نے ظلم کی اعانت کی اللہ تعالی نے اسی ظالم کو اس پر مسلط کر دیا۔

نیز فرمایا کہ حق تعالی کی ذکر ہی کرنی چاہیئے یعنی حق سبحانہ و تعالی کی عبادت تمام کاموں سے بہتر ہے کیونکہ اگر کوئی شخص حضرت حق عزوجل کی جناب میں متوجہ ہووے اور چل کر جاوے تو حق جل و علا اس کی طرف دوڑ کر آتے اس پر یہ حدیث قدسی ارشاد فرمائی۔

من اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ

یعنی حق عزوجل فرماتا ہے کہ اگر کوئی میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ غیبت کرنا چوری کرنے سے زیادہ برا ہے۔ کیوں کہ چوری کرنے سے تو چور چوری کی ہوئی چیز سے کچھ فائدہ بھی اٹھاتا ہے۔ لیکن غیبت میں کوئی ظاہری فائدہ بھی نہیں بلکہ غیبت کرنے والے کے تمام اعمال نیک برباد ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیبت کرنے سے منع فرمایا کہ غیبت کرنے سے تمہارے تمام اعمال حبط ہو جائیں گے اور تم کو معلوم بھی نہ ہوگا۔ کقولہ تعالیٰ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ یعنی چاہیے کہ تم میں سے بعض لوگ دوسروں کی غیبت نہ کریں (اور غیبت یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے کہ اگر وہی بات اس کے منہ پر کہی جائے تو اس کو سخت غصہ و لائے) پس حق تعالیٰ غیبت کی برائی ظاہر کرنے کے واسطے مثال بیان فرماتے ہیں کہ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے۔ کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے درآنحالیکہ وہ مردہ ہووے بلکہ تمہارا نفس اس بات کو مکروہ جانتا ہے اور تم مردہ بھائی کا گوشت نہیں کھاتے ہیں جس طرح کہ مردہ کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہو اسی طرح غیبت کرنے سے بھی پرہیز کرو۔ قطعہ

آں کس کہ بہ سوئے غیبت افراختہ است

او از تن مردگان غذا ساختہ است

واں کس کہ بہ عیب خلق پرداختہ است

ناداں است کہ عیب خویش نشناختہ است

نیز فرمایا کہ فقرا کا کام یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے سے اچھا سمجھا جائے

اور اس کے واسطے دعا کی جاوے اور یہ بھی فرمایا کہ جو کام حق تعالیٰ کرتے ہیں اس میں مخلوق کی بہتری ہی ہوتی ہے اور نقصان کی نسبت نفع زیادہ ہوتا ہے (اور جو بظاہر نقصان معلوم ہوتا ہے۔ اس میں بھی حقیقۃً نفع ہی ہوتا ہے) یہ اس لئے کہ اس ذات پاک کا کوئی کام عبث نہیں ہے۔ اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربان ہیں اور ارحم الرحمین ہیں۔

فیض فرمایا کہ قرآن مجید کی قسم نہ کھانی چاہیئے کیونکہ یہ نامردوں اور بے وقوفوں کا کام ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ انسان تو صرف انبیاء اور اولیاء ہی ہیں، دوسرے سب چارپائے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں، اس پر آپ نے یہ آیت مبارک پڑھی اولئک کالانعام بل ھم اضل نیز فرمایا کہ درویش کے واسطے خرچ کرنا بہت آسان ہے کیونکہ اسے دنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی اور دنیاداروں کے واسطے مال کا خرچ کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور اگر کوئی دنیا کے ساتھ محبت رکھتا ہو اور باوجود اس کے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں خرچ بھی کرتا ہو وہ بہت بلند ہمت شخص ہے پھر یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

یعنی خدا کی راہ میں خرچ کرنا اور مخلوقِ خدا کے ساتھ تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آنا درویش کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ یہ اس کی فطری

عادت ہوتی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

السعیدُ سعیدٌ والشقی شقیٌ فی بطن اُمّہ

(نیک بخت اپنی ماں کے پیٹ سے نیک بخت ہوتا ہے اور بدبخت اپنی ماں کے پیٹ سے بدبخت پیدا ہوتا ہے۔)

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ درویش متوکل کو کوئی حرام چیز نہیں بھجوانے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ، ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیئ قدرا۔ (جو کوئی بھروسہ کرے اللہ کی ذات پر، اللہ نکال دے اس کے لئے کوئی راہ اور اس کو روزی پہنچائے وہاں سے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر، اللہ اسے کافی ہو رہے تحقیق اللہ اپنی بات پوری کرنے والا ہے۔ اور اس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہوا ہے)

چنانچہ شیخ عطارؒ نے فرمایا ہے سے

ہر توکل گر بود فیروز بیت

حق دہد مانندِ مرغان روزیت

اسی طرح قرآن مجید میں حضرت زکریا علیٰ نبینا و علیہ السلام کا ذکر آیا ہے کہ آپ بی بی مریم نبینا و علیہ السلام کے پاس گئے تو ان کے پاس طعام دیکھا کہنے

لگے کہ تمہارے پاس یہ طعام کہاں سے آیا۔ بی بی صاحبہ نے جواب دیا۔ کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔

فتبعہٗ فرمایا کہ اللہ کا عشق عجب نعمت ہے۔ جس کسی کو نصیب ہوا اس نے دونوں جہانوں سے ہاتھ جھاڑ لیا۔ چنانچہ مولانا رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ ؎

عاشقاں را شادمانی نیز غم اوست — مزد کار و اجرت خدمت ہم اوست

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت — ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

اس کے بعد آپ نے ہندی کا یہ مصرعہ ارشاد فرمایا ؎

"بہت گھڑیا ندی تول دہانی ملیندی تھرا نجیے داجہانا"

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے صاحبزادہ خیر محمد صاحب کو دعا دی کہ حق تعالیٰ تم کو علم باعمل نصیب فرمائے کیونکہ عمل کے بغیر علم کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے۔

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ فَھُوَ عَالِمٌ وَمَنْ لَمْ یَعْمَلْ بِمَا عَلِمَ فَھُوَ جَاھِلٌ

جس نے اپنے علم پر عمل کیا وہ تو عالم ہے اور جس نے اپنے علم پر عمل نہیں کیا وہ جاہل ہے۔

اور حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے ؎

علم ہر چند بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانش مند
چار پائے بر و کتابے چند

ایک روز شادی بیاہ کے بارہ میں بات چلی آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اس کارِ خیر کا ارادہ کرتا ہے وہ بہت خوش خرام ہوتا ہے۔ لیکن نکاح کر لینے کے چند روز بعد حیران و پریشان ہو جاتا ہے، ایک شخص آپ کے سامنے بیٹھا تھا جس کا بہت برا حال تھا۔ حضرت خواجہ نے اس کی طرف نظر شفقت سے دیکھا اور فرمایا کہ اس شخص کو دو شادیوں نے خوار و پریشان کر دیا ہے یعنی اس نے دو عورتوں کے ساتھ نکاح کیا ہے اس وجہ سے پریشان کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

غم فرزند و نان و جامہ و قوت
بازت آرد ز سیرتِ ملکوت
شب چو عقدِ نماز بر بندم!
گویم چہ خورد بامداد فرزندم

اس لئے سالک کے واسطے مجرد رہنا بہت اچھا اور غنیمت ہے بہ نسبت عیالداری کے کیونکہ خانہ داری سالک کے واسطے بہت مشکل

کام ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مقولہ ہے بقول حدیث

النکاح سرور شہر غموم دھرٍ و کسر ظھرٍ و لزوم مھرٍ

(یعنی نکاح ایک مہینہ کی خوشی اور عمر بھر کے واسطے غم دینے والی چیز ہے اور پیٹھ کو توڑنے والی اور مہر کو لازم کرنے والی چیز ہے)

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ہم حضرت مولانا صاحب (مولانا فخر الدین) قدس سرہٗ کی زیارت کے بعد دہلی شریف سے واپس ہوئے اور شہر بھٹنیر میں پہنچے تو رمضان شریف کا چاند نمودار ہوا، ہاڑ کا موسم تھا اور ایک بوڑھا آدمی ہمارے ہمراہ تھا۔ ہم نے رمضان شریف کے روزے رکھنے شروع کئے۔ سارا دن ہم منزل قطع کرتے اور افطار کے وقت اس بوڑھے کو ہیں آدھی روٹی دیتا جس پر وہ قناعت کرتا۔

نیز فرمایا کہ میاں فتح محمد بھٹہ جو کہ حضرت میاں صاحب نارووالہ قدس سرہٗ کے مریدین سے تھا۔ ہاڑ کے موسم میں سارا دن ہل چلاتا اور اس کے ساتھ رمضان مبارک کا روزہ بھی رکھتا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس ہدایت سے حاصل ہوتا ہے اور جس کسی پر حق تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے اس سے برے افعال کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارا ایک پیر بھائی تھا اس سے جو کوئی پوچھتا کہ تم کس کے مرید ہو تو وہ جواب دیتا کہ میں نصرت خان ہوت کا مرید ہوں، لوگ کہتے کہ تم تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے نصرت خان کے مرید کیسے بن گئے۔ وہ جواب دیتا کہ جب نصرت خان کو قید کرکے خراسان لایا گیا۔ اور اس کو اور اس کے اہلِ خانہ کو سپاہیوں

کے حوالہ کیا گیا تو سپاہی اس کے اہل خانہ کی بے غیرتی اور بے حرمتی کرتے ہم سرکاری اونٹوں کے داروغہ تھے، بالاخانہ سے یہ سب کچھ دیکھتے۔ لبعدہٗ ہم نے دنیاوی کاموں اور نوکری وغیرہ سے توبہ کرلی۔ اس لئے میری ہدایت کا سبب دراصل نصرت خان ہی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے آپ کو نصرت خان کا مرید کہتا ہوں۔ پھر جب میں نے نوکری سے توبہ کر لی اور فقیرانہ لباس پہن کر خراسان سے نکل کھڑا ہوا۔ اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کی بیعت کی نعمت حاصل ہوئی الحمدللہ علیٰ ذالک۔

نیز فرمایا کہ کوئی بادشاہ ہندوستان سے لاہور آیا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی درویش بھی ہے کہ جس سے ہم ملاقات کریں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ یہاں ایک درویش ہے۔ لیکن وہ جنگل میں رہتا ہے اور شہر میں نہیں آتا، بادشاہ جنگل میں گیا اور ایک بالاخانہ تعمیر کروایا، اس پر بیٹھ گیا اور لوگوں سے کہا کہ اس کو تلاش کرکے میرے پاس لے آؤ، لوگ درویش کو ڈھونڈ کر لے آئے اور اسے ایک پنگھوڑے میں بٹھا کر رسیوں کے ذریعہ بالاخانہ پر کھینچ لیا۔ بادشاہ نے اس سے ملاقات کی اور کہنے لگا کہ تم نے خدا کو کس طرح ڈھونڈا، درویش نے جواب دیا کہ جس طرح تم نے مجھے ڈھونڈا (یعنی طلب صادق ہو تو خدا بھی مل جاتا ہے)

نیز فرمایا کہ دو ابدال ہوا میں اڑتے ہوئے حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ روضۂ مطہرہ کے پاس سے گزرے، ان میں سے ایک نے کہا

کہ میں روضہ شریف کے ادب کی وجہ سے دوسری طرف کو پیدل گذرتا ہوا نکل جاؤں گا۔ لیکن دوسرے نے روضۂ مطہرہ کے اوپر سے ہو کر گذرنا شروع کیا۔ جب روضۂ شریف کے اوپر سے گزرا بے ادبی کی وجہ سے روضۂ مبارک کے صحن میں گر پڑا۔

نیز فرمایا کہ ایک ابدال کا ایک بڑے سمندر پر سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاق سے اسی وقت بارش برسنا شروع ہو گئی، درویش نے خیال کیا کہ اگر یہ بارش کسی خشک جگہ پر برستی تو بہتر ہوتا جونہی کہ اس نے یہ خیال کیا، ہوا میں سے بغداد شریف کے بازار میں آ کر گر پڑا اور تین روز تک بازار میں پڑا رہا تین روز کے بعد ایک صاحب نسبت شخص آیا۔ اسے دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ تو ابدال ہے۔ اس سے پوچھا کہ تم اس جگہ کس گناہ کی پاداش میں آ گرے۔ اس نے جواب دیا کہ ایک روز میرا سمندر کے ایک حصے پر سے گذر ہوا، اتنے میں بارش برسنے لگی، میں نے خیال کیا کہ اگر یہ کسی خشک جگہ پر برستی تو اچھا ہوتا۔ یہ خیال کرنے سے ہی فوراً اس جگہ آ گرا۔ اب تم میرے پاؤں میں رسی ڈال کر مجھے گھسیٹو تاکہ میرا گناہ معاف کیا جاوے۔ اس نے جب اس کے دونوں پاؤں میں رسی ڈالی تو غیب سے آواز آئی ہم نے اس کا گناہ معاف کیا۔ اور ابدال زمین سے اٹھ کر ہوا میں اڑنے لگا۔

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ ابتدائی عمر میں رہزنی کیا کرتے تھے۔ ایک روز ان کے قافلہ میں ایک قاری

یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللہِ۔ کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جائیں،

اس آواز نے ان پر اتنا اثر کیا۔ رہزنی سے توبہ کی اور شیخ عبدالواحد کی خدمت میں پہنچ کر بیعت کی اور حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے کاملین کے درجہ تک پہنچے۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کا جو بھی گناہ دیکھتے ہیں اس سے درگزر کرتے ہیں۔ لیکن اگر بندہ کسی میں کوئی گناہ دیکھتا ہے تو اسی وقت وہ اس کی پاداش میں ذلیل و خوار کرتا ہے۔ لیکن حق سبحانہ، و تعالیٰ اپنے فضل سے ستاری کرتے ہیں اور معاف فرما دیتے ہیں (معافی چاہنے والوں کو)

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ کافروں کے ملک سے ہجرت کرنا پہلے زمانہ میں سنت تھی لیکن اس زمانے میں کفار کے ملک سے ہجرت کرنا فرض ہو گیا ہے۔ چاہیے کہ جہاں اسلام کا غلبہ ہو، کافروں کے ملک کو چھوڑ کر وہاں ہجرت کی جائے۔ کیونکہ کافروں کے ملک میں دین و دنیا کا نقصان ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ نماز روزہ اور دیگر عبادات کے چھوڑ دینے سے لوگ سیاہ دل اور سخت دل ہو جاتے ہیں، اس لحاظ سے دین کا نقصان ہوتا ہے اور دنیا کا نقصان اس طرح کہ بے دینوں کی وجہ سے بے

برکتی ہوتی ہے۔ اور ہر چیز کم ہو جاتی ہے۔ حسب حال آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ ہم ایک دفعہ اہنسان پور میں تھے۔ ہمیں تخم خیارین کی ضرورت پڑی لیکن نہ ملے۔ ہمارے پاس ایک ہندو بیٹھا تھا ہم نے اسے کہا کہ ہم کو تخم خیارین کی ضرورت تھی کیا یہاں پیدا نہیں ہوتے۔ ہندو نے جواب دیا کہ جب سے کافروں کی حکومت آئی ہے۔ تب سے ہر چیز کم ہو گئی ہے۔ نیز یہ حکایت بیان فرمائی کہ شہر لیہ کے پاس اسلامی حکومت کے روز میں ایک ہندو کنوئیں پر زراعت کیا کرتا تھا۔ اور کافی فصل اٹھاتا تھا۔ جب کافروں (انگریزوں) کی حکومت آئی۔ وہ ہندو اگرچہ بہت کچھ بوتا مگر اسے کچھ حاصل نہ ہوتا اس خیال سے ہر وقت حیران و پریشان رہتا۔ ایک روز اس کے دل میں خیال آیا کہ فصل کے پیدا نہ ہونے کا سبب کافروں کا تسلط ہے اور جس وقت کہ اسلام کی حکومت تھی۔ اور اذان، نماز اور روزہ لوگوں کا شعار تھا اس وقت بہت زیادہ فصل ہوتی تھی۔ اسی وقت اس نے ایک عالم کو کنوئیں پر بٹھایا اور اسے کہا کہ یہاں اذان کہو اور نماز پڑھو اور جو کوئی تم کو منع کرے گا۔ میں اس کا جواب دوں گا۔ اور تمہاری حفاظت کروں گا جب اس عالم نے وہاں پر نماز پڑھنا دستور بنا لیا تو اسی زمین سے اس کی بہت زیادہ [illegible] ہونے لگی جس قدر کہ پہلے غلبہ اسلام کے وقت پیدا ہوتی تھی

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ اسلام کی مثال نور کی اور کفر کی مثال اندھیرے کی ہے۔ نیز فرمایا کہ انسان کے اندر ناشکری کی خصلت جبلی ہے لیکن اگر کوئی انسان شاکر و صابر ہو وے تو اس کی نعمت اور

اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لان شکرتم لازیدنکم وان اللہ مع الصابرین۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ کیمیا گری دراصل خالقِ خدا کے ساتھ دعویٰ کرنے کا نام ہے کیونکہ اگر تانبے کو چاندی یا سونے میں تبدیل کر دیں یا پارہ اور قلعی کو چاندی یا چاندی کو سونا بنا دیں تو سو سال کے بعد وہی تبدیل شدہ چیز اپنی اصلی حالت پر لوٹ جاوے گی۔ اور اس کام کے کرنے والے سے خداوند تعالیٰ ایمان چھین لیتا ہے۔ اور اس کو عذاب دیتا ہے۔ اور وہ ترقی میں ڈال دیتا ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الحرفتہ۔

نیز فرمایا کہ ہر شخص اپنی جگہ اپنے کاروبار اور اپنے مذہب میں خوش ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت پڑھی کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔ ہر ایک گروہ اپنے حال میں خوش ہے۔

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ سے پوچھا کہ سماع حلال ہے یا حرام۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

مردہ نفس زندہ دلاں را رواست

ہر کہ بجز ایں است مرا دو خطاست

پھر اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز میں نے اپنے خسر سے یہ بیان سنا کہ جب نادر شاہ کی فوج ایک قلعہ کو فتح نہ کر سکی

تو ایک رات نادر شاہ نے کہا کہ صبح سویرے ہم اس قلعہ پر حملہ کریں گے جب صبح صادق ہوئی اس نے ایک لشکر تیار کیا اور لشکر کے سامنے سماع اور سرود و عزائی شروع کیا گیا۔ بعدہٗ قلعہ کا دگرگرد گھیرا ڈال لیا گیا اور آں حالیکہ تمام لشکری آواز خوش سے مست تھے۔ چنانچہ اندرون قلعہ سے جو تیر اور گولے لشکریوں پر آکر پڑنے لگے تھے۔ ان سے کسی سپاہی کا ہاتھ کٹ جاتا اور کسی کا پاؤں لیکن سماع کے ذوق و مستی کی وجہ سے سارے لشکر کو اپنے اعضاء کے کٹ جانے کا کوئی احساس نہ ہوا آخر جب قلعہ فتح ہو گیا تو منادی کرائی گئی کہ کوئی شخص اب گانے نہ پائے جب قوالوں نے قوالی بند کر دی تو وہ سب لشکری جو زخمی ہو چکے تھے یک لخت زمین پر گر پڑے۔

نیز فرمایا کہ میرے شوہر نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک قلعہ بہت مضبوط تھا اور فتح نہیں ہو رہا تھا۔ نادر شاہ نے حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کیا جائے۔ کچھ سپاہیوں کے پاس ہتھیار نہیں تھے۔ وہ لشکر کے آگے جا رہے تھے۔ جب قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ کے اندر باہر کو نکلی ہوئی بڑی بڑی نوکدار میخیں ہیں۔ ان خالی سپاہیوں نے اپنی پیٹھوں کو ننگا کیا اور میخوں پر دے مارا۔ اس کے بعد ہاتھیوں نے اس دروازہ کو توڑ دیا اور اس طرح قلعہ فتح ہو گیا۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ سپاہی جنہوں نے اپنی جان کو قربان کر دیا اس کا سبب کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ ان کو جاگیر بخشی گئی ہے۔ اب اگرچہ وہ مردہ ہیں لیکن ان

کی جو اولاد زندہ ہے۔ وہ اس جاگیر پر قابض اور متصرف ہے۔[۱]

اس کے بعد فرمایا کہ میرا خسر یہ بھی کہتا تھا ایک روز ایک درویش ایک گھوڑے پر سوار ہو کر نادر شاہ کے لشکر میں منادی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے کتو! یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ایک درویش نے اس سے پوچھا کہ اے درویش یہ کیا کہہ رہے ہو۔ درویش نے جواب دیا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ نادر شاہ کے سر سے دستار اڑ لی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نادر شاہ کے ایک اہلکار نے ایک بوڑھے شخص پر جرمانہ کیا اور وہ بڈھا (بوجہ مفلسی) اپنی بیٹی کو فروخت کرنے کے واسطے بازار میں لے گیا۔ ایک خریدار آیا۔ اس نے اس لڑکی کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ مجھے یہ لڑکی پسند ہے لڑکی کے باپ نے جب یہ بات سنی تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگا! اے خداوند کیا تجھے بھی یہ پسند ہے چنانچہ اس واقعہ کے تین روز بعد نادر شاہ کے قتل ہو جانے کے بعد شاہ مذکور کے لشکر میں ایسی افراتفری مچی کہ لشکری آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ پڑے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے یہ دو اشعار پڑھے۔

---

[۱] ان حکایات سے حضرت خواجہؒ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سماع کے اثرات سے اگر انسان دنیاوی کاموں اور دنیاوی حکام کی تعمیل میں ایسی سرگرمی اور جوش و خروش دکھا سکتا تو وہ سماع جس کو شرائط کے ساتھ بعض آئمہ فقہاء اور مشائخ چشت رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے جائز رکھا ہے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل میں بدرجہ اولیٰ چست و چالاک بنا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ احقر مترجم

به یک گردش چرخ نیلوفری — نه نادر بجا ماند نے نادری
شبانگه سر قتل و تاراج داشت — سحرگه نه تن سر نه سر تن جدا

اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اصل نعمت حق تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ باقی سب کام فضول ہیں اور یہ شعر ارشاد فرماتے۔ ؎

چہ خوش ملکے ست درویشی و درویشان حقانی
کہ ایشان را نظر ناید دو صد ملک سلیمانی
پس از سی سال این معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ چیونٹی ایک سال میں گندم کا ایک دانہ کھاتی ہے۔ لیکن حرص کے سبب رات دن سرگرداں رہتی ہے اور آرام نہیں کرتی۔ سالک کو چاہیے کہ قانع اور شاکر ہووے اور چیونٹی کی طرح حریص نہ ہو چنانچہ شیخ عطار قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

تا یکے چون مور باشی دانہ کش — گر تو مردی فاقہ را مردانہ کش

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سب لوگ حرام و حلال اور گناہ و ثواب کے کاموں کو جانتے ہیں لیکن جس کو حق تعالیٰ ہدایت فرما دیں وہی حرام اور گناہ کے کاموں سے دور رہتا ہے اور اللہ کی پناہ! اگر کسی کو ہدایت نصیب نہ ہو تو وہ حرام اور گناہ کے کاموں سے کبھی الگ نہیں ہوتا بلکہ غیر مشروع کاموں کے کرنے پر مصر ہوتا ہے اور ہدایت خداوندی کے بغیر کوئی مرد کامل بھی نہیں ہو سکتا۔

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہر چیز کی قدر و قیمت الگ الگ بنائی ہے
چنانچہ ایک تلوار ایسی ہوتی ہے جو پانچ روپیہ میں بکتی ہے۔ اور ایک تلوار
ہزار روپیہ میں فروخت ہوتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ لعل بھی پتھر ہی ہوتا
ہے اس کی بہت قیمت ہوتی ہے لیکن دوسرے پتھروں کی قیمت ایک
پھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح بنی آدم کے درجات میں فرق
ہے۔۔۔ اور ارشاد فرمایا کہ میاں محمد یار نبیرہ غریب خوجہ بہت اچھا آدمی
ہے کیونکہ اس کے رشتہ دار اور دوسرے غریب لوگ اس سے فائدہ
اٹھاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک روز میں
حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص
نے حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی کہ آپ کا
مودی آیہ مل مر گیا ہے۔ اس پر قبلہ عالم قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ
آیہ مل کی مثال کون شخص پیش کر سکے گا۔

نیز فرمایا کہ آیہ مل کے مرنے کے بعد حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ
کو اطلاع کی گئی کہ میرن شاہ نے آیہ مل سے مبلغ ستائیس روپیہ بطور قرض لیا تھا
حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے اس کے مرنے کے بعد میرن شاہ کا قرضہ اپنے
پاس سے ادا کر دیا۔ جس وقت یہ قصہ بیان کیا گیا حضرت قبلہ قدس سرہٗ
کا مودی جس کا نام بھی آیہ مل ہی تھا۔ حضرت قبلہ کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ اس نے
عرض کیا کہ غریب نواز! آپ نے بھی یہی معاملہ کیا ہے کہ علی محمد کے مرنے
کے بعد۔ جو کہ آپ کے معتقدین میں سے تھا۔ آپ نے نیس روپیے

مجھے دیئے اور فرمایا کہ جاؤ یہ روپے میاں علی محمد کے قرض داروں کو دے دو چنانچہ میں نے مبلغات مذکور علی محمد مرحوم کے قرض داروں کو دے دیئے یہ سن کر حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے عمل کی مثال کون پیش کر سکے گا۔ اسی اثناء میں میاں صدیق ملا نے جو کہ حضرت کے مریدین میں سے تھا، عرض کیا کہ اے غریب نواز! مکڑی بہت آئی ہوئی ہے اور زراعت کو کھا رہی ہے۔ جواب میں فرمایا کہ مکڑی اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے اور اس کے حکم کی پابند ہے بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک سال کوہ وڈک میں جو کہ ہمارا وطن ہے۔ لوگوں کی زراعت میں چوہے بہت پیدا ہو گئے۔ اور ساری فصل کو کھا گئے۔ اور ایک سال بٹیر پیدا ہو گئے کہ گندم کا جو بیج بویا جاتا اس کو چن چن کر کھا جاتے ــــ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ کی رحمت بھی بہت بڑی ہے اور اس کی زحمت بھی بڑی ہے۔ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔ اس پہ آپ نے یہ آیت پڑھی وَلَا تَيْئَسُوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکفرون۔

(اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا سوائے کافروں کے۔) ــ اس کے بعد فرمایا کہ نمرود مردود خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں خداوند تعالیٰ کے ساتھ جنگ کروں گا۔ اور جو آسمان کی طرف پھینکتا وہ خداوند تعالیٰ کے حکم سے خون آلود ہو کر واپس آتا۔ اس پر وہ کہتا تھا کہ میں نے خدا کو قتل کر دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک حق تعالیٰ نے مچھر کو حکم دیا جس نے نمرود اور اس کے گھر والوں اور لشکر کو دھکڑی

میں اور بقول بعض ایک گھڑی میں خراب و تباہ کر دیا۔ بعدہٗ آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

سوئے او رخصے کہ تیر انداختہ پشۂ کارش کفایت ساختہ

ایضاً ؎ چو بہ داری اندر بگندہ دو ورا

خورد لپشتہ مغز نمرود را

اس کے بعد فرمایا کہ شاہ نجاشی نے لشکر بھیجا اور حکم دیا کہ کعبۃ اللہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کو ڈھا دیا جائے نعوذ باللہ من ذالک۔ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ابابیلوں کو بھیجا اور حکم دیا کہ تمام لشکر کو تباہ کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک شخص لشکر سے بچ رہا۔ وہ بادشاہ کے پاس بھاگ گیا۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ پرندے کس قسم کے تھے۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہنے لگا کہ اس قسم کے پرندے تھے جنہوں نے تمام لشکر کو تباہ برباد کر دیا۔ اسی وقت ایک ابابیل نے ایک پتھر جو کہ چنے کے دانہ کے برابر ہوگا۔ اس شخص پر پھینکا۔ وہ اسی وقت بادشاہ کے سامنے ہی مر گیا۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

بشکند لشکر دشمن آں ہی جیل بمرغاں کشتی فیل و اصحاب فیل

حضرت قبلہ نے بعد ازاں فرمایا کہ بخت نصر بھی خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ ایک مخنونہ تھی۔ کسی نے اس کے ساتھ فعل کر لیا۔ اس کے بعد اس سے ایک بچہ پیدا ہوا یہی بخت نصر تھا۔ وہ مجنونہ

تو مر گئی اور بخت نصر نے ایک پیلے کے ساتھ کتیا کا دودھ پینا شروع کیا جب جوان ہوا لوگوں کے بچھڑے چرانے لگا بعدہٗ حق تعالیٰ نے وقت کے پیغمبر کو اطلاع دی کہ میں تمام ملک کی بادشاہی بخت نصر کو دوں گا۔ اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اور لوگوں کو بے گناہ قتل کرے گا۔ لہٰذا اس سے ایک خطِ امان لکھوا کر اپنے پاس رکھ لو۔ اس کے بعد وہ پیغمبرؑ بخت نصر کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے کہ جب حق تعالیٰ تم کو تمام ملک کی بادشاہی عنایت فرماویں تو مجھ کو قتل سے امان دینا۔ جب پیغمبر خدا سے اس نے یہ بات سنی تو ہنسا اور مسکرا کر کہنے لگا کہ کیا اس کام کے واسطے کوئی وجہ موجود نہیں ہوگا۔ پھر دستاویز لکھ کر پیغمبر علیہ السلام کو دے دی چند دنوں کے بعد بخت نصر تمام ملک کا بادشاہ بن گیا۔ اور خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ اور لوگوں کو بے گناہ قتل کرنا شروع کیا جب اس پیغمبر کی باری آئی تو انہوں نے وہی دستاویز بخت نصر کو دے دی۔ اس نے کہا میں تم کو امان دیتا ہوں۔ اس کے بعد انہیں پیغمبر کی طرف حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ حق تعالیٰ کے حکم سے نصر نے بخت نصر کو آگاہ کر دیا جاوے کہ تو فلاں رات ہلاک کر دیا جائے گا۔ جب ان پیغمبر علیہ السلام نے اس کو اطلاع دی۔ تو اس نے ایک مضبوط قلعہ بنوایا۔ جب مقررہ رات آپہنچی تو بخت نصر نے تمام لشکر کو دروازہ پر بٹھایا اور حکم دیا کہ جو کوئی آدھی رات کے بعد اندر آئے اسے قتل کر دیا گیا۔

بعد ازاں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ شداد بن عاد نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا تین سو سال تک بہشت تیار کرواتا رہا۔ آخر جب اس نے بہشت کے دیکھنے کا ارادہ کیا تو تمام گھر والوں اور لشکر کو لے کر بہشت کے دیکھنے

کے واسطے گیا۔ ایک قدم بہشت کے اندر رکھا تھا اور دوسرا باہر ہی تھا کہ حق تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت اس کی جان قبض کر لی گئی۔ اور تمام لشکر اور اس کے اہل عیال کو ابدی نیند سلا دیا گیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اس کے اس طرح مرنے کا سبب یہ تھا کہ کچھ لوگوں نے شداد کو بتایا تھا کہ ایک ان پڑھ لڑکے کے پاس ایک انگوٹھی ہے اور وہ کسی کو نہیں دیتا۔ شداد نے اس لڑکے سے انگشتری چھین لی۔ لڑکے نے رونا شروع کیا اور لوگوں سے پوچھنے لگا " وہ خدا کہاں ہے جو میری دعا قبول کرے"۔ لوگوں نے کہا وہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ لڑکے نے سر سجدہ میں رکھا اور عاجزی کے ساتھ کہنے لگا کہ اے خداوندا! یہ انگوٹھی مجھے بہت عزیز تھی جو کہ شداد نے مجھ سے چھین لی ہے۔ اس کو سزا دے۔ حق تعالیٰ نے لڑکے کی دعا قبول کی اور شداد کو مع اہل و عیال کے اور لشکر کے تباہ و برباد کر دیا۔

بعدہٗ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب فرعون مصر کا بادشاہ بنا اور خدائی کا دعویٰ کیا نجومیوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کی اولاد سے ایک لڑکا فلاں سال میں پیدا ہوگا۔ جو تجھے ہلاک اور خراب کرے گا۔ جب فرعون نے یہ خبر سنی تو تدبیر عقلی میں لگ گیا اور اس سال بنی اسرائیل کے ہزاروں بچوں کو قتل کرتا ... حق تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت ... علیہ السلام کو پیدا کرے۔ تو آدھی رات کے وقت حضرت ... علیہ السلام کی والدہ کے

دل میں یہ ڈالا کہ وہ اپنے شوہر کے پاس جائے چنانچہ وہ اپنے خاوند کے پاس آئیں جس کا نام عمران تھا اور فرعون کے پلنگ کا محافظ تھا۔ وہ ابھی فرعون کے سرہانے کھڑا ہی تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پہنچیں اور اس سے قربت کر کے اسی وقت واپس آگئیں اور کسی کو معلوم تک نہ ہوا۔

جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے فرعون کے گھر میں پرورش پائی۔ ایک روز موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی کو قتل کر دیا اور مدین کی طرف بھاگ گئے۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر نو سال تک رہ کر مویشی چراتے رہے اور حضرت شعیب علیٰ نبینا و علیہ السلام نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ساتھ کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر اپنے اہل و عیال کو لے کر وادیٔ ایمن میں پہنچے تو گھر والوں کو وہاں چھوڑا۔ آگ کی تلاش میں گئے دیکھا کہ ایک درخت پر آگ ہے۔ جب اس درخت کے نزدیک پہنچے اس میں سے آواز آئی۔

إِنِّي أَنَا اللهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ

حق تعالیٰ نے اس جگہ ان کو نبوت عطا فرمائی۔ اور ان کو معہ اپنے بھائی ہارون کے فرعون کے پاس بھیجا تاکہ اس کو دعوت ایمان دیں۔ لیکن فرعون نے قبول نہ کیا اور حق تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ

تقدیر بضد علی التدبیر

(تقدیر تدبیر پر ہنستی ہے۔)

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک پٹھان میرے پاس آیا اور اظہار کیا کہ میرا بارہ ہزار روپیہ گم ہو گیا ہے۔ دعا فرماویں کہ مجھے واپس مل جاوے میں نے اسے کہا کہ اگر پانچ سو روپیہ حضرت قبلہ عالم کی روح مبارک کے ایصالِ ثواب کے لئے خیرات کرنے کی نذر مقرر کرو تو انشاءاللہ تعالیٰ گم شدہ مال مل جاوے گا۔ پٹھان مذکور نے اقرار کیا اور کہنے لگا کہ جب مال مل جاوے گا۔ تو ضرور نذر ادا کروں گا۔ اتفاق سے ان کا مال مل گیا۔ اس نے حضرت قبلہ عالم کے ایصالِ ثواب کے لئے جو نذر معین کی تھی۔ ادا نہ کی اور اپنے وطن کو روانہ ہو گیا۔ اس کو راستہ میں چوروں نے قتل کر دیا۔ اور تمام مال و اسباب لے کر چلتے بنے۔

نیز فرمایا کہ ملتان میں ایک قوم ہے باہمن نام کی۔ ان کا بہت سا مال ایک دفعہ گم ہو گیا۔ انہوں نے نذر مقرر کی کہ اگر ہمارا مال مل گیا تو پانچ سو روپیہ قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کے ایصالِ ثواب کے لئے خیرات کریں گے جب مال مل گیا۔ تو نذر ادا نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا تمام مال و اسباب تباہ ہو گیا۔

اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص محمد عمر نامی حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے تھا اور ایک کامل آدمی تھا۔ ہمارے وطن کوٹ [illegible] میں رہتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ روزانہ شام کے وقت بھیڑوں کا دودھ دوہ کر ایک برتن میں ڈال کر

حضرت مخدوم صاحب قدس سرہ کی خدمت میں لے جاتا اور پھر اسی وقت واپس لوٹ آتا۔

حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میاں حسن علی ٹب والے جو کہ میاں حسن علی اور مرید احمد اور عمر کے جد اعلیٰ ہیں فرماتے ہیں ہے

ہندی ہ۔ گمرہے پیر فقیہ حسن بہل خواست نہ کہیں ولائے

اس کے بعد یہ شعر ارشاد فرمایا۔

کار ہا بر خواہش خود ساختن کار خدا است
بندہ باشی در خدا کردی تو اے ناداں چرا

اس کے بعد فرمایا کہ یہ بیت حضرت قاضی صاحب میلسی والا کا کہا ہوا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا ملتان میں ایک طالب علم تھا جو کہ ایک بڑے عالم کی نہایت پیار سے کر علم حاصل کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا مرید ہوا۔ لیکن اس کے بعد اس کو اپنے گھر میں آرام نہ آتا۔ ایک روز اس کے استاد نے پوچھا کہ تم کو اپنے گھر میں آرام کیوں نہیں آتا جیسے تھا۔ مجھے میرے شیخ نے اسم ذات کا ورد تلقین کیا ہے اس وجہ سے مجھے اب گھر میں آرام نہیں ملتا۔ استاد نے کہا کہ میں نے تجھے ہزار مرتبہ اسم ذات کی تعلیم دی ہے۔ لیکن تمہیں اثر نہ ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ شیخ کا اسم ذات سکھانا کچھ اور ہی تاثیر رکھتا ہے۔ استاد اپنے شاگرد کے ہمراہ اس بزرگ کی خدمت میں پہنچا۔ جب ان کو دیکھا ان کے دل میں رقت

اور تاثیر پیدا ہوئی۔ سب اسباب ترک کر کے اللہ کی یاد میں لگ گئے۔ اسی دوران میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ سیر الاولیاء قادری میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے صاحب ولایت، بے شمار مریدین رکھتے تھے۔ جب اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو مریدوں نے عرض کیا کہ غریب نواز! مرنا حق ہے کل نفس ذائقۃ الموت نص صریح ہے۔ آپ کسی کو مقرر کریں جو آپ کی وفات کے بعد آپ کے مصلیٰ پر بیٹھے اور آپ کے کام کو جاری رکھے۔ تین دفعہ عرض کیا گیا تیسری دفعہ شیخ نے جواب دیا کہ میرے مصلیٰ پر دولتا دگیر بیٹھے گا۔ مریدین یہ سن کر حیران رہ گئے۔ شیخ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ تیسرے روز مریدین نے قل خوانی کی اور سب مریدین اس فکر میں بیٹھے کہ کس کو شیخ کے مصلیٰ پر بٹھایا جائے۔ اتنے میں شہر میں ایک طرف شور و غوغا بلند ہوا۔ یہ بھی مسجد سے باہر نکلے۔ دیکھا کہ دولتا دگیر چلا آ رہا ہے۔ اور اس کے پیچھے پیچھے بہت سے کافر تلواریں اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ جب مسجد میں آیا کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر منبر پہ بیٹھ گیا۔ اور جس طرح شیخ کی عادت تھی اسی طرح قرآن شریف، حدیث بیان [illegible] اور اقوال مجتہدین کے مطابق وعظ کرنے لگا۔ اثنائے وعظ میں تین شخصوں پر نظر ڈالی، نظر ڈالتے ہی تینوں کو مرتبہ قطبیت تک پہنچا دیا۔ تینوں [illegible] ہر کس و ناکس کی زیارت گاہ بن گئے۔ لوگ ان کے ہاں جاتے اور اپنی حاجتیں پوری کرتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہر شے کی اپنے وقت پر قدر ہوتی ہے۔ چنانچہ پانی کی قدر گرمیوں میں معلوم ہوتی ہے۔ گرمیوں میں اگر ایک دو وقت روٹی نہ ملے تو آدمی صبر کر سکتا ہے۔ لیکن اگر پانی نہ ملے تو جان لبوں تک آپہنچتی ہے۔ اور پیاس پر صبر نہیں ہو سکتا اور چونکہ سب چیزوں سے زیادہ پانی کی احتیاج بہت ہوتی ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے اس کو عام کر دیا ہے۔ اگر پانی کی بھی قیمت ہوتی تو غریب لوگ مارے پیاس کے مر جاتے۔ اسی طرح آگ کی قدر سردیوں میں معلوم ہوتی ہے۔ غریب لوگ آگ کے بغیر سردیوں میں گذارہ نہیں کر سکتے پھر آپ نے یہ قول ارشاد فرمایا۔

انا دنی الشتاء خیر من اللہ ورسولہ

نیز فرمایا کہ ایک سال ٹکڑی بہت آئی ہم نے سرفراز خان کو کہا کہ ٹکڑی کو میری طرف سے پیغام پہنچا دو کہ اس ملک سے نکل جاؤ ورنہ ہم اسے سزا دیں گے۔ سرفراز خان نے پیغام پہنچا دیا کہ میرے پیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ تمہیں قید کر دیں گے ٹکڑی نے جب یہ پیغام سنا اسی وقت علاقہ سنگھر سے نکل کر دوسری طرف کو چل دی۔

دوسرے سال پھر ٹکڑی علاقہ سنگھر میں آئی اور لوگوں کی زراعت کو خراب کرنے لگی۔ لوگوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں دعا کے واسطے بہت عاجزی و زاری کی فرمایا کہ ایک آثار طعام میری طرف سے حضرت

قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے ایصالِ ثواب کے واسطے خیرات کیا جائے، حق تعالیٰ اس بلا سے نجات دیں گے، جن لوگوں نے نذر مقرر کی ان کی زراعت کو مکڑی نے کوئی نقصان نہ پہنچایا، لیکن جنہوں نے نذر مقرر نہ کی ان کی کھیتی کو مکڑی نے تباہ کر دیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کا دستور تھا کہ اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آتی تو آپ فرماتے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے ایصالِ ثواب کے واسطے ایک گائے ذبح کر کے خیرات کرو، اور اگر گائے موجود نہ ہوتی تو آپ فرماتے کہ گائے کی قیمت پانچ چھ روپیہ اور کم رکھا کہیں سے خرید کر حضرت قبلہ عالم کی خانقاہ شریف میں ذبح کی جاوے اور خانقاہ کے فقراء اور مساکین میں گوشت بطور خیرات تقسیم کیا جاوے، اس طرح جس کو کوئی مشکل پیش آتی بحکم خدا اور بوسیلہ مشائخ عظام پوری ہوتی، چنانچہ ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مولوی علی محمد صاحب سوکڑی کی بڑی آئی اور بڑی عاجزی و زاری کے بعد عرض کیا کہ میرے والد قریب المرگ ہیں، اور زندگی کی تھوڑی سی رمق ان میں باقی ہے دعا فرما دیں کہ حق تعالیٰ انہیں صحت اور حیاتی بخشیں، آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ ایک گائے حضرت قبلہ عالم کے ایصالِ ثواب کے لئے خیرات کی جاوے، حق تعالیٰ مولوی علی محمد صاحب سوکڑی کو شفا نصیب فرمائیں گے۔ جب مولوی صاحب مذکور کو حق تعالیٰ کے حکم سے شفا نصیب ہوئی تو بسبب اس کے کہ حضرت قبلہ کو علماء کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ آپ نے خیرات کے واسطے

اپنے پاس سے گاڑھے دی اور مولوی صاحب مذکور نے اقرار کیا کہ اس روز میرے بدن میں صرف ناف سے لے کر پاؤں تک جان باقی تھی بعدازاں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب میاں حاجی خاں کاتب بیمار ہوا اس کے علاج کے واسطے ایک حکیم صاحب اور میاں واصل آئے اور علاج معالجہ کرتے رہے۔ چند روز کے بعد میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حاجی خان کا اب آخری وقت ہے اور جان کندنی کی حالت میں ہے کسی کو بھیجیے تاکہ اس کی میت کو سنبھالے اب اس کی طبیعت دوا کو قبول نہیں کر رہی۔ لیکن حق تعالیٰ نے حاجی خان کو شفا نصیب فرمائی اور آج تک زندہ ہے اور وہ دونوں حکیم فوت ہو چکے ہیں اسی واسطے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

طبیب اندر آں شب شنیدم بمرد
چہل سال بگذشت و زندہ ست کرد

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا کہ خداوند تعالیٰ کو دیکھا۔ تو ہمارا کیا حال ہوگا ہم بیچارے کس طرح پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کریں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھے دیکھ لو۔

ایک دفعہ ایک جنس کی دوسری جنس کے ساتھ مخالفت کی بات چلی۔ آپ نے فرمایا کہ مخزن اسرار میں یہ حکایت درج ہے کہ ایک گدریا

اپنے باپ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ وہ بھیڑیئے آتے ہیں اور بھیڑوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ ایک تو اپنی اصل شکل پہ ہے اور دوسرے کی شکل بھیڑوں کی طرح ہے۔ اگر میں ان پہ قابو پاؤں تو پہلے کون سے بھیڑیے کو ہلاک کروں، باپ نے کہا کہ اس کو پہلے مار جس کی شکل و صورت بھیڑوں کی مانند ہے۔ اس لئے کہ وہ زیادہ سخت دشمن ہے کیوں کہ وہ بھیڑوں کے مشابہ ہے اور بھیڑیں اس کے دھوکہ میں آجاتی ہیں۔ صاحبزادہ غلام فرید صاحب نبیرہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ حاضر تھے، انہوں نے یہ شعر پڑھا ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی بہت کم ہیں۔ اکثر لوگوں کی صورتیں تو انسانوں جیسی ہیں، لیکن انسانوں کی سی عادات و خصائل سے عاری ہیں۔ آدمیت اور انسانیت تو عمدہ اخلاق اور اچھے اعمال کا نام ہے۔ ؎

ہرتد نہ شوی قلندری کار تو نیست
کافر نہ شوی عشق خریدار تو نیست

اور اچھے اخلاق اور پسندیدہ افعال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے اور متابعتِ رسول دو چیزوں کا نام ہے اوّل یہ کہ جن امور سے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے منع

فرمایا ہے ان کو نہ کیا جائے اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو پورا کیا جائے۔

ایک دفعہ تاثیر صحبت کے بارہ میں بات چلی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک کافر بادشاہ قید ہو کر بارگاہ خلافت میں آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام اختیار کرو، کہنے لگا میں ہرگز اسلام میں داخل نہ ہوں گا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بہتیری کوشش کی لیکن اس نے ایک نہ مانی بعدہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کو فلاں صحابی کی صحبت میں رکھا جائے۔ جب وہ بادشاہ چند روز تک اس صحابی کی خدمت میں رہا تو اس پر صحبت کا ایسا اثر ہوا کہ خود ہی حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لے آیا۔ ان صحابی کی صحبت کی برکت سے ان کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ دو بزرگوں نے سفر کی نیت کی، جب گھر سے باہر نکلے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ میرے آگے آگے چلیں، کہنے لگا آگے آگے کیوں چلوں، کہا اس لئے کہ تم نے شیخ جنید قدس سرہٗ کو دیکھا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب تک سالک کے دل میں دنیا کی محبت رہتی ہے۔ وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب تمام موجودات کو حق تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور پوچھا کہ کیا میں تمہارا خدا ہوں، ساری مخلوق نے کہا کہ ہاں تو ہمارا خدا ہے مگر دنیا

نے کہا کہ انا انا و انت انت (میں میں ہوں اور تو تو ہے) اور اس طرح حق تعالیٰ کا مقابلہ کیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تین چیزیں عورتوں کے واسطے جائز نہیں ہیں ایک نبوت، دوسرے مشیخت، تیسرے قضا، کیونکہ یہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہیں اور یہ حدیث شریف ارشاد فرمائی اَلْأُمُوْرُ مُعْتَبَرَةٌ بِالْخَوَاتِيْم ہر چیز کا اعتبار اس کے خاتمے پر ہے۔ نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس اللہ سرہٗ العزیز کے بازو مبارک میں عجیب تاثیر تھی۔ جو کوئی آپ کا بازو چھوتا اس کو ضرور اثر ہوتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ کی حاملہ عورتوں کے ہمراہ راستے میں جا رہی تھیں۔ سامنے سے میاں احمد صاحب قدس سرہٗ تونسوی تشریف لے آئے اور مائی صاحبہ کو دور سے دیکھا۔ دوسروں نے کہا کہ اے فقیر! کیا دیکھتے ہو؟ میاں صاحبؒ نے کہا کہ اس لڑکی کی طرف دیکھتا ہوں کہ ایک نور کا شعلہ اس کے شکم سے بلند ہو کر عرش معلیٰ تک جا رہا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ قبلہ عالم قدس سرہٗ کو دریا والوں کی صحبت سے بہت نفرت تھی۔ پھر اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک سال میں ایک سفر میں حضرت قبلہ عالم کے ہمراہ تھا۔ جب ہم بہاولپور میں پہنچے تو آدھی رات کے وقت بہادل خان کلاں میاں محمد بخش کے پاس اکیلا آیا اور میاں صاحب مذکور سے کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آج رات حضرت قبلہ عالم چارپائی پر لیٹے ہوئے

آرام فرما رہے تھے، میاں محمد بخش نے عرض کیا کہ غریب نواز بالکل ابھی بہاول خان میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ جب مجلسِ سماع منعقد ہو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ حضرت قبلہ عالم نے میاں محمد بخش سے فرمایا کہ تم بیٹھے رہو میں تمہیں ایک حکایت سناتا ہوں جو اسی حال کے مطابق ہے اور وہ یہ ہے کہ جب بلا شاہ صاحبؒ حاجی ہانس کے علاقہ میں تشریف لائے جو کہ آپ کے مریدین میں سے تھا تو حاجی مذکور کہنے لگا کہ آج رات آپ مجلسِ سماع منعقد کریں جس میں آپ کے درویش کافیاں پڑھیں میں بھی شریک مجلس ہوں گا حضرت بلا شاہ صاحب نے مجلس تیار کی، حاجی مذکور بھی مجلس میں آیا۔ اہل ذوق درویشوں پر حالت طاری ہوئی اور رقص و وجد کرنے لگے۔ جب صبح ہوئی تو حاجی ہانس نے نقالوں کو بلایا اور کہنے لگا کہ درویشوں کی نقل اتارو جیسا کچھ کہ رات کو درویشوں نے وجد کی حالت میں کیا ہے۔ یہ سب کچھ ہوا۔ بعدہٗ بلا شاہ صاحبؒ کو اطلاع دی گئی کہ آپ کی مجلس کی نقل حاجی ہانس نے نقالوں سے کرائی ہے بلا شاہ صاحبؒ کو اس بات سے سخت دکھ ہوا چنانچہ جتنے لوگ حاجی ہانس سے متعلق تھے سب تباہ و برباد ہو گئے۔ اس کے بعد قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آج رات کوئی فقیر مولود شریف نہ پڑھے، چنانچہ سب نے تعمیل حکم کی، جب تک بہاول پور کی حدود میں رہے کسی نے سماع نہ کیا۔

حضرت صاحبزادہ خدا فرید صاحب کے سامنے ان کے باپ حضرت صاحب زادہ نور احمد صاحبؒ کا یہ قول حضرت قبلہ نے نقل کیا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ میاں نور اسحاق اور ملا شاہ صاحبؒ کو یہ مسئلہ وحدت الوجود کے سمجھنے میں مشکل پیش آگئی تھی۔ اسی وجہ سے مسئلہ وحدت الوجود کے بارہ میں انہوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ اگر حضرت مولانا صاحب (مولانا فخر الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت میں جاتے تو ان کی مشکل حل ہو جاتی۔ نیز صاحب زادہ صاحب نے نقل فرمایا کہ میاں الیاس جو کہ صاحب زادہ نور احمد صاحب کے خسر تھے۔ محمد فاضل صاحب بارہ والہ کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے میاں الیاس کو دو تین دفعہ توجہ دی۔ بعدہٗ میاں محمد فاضل صاحب نے فرمایا کہ توجہ کا تم میں کوئی اثر نہیں رہتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اپنا ہاتھ ملا شاہ صاحبؒ کے ہاتھ میں دیا ہے

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ فراغت اور عیش و آرام تو درویش کے ملک میں ہی ہوتا ہے۔ جو کوئی دنیا کے پیچھے پڑا ہے وہ رات دن دنیاوی خیالات میں مستغرق ہے اور ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔ لیکن عیش تو درویش کو ہی حاصل ہے بلکہ دونوں جہانوں سے درویش بے نیاز اور آزاد ہوتا ہے۔ اس پر آپ نے یہ شعر پڑھا

گدایاں از بادشاہی نفور — بامیدش اندر گدائی صبور

اور میاں محمد یار منشی نے اسی وقت یہ شعر پڑھا:

مقام سلطنت درویش دارد — زحد سلطان فراغت بیش دارد

اور مولوی محمد نے اسی وقت یہ شعر پڑھا ؎

فراواں خزینہ فراواں غم است

کم اندوہ آں را کہ دنیا کم است

ایک اور صاحب نے یہ شعر پڑھا ؎

نگہبانیٔ ملک و دولت بلاست

گدا بادشاہ است و نامش گداست

انسان کے کمال حاصل کرنے کے بارہ میں کچھ بات چلی حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ کہا ہے، پھر یہ ارشاد فرمایا کہ انسان جس طرف بھی توجہ کرتا ہے اور جس کام میں منہمک ہوتا ہے خود وہی کچھ ہو جاتا ہے۔ اور ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اپنے وجود کو اسی کے جذبہ میں مضمحل کر دیتا ہے، اور انسان جس شکل میں چاہے اپنے آپ کو ظاہر کر سکتا ہے پھر اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ہندوستان میں ایک قوم ہے جسے بھروپیہ قوم کہتے ہیں، ایک روز ایک بھروپی نے وزیر کی شکل بنائی اور وزیر کے گھر چلا گیا وہاں وزیر کی بیگم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور چلتا بنا، جب وزیر گھر آیا اور کھانا طلب کیا تو بیگم کہنے لگی کہ تم پہلے ایک دفعہ میرے ساتھ کھانا کھا چکے ہو وزیر اس بات سے حیران ہوا اور گھر سے باہر آ کر اس معاملہ کی تحقیق کرنے لگا، اسے معلوم ہوا کہ ایک بھروپی نے میری شکل بنا کر میری بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ہے

وزیر نے یہ معاملہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ مجھے اجازت دو تاکہ میں اسے مار دوں بہروپیہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہاں سے بھاگ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسی بہروپیہ نے اس وزیر کے پیر کی شکل بنائی اور اس وزیر کے پیر پیران سید سیدنا بیگ تھے ان کی شکل بنا کر اور درویشوں کو ساتھ لے کر وزیر کے ملک میں آیا۔ جب وزیر کو معلوم ہوا کہ میرے پیر صاحب آئے ہوئے ہیں۔ ان کے استقبال کے واسطے اور نذرانہ پیش کیا۔ اس نے قبول نہ کیا۔ وزیر نے بہت عاجزی و زاری کی اور عرض کرنے لگا کہ نیاز مند! مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے۔ کہ آپ میرا نذرانہ قبول نہیں فرماتے اس نے جواب دیا کہ تم نے فلاں بہروپیہ کو ملک بدر کر دیا ہے۔ اگر اس کا گناہ معاف کر دو تو میں تمہارا نذرانہ قبول کرتا ہوں ورنہ نہیں۔ وزیر نے کہا کہ میں جناب کے واسطے اس کا گناہ معاف کرتا ہوں۔ جب وزیر گناہ معاف کر چکا تو بہروپیہ کہنے لگا کہ میں وہی بہروپیہ ہوں۔ یہ سن کر وزیر نے کہا کہ چونکہ تم نے میرے پیر کی شکل بنائی ہے اس لئے تمہارا گناہ معاف کرتا ہوں اگرچہ تم لائق درگزر نہیں ہو۔ اس کے بعد آپ نے میر سید بیگ کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا، اور فرمایا کہ ایک روز میر سید مذکور کے حجرہ کے پاس کسی عورت کی آواز آئی، سید بیگ نے فرمایا کہ میری عمر ایک سو چالیس سال ہو گئی ہے لیکن ابھی تک میں نفس اور شیطان کے فتنہ سے خداوند تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر درویشوں کو بلا کر فرمایا کہ اے سالکانِ حق!

اپنے کوزے توڑ دو اور اپنے مصلے پھینک دو، کیوں کہ آج یہاں ایک غیر محرم عورت آئی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے درویشو! عورتوں کی صحبت سے ہمیشہ دور رہو، کیوں کہ وہ حق تعالیٰ کے راستے میں رکاوٹ ہیں جو کوئی بھی عورت کی صحبت میں پڑ گیا وہ حق تعالیٰ کے وصال سے محروم رہ گیا۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ومن شیاطین الجن والانس یہاں شیاطین الانس سے مراد عورتیں ہیں جو کہ مردوں کو گناہوں میں مبتلا کرتی ہیں۔ چنانچہ بلعم باعور کا قصہ قرآن شریف میں اس طرح مذکور ہے کہ بلعم باعور ایک عورت کے فریب میں آگیا اور خوار و ذلیل ہوا۔ کقولہ تعالیٰ۔ کمثل الکلب۔ نعوذ باللہ من ذالک الفعل۔

بعد ازاں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک عورت تھی اس نے چیار خاوند کئے چاروں کو یکے بعد دیگرے قتل کر دیا اور چلتی بنی، حق تعالیٰ عورتوں کے فتنہ اور نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے، کیوں کہ نفس اور شیطان دونوں انسان کے سخت ترین دشمن ہیں جو کہ انسان کو گمراہی اور فسق و فجور کے گڑھے میں اوندھا کر کے ڈال دیتے ہیں۔ ے

نفس و شیطان شد ہر دو از زاغ برا تا بیند از ترا اندر بجسا وہ تہرا
نفس و شیطان از دگر بیا راہ من رحمتت باشد شفاعت خواہ من

شیخ نے فرمایا کہ انسان کا نفس اس کے تمام دشمنوں سے زیادہ سخت دشمن ہے۔ کیونکہ جس دشمن کے ساتھ بھی مہربانی کی جاوے وہ

فرمانبردار ہو جاتا ہے بخلافِ نفس کے کہ جس قدر اس کے ساتھ مہربانی کرو گے زیادہ دشمنی کرے گا۔ جیسا کہ سعدیؔ فرماتے ہیں ؎

مراد ہر کہ بہ آری مطیعِ امر شود

خلافِ نفس کہ فرماں دہد چو یافت مراد

اور مولانا رومؒ قدس سرہٗ فرماتے ہیں مثنوی۔

اے شہا کشتیم ما خصمِ بروں | ماند خصمے زو بتر در اندروں
کشتن ایں کار عقل و ہوش نیست | شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست
خصمِ بیروں قصدِ جانِ ما کند | نفس قصدِ بردنِ ایماں کند

حدیث مبارک

اَعدیٰ اَعدُوکَ نفسکَ التی بین جنبیکَ

(تیرے تمام دشمنوں سے زیادہ سخت دشمن تیرا اپنا نفس ہے جو کہ تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔)

حدیثِ دیگر:۔

رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر ذع نفسكَ وتعال

ہم چھوٹے جہاد (میدانِ جنگ) سے بڑے (جہادِ زندگی) کی طرف لوٹتے ہیں۔ اپنے نفس کو چھوڑ! اور آجا!

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ صوفیا کرام کی کتابوں میں یہ جو لکھا ہوا ملتا ہے کہ فلاں صوفی نے اس قدر ریاضت کی اور فلاں نے اس قدر

ان سب کو حق تعالیٰ نے ہی توفیق عطا فرمائی تھی کیونکہ نیک اعمال بغیر توفیق حق تعالیٰ کے نہیں کئے جا سکتے۔ اگر حق تعالیٰ توفیق نہ دیں تو کسی سے کوئی بھی نیک عمل نہ ہو سکے۔

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد   کے از بندہ خیرے بغیرے رسد

حق تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں وما توفیقی الا باللہ یعنی کہہ دیجئے یا رسول اللہ کہ نیک اعمال کی توفیق مجھے حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء اور اولیاء کو نبوت اور ولایت بغیر کسب کے دی ہے بعد ازاں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آئے تو کہنے لگے کہ مجھے تو بہت یاد ہے حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں نماز پڑھوں زکوٰۃ ادا کروں اور اپنی والدہ کا فرمانبردار رہوں۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور میاں غلام حیدر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اپنے وطن سے روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر میں نے میاں غلام حیدر مرحوم کو کہا کہ شہر سے جا کر آٹا لے آؤ تاکہ کھانا پکائیں۔ میاں مذکور چلا گیا۔ لیکن خالی ہاتھ واپس لوٹا اور کہنے لگا کہ یہاں آٹا اچھا نہیں ہے، میں آج کھانا نہیں کھاؤں گا۔ تاکہ میرا نفس مر جائے۔ اس وجہ سے بھی میں نے آٹا نہیں خریدا۔ فرمایا کہ پس خود بازار گیا اور آٹا خرید کر لایا اور دو روٹیاں پکائیں، غلام حیدر

کے سامنے رکھیں اور کہا کہ کھاؤ، میاں مذکور کہنے لگا کہ میں تو آج کھانا نہیں کھاؤں گا، کیونکہ آج میں اپنے نفس کو مار رہا ہوں، پھر میں نے ایک روٹی کھالی اور دوسری ایک اور شخص کو جو راستے میں ہم سے ملا تھا دے دی اور روانہ ہو گئے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو غلام حیدر مرحوم ہم سے پیچھے رہ گیا میں نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ چلا آرہا ہے۔ میں نے کہا! اے غلام حیدر! جلدی چلو ورنہ تم کو اس لاٹھی سے ماروں گا۔ جو میرے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے سامان سفر بھی میاں مذکور کے پاس تھا۔ تھوڑی دیر بعد میں وضو کرنے کے واسطے ایک کنوئیں پر چلا گیا، جب واپس آیا تو دیکھا کہ غلام حیدر مرحوم تھیلے کا منہ کھول کر مصری کھا رہا ہے۔ میں نے خوش طبعی کے طور پر کہا کہ تم اپنے نفس کو اس طرح مار رہے ہو کہ ہماری مصری کھا رہے ہو۔ شام کے وقت ہم ایک شہر میں پہنچے۔ رات وہاں گزاری لیکن کوئی چیز نہ کھائی، جب صبح ہوئی تو ایک شخص بغیر خمیر کے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی لایا، غلام حیدر مرحوم نے کہا کہ ایک دن بھی گذر گیا اور ایک رات بھی، اب تک روٹی نہیں کھائی اس لئے بہت ماندہ ہو گیا ہوں اور اپنی سزا بھگت رہا ہوں۔ اب اگر کھانا نہ کھایا تو زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ اور چلنے سے عاجز آجاؤں گا، اس وقت اگرچہ یہ طعام طعام فطیر ہے تاہم کھاتا ہوں۔

لہ طعام فطیر۔ بغیر خمیر کے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی۔

ایک روز مولوی علی محمد جراح نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! مجھے ڈیرہ اسماعیل خان کا قاضی مقرر کیا گیا ہے۔ اور میری تنخواہ بھی مقرر کی گئی ہے۔ لیکن میں اس قضا کے کام سے بہت ڈرتا ہوں۔ حضرت قبلہ نے اس کے جواب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے قصیدہ غوثیہ کا یہ مصرع پڑھا ع

مُرِیدِی لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّی

بعد ازاں حکایت بیان فرمائی کہ پہلے زمانہ میں ایک قاضی صاحب تھے جو کہ بڑے عالم زاہد، متقی، خدا ترس اور خدا پرست تھے ایک دفعہ آپ کے پاس ایک بقال آیا اور کہنے لگا کہ اے نائب رسول اللہ! تم قاضی ہو، میرے پاس ایک گائے تھی اسے شیر کھا گیا۔ آپ اس معاملہ انصاف فرمائیں، قاضی صاحب نے یہ سن کر تبسم کیا اور کہنے لگے کہ شیر تو جنگل میں ہے، میں کس طرح اس معاملہ کا فیصلہ کر دوں۔ ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک شیر قاضی صاحب کے سامنے آیا سجدہ کیا اور چلا گیا۔ اور بقال راضی ہو گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ پہلے زمانہ میں قاضی صاحب انصاف ہوا کرتے تھے اور اگر کوئی قاضی رشوت خور ہو تو اللہ کی پناہ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر کسی شخص کو باری کا بخار آتا ہو تو اس کے کان میں کہا جاتا ہے کہ اے تپ! اس شخص سے دور ہو ورنہ تجھے رشوت خور قاضی کی قبر میں ڈالوں گا تپ اس بات کے سنتے ہی دور ہو جاتا ہے۔ عملیات کے ماہر اس عمل کو کیا کرتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ قاضی محمد عاقل صاحبؒ جو کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ مقدمات کا فیصلہ حق کے مطابق کیا کرتے تھے۔ ایک روز دو پیرزادے اوچ سے ایک مقدمہ کے فیصلے کے واسطے آپ کے پاس آئے۔ انہوں نے حق کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ ایک پیرزادہ ناراض ہو گیا۔ اور اوچ سے کوچ کر کے ملوٹ میں جا کر آباد ہو گیا اور اس نے دستور بنا لیا کہ ہر روز صبح سویرے قاضی صاحبؒ کے واسطے بد دعا کرتا۔ فرمایا قاضی بننا اگر جائز ہے لیکن اس کام میں لوگوں کے دل رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا چھوڑنا بہتر ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ۔ بیت:-

خاطر کس را مرنجاں اے پسر
ورنہ خوردی زخم بر جاں اے پسر

ایضاً

دل بدست آور کہ حج اکبر است از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

نیز فرمایا کہ ہم نے قاضی احمد علی اور میاں عبد الرزاق کی مہر کو توڑوا کر کنوئیں میں ڈلوا دیا، اور فرمایا کہ میرے استاد میاں حسن علی صاحبؒ کے دادا قاضی تھے، ان کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی، انہوں نے قضا سے توبہ کی اور صاحب نسبت ہو گئے۔ نیز فرمایا کہ ایک ہندو کی ہمارے ساتھ دوستی تھی۔ ہر روز ہمارے پاس آتا اور جاتے ہوئے کہتا کہ اللہ کے بندوں کی دوستی کام آتی ہے، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو

مسلمان ہو گیا اور مر گیا، اس کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ کمر باندھے ہوئے مغرب کی طرف سے آ رہا ہے میں نے اسے کہا کہ اے دین محمد! کہاں سے آ رہے ہو کہنے لگا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے واپس آ رہا ہوں۔

نیز فرمایا کہ ہم نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں قدم قرآن شریف پر پڑے ہیں۔ جب بیدار ہوئے تو مولوی محمد عابد صاحب سوکڑی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور خواب کی تعبیر پوچھی، مولوی صاحب نے فرمایا آپ بہتر جانتے ہیں۔ لیکن اس خواب کی تعبیر میرے ذہن میں اس طرح آتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو رسول خدا علیہ اکمل الصلوٰۃ وافضل التحیات کی ظاہری و باطنی متابعت بدرجہ کمال عطا فرمائی ہے جس میں بال برابر فرق نہیں ہے۔ اللہم ارزقنا متابعتہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم متابعتہ الشیخ قدس سرہٗ بفضلک یا ارحم الراحمین۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں سالکوں کی استعداد بہت ہوا کرتی تھی، اکثر صائم الدہر ہوتے تھے، لیکن اس زمانہ میں ضروری ہے کہ سالک بقدر ضرورت کھانا کھائے اور رات دن مجاہدہ میں لگا رہے حتیٰ کہ اسے مشاہدہ الٰہی کا درجہ نصیب ہو اور روزہ رکھنے پر مداومت نہ کرے کیونکہ اس سے خشکی پیدا ہوتی ہے، لعدہٗ سودا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آدمی نماز روزہ اور دوسرے احکام شریعت کی بجا آوری سے بھی رہ جاتا ہے کیونکہ دماغ کی خشکی کی وجہ سے عقل جاتی رہتی ہے، پھر آپ

نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش بہت خدا یاد آدمی تھا، اس نے ہم سے پوچھے بغیر ہمیشہ کا روزہ رکھنا شروع کیا، چند دنوں کے بعد اس کے اندر سودا پیدا ہو گیا، حکیموں سے علاج معالجہ کر دیا گیا، لیکن اچھا نہ ہوا، لبعدہٗ اسے قید رکھا گیا۔ لیکن اس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا اور نماز روزہ اور شریعت کے دوسرے احکام کی بجا آوری سے بالکل رہ رہ گیا۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں استعدادیں بہت کم ہیں ہمت کے مطابق ہی کام کرنا چاہیے۔ بعد ازاں فرمایا کہ حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے آپ کہ اگر میں نے کم کھانے میں مبالغہ نہ کیا ہوتا تو بہت اچھا ہوتا کیونکہ بہت زیادہ کم کھانا کھانے کی وجہ سے مجھے ضعف لاحق ہو گیا ہے۔ عبادات کے واسطے کھڑا ہونے کی طاقت بھی نہیں رہی۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سید نہ ہو اور کہے کہ میں سید ہوں تو مسلمانوں پر اس کا ادب کرنا بھی واجب ہے۔ بیت

ادب تاجے است از لطفِ الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

پھر اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص سید مشہور تھا لیکن ایک اور سید اسے کہا کرتا کہ تم سید نہیں ہو، ایک دفعہ ایک بزرگ جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل تھی اس جعلی

سید کے ایک سفر میں ہمراہ ہوئے اور اس سے کہنے لگے کہ تم سید نہیں ہو، اس کے بعد ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محرومی ہو گئی، وہ بزرگ بہت حیران ہوئے اور پریشانی اور بیقراری سے گریہ زاری کرنے لگے، بعدہٗ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بزرگ سے فرمایا اگرچہ وہ سید نہیں تھا۔ پھر بھی تم پر ادب کرنا واجب تھا کیونکہ آخر اس نے میرا نام تمہارے سامنے لیا تھا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے الحق مُرٌّ یعنی حق بات کڑوی ہوتی ہے۔ اس لئے سوائے معتقد کے کسی سے نہ کہنا چاہیے بلکہ معتقد کو بھی جو بات کہنا ہو کنایۃً کہنی چاہیے نہ کہ صراحتاً، اور حکم کے طور پر تو بالکل کوبات نہ کہنا چاہیے۔ کیونکہ مخاطب اس سے انکار کر دے گا تو گنہگار ہوگا۔ اسی لئے کنایہ صراحت کی نسبت سے زیادہ بلیغ ہے۔

ایک روز ایک فقیر نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ فقر و فاقہ کی وجہ سے بہت سے فقیر یہاں سے جا رہے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ اگر فقیر جا رہے ہیں تو مجھے کوئی غم نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے پیران کرام نے فرمایا ہے کہ درویش کے واسطے فاقہ کی ذات نعمت ہے اسے غنیمت جاننا چاہیے کیونکہ لیلۃ الفاقۃ للفقیر لیلۃ المعراج اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اللہ والوں کی وفاداری اور دنیا داروں کی بے وفائی کے

بارہ میں کچھ بات چلی حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی دوستی دونوں جہانوں میں کام آتی ہے، لیکن دنیا داروں کی دوستی کا کوئی اعتبار نہیں ہے، بعدہٗ اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ لیہ میں ایک بزرگ تھے محمد نامی، قوم کے لوہار تھے، ان کے تین چار لڑکے تھے، ان کے وصال کے بعد ان کے ایک لڑکے نے حسن خان جسکانی سے دوستی پیدا کی اور اس کا معتمد ہو گیا۔ لیکن چند دنوں کے بعد حسن خان مذکور نے اس بزرگ زادہ کو قتل کرا دیا۔ اور ایک نالہ میں پھینک دیا جو کہ لیہ کے قریب تھا۔

نیز فرمایا کہ بہاول خان ثانی نے اپنی گردن میں کپڑا ڈال کر مجھ سے درخواست کی کہ دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ محمد یعقوب کو بیٹا عطا فرما دیں۔ بعد ازاں اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ اس کی قبر تک کا نشان نہیں چھوڑا۔ نیز فرمایا کہ اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا کوئی عیب دیکھتا ہے تو اس کو خراب کرتا ہے حق تعالیٰ اپنے بندوں کے ہزاروں گناہ اور تقصیریں دیکھتے ہیں، لیکن توبہ کرنے پر معاف فرما دیتے ہیں، چنانچہ کفر جو کہ اکبر الکبائر اگر کوئی کافر ایک بار کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ اس ایک کلمہ کی برکت سے حق تعالیٰ اس کے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف فرما دیں، شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

بحمد اللہ آں کس مسلماں شد
اگرچہ گدا بود سلطان شد

نے نیز فرمایا کہ دنیاداروں کی صحبت سے دور رہنے میں سلامتی ہے اور ان کی نزدیکی میں جان کی ہلاکت کا خطرہ ہے اس پر یہ مصرع پڑھا ۔ ؎

قرب سلطان آتش سوزاں بود

نیز فرمایا ہندی ع جتیں حاکم آوے مسدا وِساہ نہ کریں تِل دا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہندی ع مستی چینخے نہ چڑھی جے چڑھی ڈُل نہ مڑی یعنی خدا کی راہ میں مردانہ وار قدم رکھنا چاہیے اور تابع گرو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا استقامت سے پابند رہنا چاہیے اور نفس اور شیطان کے حکموں کو ہرگز نہ ماننا چاہیے ۔ کیوں کہ یہ دونوں سخت دشمن ہیں اگرچہ بظاہر دوستی سے پیش آتے ہیں ۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک کامل بزرگ تھے، ان کو اطلاع دی گئی کہ آپ کے مریدین میں سے ایک شخص فتنہ میں پڑھ گیا ہے ۔ اور مرتکب مناہی ہوا ہے، جب وہ شیخ کی زیارت کے لئے آیا تو شیخ نے اسے کہا کہ جو کچھ کرنا ہو ہمارے حجرہ میں کر لیا کرو کیونکہ درویش پر صفت ستاری اور پردہ پوشی کا غلبہ ہوتا ہے ۔ پھر انہوں نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ہمارے لئے دعا کرو کیوں کہ خود ہمارے اندر عیب اور کمی ہے جس کی وجہ سے ہمارا یہ ساتھی فتنہ میں مبتلا ہو گیا ہے ۔ نیز فرمایا کہ ایک عالم مدرس تھے جب ان کا کوئی شاگرد

سبق ناغہ کرتا تو اسے کہتے کہ ہم سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے کہ تم نے
سبق کا ناغہ کیا ہے۔ بیت ؎

آخر کم از انکہ گاہ گاہے   آئی و بہ ما کنی نگاہے

نیز فرمایا کہ ایک شخص موضع سیتپور کے پاس رہا کرتا تھا،
اس نے اپنی گائے پر ظلم کیا گائے نے نہایت فصاحت سے اسے کہا
کہ حق تعالیٰ نے تجھے مجھ پر ظلم کرنے کے واسطے پیدا نہیں فرمایا بلکہ اپنی
بندگی کے واسطے پیدا فرمایا ہے۔ جب اس شخص نے گائے سے یہ
بات سنی، اپنا مال و اسباب چھوڑ کر اللہ کی یاد میں لگ گیا۔ نیز فرمایا
کہ جو کوئی مال مویشی رکھتا ہو، اسے چاہیئے کہ ان کو گھاس چارہ اور پانی
وغیرہ میں غفلت نہ کرے کیونکہ قیامت کے روز اس سے ان کے
بارہ میں پوچھا جائے گا پھر آپ نے یہ حدیث پڑھی

یعنی تم میں سے ہر ایک اپنے اہل وعیال اور مویشی کا نگہبان ہے
قیامت کے روز ان کے نان ونفقہ اور چارا وغیرہ کے متعلق پوچھا
جائے گا۔

نیز فرمایا کہ اوچ شریف میں ایک حاکم تھا اس نے ایک شخص
کو کچھ رقم دے کر حضرت بابا صاحب قدس سرہٗ کی خدمت روانہ کیا
وہ شخص جب بابا صاحب کے پاس پہنچا، اس نے ان روپوں کو
تقسیم کیا، آدھے اپنے پاس رکھے اور آدھے بابا صاحب قدس سرہٗ کی
خدمت میں پیش کئے بابا صاحب نے اسے دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا

کہ تم نے خوب برادرانہ تقسیم کی ہے، وہ شخص شرمندہ ہوا اور باقی روپے لاکر باباصاحب کی خدمت میں پیش کر دیئے اور توبہ کرکے مرید ہوا اور مجاہدہ کرنا شروع کیا۔ جب باباصاحب قدس سرہٗ نے اس کا عقیدہ صاف پایا اسے خلافت دے کر سیستان کی طرف روانہ کر دیا الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت اورنگ آبادی قدس سرہٗ کی خانقاہ مبارک کے دس دروازے تھے، ہر دروازہ پر ملازم بیٹھے رہتے، جو حاجت مند آتا اس کی حاجت کو لکھ کر اسے دیتے۔ نیز فرمایا کہ حضرت اورنگ آبادی قدس سرہٗ کی دو مہریں تھیں ایک مہر کا سجع مبارک یہ تھا "ذکر مولیٰ از ہمہ اولیٰ" اور دوسری مہر کا سجع مبارک یہ تھا ـــ

اے نظام در رعایت دلہا بکوش

دین را بہ دنیا مفروش

فرمایا کہ محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مجھے واقعہ میں یہ شعر دیا گیا ؎

مے کوش کہ راحتے بجانے برسد
یا دست شکستہ بنانے برسد

بیت
دل بدست آور کہ حج اکبر است!
از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ
کے مریدین حسب تارک الدنیا لوگ تھے کہ دنیا داروں کی صحبت سے
سخت نفرت رکھتے تھے، اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ
حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے مریدین میں سے ایک شخص احمد پور کے
رہا کرتے تھے بڑے عالم اور مدرس تھے عیال دار بھی تھے مگر بڑی
تنگی سے گذر بسر کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہ
ان کے گھر تشریف لے گئے، ان سے فرمایا کہ میں بہاول خان سے تمہارا
وظیفہ مقرر کرا دیتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے قبلہ من! میرا
وظیفہ آپ حق تعالیٰ سے مقرر کرا دیں کیوں کہ فقیر کے واسطے دنیا دار
کے دروازہ پر جانا ذلت ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے واذا
رأیت الامیر بباب الفقیر فنعم الامیر واذا رأیت الفقیر بباب الامیر
فبئس الفقیر اللهم ارزقنا غنا القلب بحرمة الشیخ یعنی اگر تو کسی امیر کو فقیر
کے دروازہ پر دیکھے تو سمجھ وہ بہت ہی اچھا امیر ہے، اور اگر فقیر
کو امیر کے دروازہ پر دیکھے تو جان کہ بہت برا فقیر ہے، اے اللہ
ہم کو ہمارے شیخ کی حرمت سے غنائے قلب عطا فرمائے

حضرت قبلہ عالم و عالمیان فرمایا کرتے تھے کہ دنیا دار بخیل ہوتے ہیں
ہرگز سیر چشم نہیں ہوتے، اس کے مناسب حکایت فرمائی کہ سلطان محمود نے
ایک تالاب بہت مال و دولت سے بھرا ہوا پایا، چالیس روز تک اس خزانہ

کو اونٹوں اور خچروں پر لاد کر نکالتے رہے۔ کسی نے سلطان مرحوم سے
کہا کہ اب تو آپ کو بہت خزانہ مل گیا۔ ٹیپو سلطان نے جواب دیا کہ یہ
خزانہ تو تھوڑا ہے۔ سلطان کا یہ بات حرص پر دلالت کرتی ہے نہ کہ
قناعت پر دیکھنا سنو شیخ سعدی علیہ الرحمت فرماتے ہیں ع

گدا را کند یک درم سیم سیر | فریدوں بہ ملک عجم نیم سیر

بیت
گفت چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سیر تو صرف وہی لوگ ہوتے
ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ اس کے بعد یہ
شعر پڑھا ع

ہر کہ ذکرت نماند اسفی | ولیشان زدہ کف کہ حسبنا اللہ کفی

والحمد للہ رب العالمین۔

کچھ مسجد کی خدمت کے بارے میں بات چلی۔ حضرت قبلہ قدس
سرہٗ نے فرمایا کہ ایک شخص نہایت پریشان حال، بیقرار اور مفلس
تھا ہر روز مسجد کے مٹکے بھر کر رکھا کرتا تھا۔ کچھ مدت کے بعد حق تعالیٰ
نے اس کی روزی فراخ کر دی اور بہت سے مال و جائداد کا مالک بن
گیا۔ نیز فرمایا کہ ایک بوڑھا بڑھئی تھا۔ اس کی بیوی بھی بوڑھی تھی وہ
ہر روز وضو کے لوٹے بھر کر مسجد میں رکھ دیتی اس نیت سے کہ حق تعالیٰ اسے
اولاد عطا کریگا۔ کچھ مدت کے بعد حق تعالیٰ نے اسے دو لڑکے دیئے

ایک کا نام عیسٰی اور دوسرے کا نام موسٰی تھا۔

نیز فرمایا کہ ایک ہندو عورت ہر روز علی الصبح مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی اس نیت سے کہ حق تعالیٰ اس کی لڑکی کو شفا دیدے گے جو کہ کوڑھی تھی چند روز کے بعد حق تعالیٰ اس کی لڑکی کو شفا دی، اور وہ صاحب اولاً بھی ہو گئی۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تمام اعمال کا دارو مدار نیک نیتی پر ہے اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک ہندو نے ایک مسلمان سے اپنا قرضہ طلب کیا، مسلمان نے انکار کر دیا، ہندو نے کہا کہ میری "تقویم" پر اپنے ہاتھ سے لکیر کھینچ دو۔ مسلمان مردود نے اپنے ہاتھ سے اس "تقویم" پر خط کھینچ دیا،

یہ معاملہ ظہر کے وقت ہوا جبکہ ہم تونسہ شریف کی مسجد سفید میں اپنے استاد میاں حسن علی صاحب سے قرآن پڑھا کرتا تھا۔ ہم نے یہ معاملہ خود دیکھا جب شام کا وقت ہوا، اس شخص کے لڑکے کو گائے نے پیٹ میں سینگ مارا وہ اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ اسی وقت مر گیا۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک ہندو نے ایک مسلمان سے نو روپے لینے تھے لیکن اس نے انکار کر دیا روپیہ دھوکے اور فریب سے لے لئے، چند روز بعد اس ہندو کی نو گائیں جو چرنے گئے کہتے ہیں کہ ہر ایک گائے کی قیمت بیس روپیہ تھی۔ سب برباد گئیں اور اس ہندو نے

اقرار کیا کہ یہ سب ان روپیوں کی شامت ہے جو میں نے دغابازی سے زیادہ لئے ہیں۔

حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستانی سب بہشتی ہوتے اگر ان میں فریب اور مکر نہ ہوتا اور افغان سب بہشتی ہوتے اگر ان میں ضد نہ ہوتی۔

ایک روز مغرب کے وقت بعض لوگوں نے کچھ ناشائستہ باتیں کیں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ کچھ لوگ لایعنی باتیں کر رہے ہیں فرمایا کہ بے فائدہ سر کھپاتے ہیں کیونکہ خدا اور رسول کے بغیر سب سر دردی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ قال اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔

چنانچہ حضرت ابوسعید کا قصہ ہے کہ آپ نے جب آیت مذکور پڑھی تو ان کو جذب ہوا - ان کے استاد نے ان سے کہا کہ اس کلمہ سے باہر آکر ان کلمات میں مشغول ہو ، اس کلمہ سے مراد اسم اللہ ہے۔ اور ان کلمات سے مراد علم تفسیر و حدیث اور دوسرے علوم ظاہری ہیں نیز فرمایا ہندی :-

موڑ نہ سکدیاں موڑ لکھیا لوح قلم دا

نیز یہ بیت پڑھا ؎

دائم نظارہ کردن جو جری ۔۔۔ ربی کریمی و آمر نگاری

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دنیا دار لوگ ماہ رمضان المبارک میں روزہ نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ ہم کو خشکی ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ یہ بات نفس اور شیطان کی گمراہی کے سبب کہتے ہیں، ورنہ دنیا داروں کے پاس سب کچھ موجود ہوتا ہے، اگر گرما کو سرما اور سرما کو گرما سے تبدیل کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ بعدہٗ میاں عثمان فقیر نے خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ غریب نواز! بندہ ڈیرہ اول سے چل کر تونسہ شریف تک پہنچا ہے۔ اس درمیان میں کسی کو نہیں دیکھا جس نے رمضان شریف کا روزہ رکھا ہو یا نماز تراویح ادا کی ہو، سوائے اس جگہ کے کہ جناب کی برکت سے درویش روزہ رکھتے ہیں اور تراویح ادا کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا کہ جب مسلمانوں نے اچھے اعمال کو چھوڑ دیا ہے تو حق تعالیٰ نے ان پر کافروں کو مسلط فرما دیا ہے۔ نیز عثمان مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! بندہ جب کشتی میں سوار ہوا تو کشتی میں سو یا اس سے بھی زیادہ آدمی تھے، لیکن ان میں سے کسی کا بھی روزہ نہیں تھا سوائے ایک طالب علم کے جس کا روزہ تھا۔ نیز احمد پور میں بہت لوگ روزہ رکھتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت خیال کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس جگہ اسلام کی برکت ہے۔ اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ الصوم سیف النفس یعنی روزہ رکھنا تیز تلوار کی مانند ہے جو کہ نفس کو قتل کر دیتی ہے

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں لوگ ایک درہم کے

کے گوشت پوست کو نوچنے میں لگے ہوئے ہیں (یعنی ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں) ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے الگ رہنا چاہیئے کیونکہ ایسے لوگوں کی صحبت میں نفع کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ "قطاع الطریق" وہ لوگ ہیں جو خدا تک پہنچنے نہیں دیتے اور ادھر ادھر ہوس اور شہوت و حرص کے گڑھے میں ڈالتے ہیں۔ اور اس طرح تیرے دین کی راہ مارتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔
اِذَا حَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اَبْصَرَ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتے ہیں تو اس کے عیب اسی پر کھول دیتے ہیں۔

حدیث دیگر: ایاکم وصحبۃ الاغنیا (اغنیاء کی صحبت سے بچو)

حدیث دیگر: فرو من ھم کما تفرون من الاسد (ایسے لوگوں (یعنی برے لوگوں) سے اس طرح بھاگو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو)

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بدبخت وہ شخص ہوتا ہے جو کہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ نیک بخت سمجھے اور بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ بدکار اور گنہگار سمجھے۔ اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے زمانے میں ایک دفعہ بارش نہ ہوئی۔ لوگ نماز استغفار کے لئے صحرا میں گئے اور نماز ادا کی لیکن پھر بارش نہ ہوئی۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ برے لوگوں کی شامت اعمال کی وجہ سے بارش نہیں ہوتی۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ نے کہا کہ سب لوگوں سے زیادہ برا تو میں ہی ہوں۔ اسی جگہ سے چلا جاتا ہوں۔ لوگ

آپ کے پاؤں پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ آپ کے بغیر ہم کس طرح گزارا کریں نے
نیز فرمایا کہ جو کوئی اپنے آپ کو سب لوگوں سے کمتر سمجھتا ہے وہ حق تعالیٰ کا
محبوب و مقبول ہوتا ہے۔

خود ستائی پیشہ شیطان بود
ہر کہ خود را کم زندہ مرد آں بود

اس بارہ میں بات چلی کہ ہر کسی کو جو کچھ ملنا تھا ازل سے مل چکا ہے حضرت
قبلہ نے فرمایا کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں تین روز
کے بعد مر جاؤں گی مجھے کچھ مویز متبرک عطا فرمایئے کہ میں مرتے وقت اسے
کھا لوں، اس کے بعد اس کا حال دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جس طرح
اس نے کہا تھا اسی طرح ہوا۔ نیز فرمایا کہ نور محمد کہائی کا والد میاں ابراہیم بزدار
میرے پاس آیا اور بوقت رخصت بار بار میرے پاس آتا اور مجھے رخصت کرتا۔
میں نے اسے کہا کہ اے ابراہیم آج تمہیں کیا ہوا ہے کہ بار بار میرے پاس
آتے ہو اور مجھے رخصت کرتے ہو، کہنے لگا میں نہیں جانتا کہ مجھے دوبارہ آپ
کی زیارت نصیب ہوگی یا نہ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اپنے گھر پہنچتے ہی مر گیا۔
نیز فرمایا کہ میاں ابراہیم کا تو یہ حال تھا اور اس کے لڑکے نور محمد کا یہ حال ہے
کہ راہزنی کرتا ہے۔ اور لوگوں کا مال لوٹ کر کھاتا ہے۔ نیز فرمایا کہ بزدار قوم
کا ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آج مر جاؤں گا، مجھے کچھ تلقین فرمایئے
جس کو میں مرتے وقت پڑھوں، میں نے اسے کلمہ شہادت تلقین کیا۔ وہ اسی
روز مر گیا۔ اور قصبہ منڈرانی میں جو کہ پہاڑ کے پاس ہے، گھر پہنچتے ہی جان
جان آفرین کے حوالہ کر دی۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت مبارک پڑھی

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

کچھ دنیا کے متعلق بات چلی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دنیا سخت دشمن ہے۔ اس سے دور رہنا چاہیے، اور فرمایا کہ کسی مفلس نے آج تک خدائی کا دعویٰ نہیں کیا ہے غرورِ دنیا کے سبب کیا ہے جیسا کہ شداد بخت نصر اور فرعون وغیرہ ان سب نے غرورِ دنیا کی وجہ سے خدائی کا دعویٰ کیا اور حق تعالیٰ نے ان کو خراب کیا جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

نیز فرمایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد کوئی شخص خدائی کا دعویٰ نہیں کرے گا، لیکن اس زمانہ میں بعض لوگ خدائی کا دعوی رکھتے ہیں تاہم علانیہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ کوئی بندہ کسی سے کوئی چیز مانگے۔ یہ بات صوفیاءِ کرام کے مذہب میں حرام ہے، اتنے میں صاحب زادہ میاں خیر محمد زید حیاتہٗ بالعلم والعمل الصالح نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا غریب نواز! میری گھوڑی پر سواری فرمائیں، فرمایا کہ میں اس گھوڑی پر سواری نہیں کرتا کیونکہ جو چیز سوال کر کے حاصل ہوئی ہو میرے نزدیک حرام ہے۔

اچھے اور برے لوگوں کے بارہ میں کچھ بات چلی، حضرت قبلہ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ بعض لوگ مظہرِ خیر ہوتے ہیں ان سے ہمیشہ اچھائی ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض لوگ مظہرِ شر ہوتے ہیں ان سے ہمیشہ برائی ہی ظہور میں آتی ہے، پھر اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ پہاڑ میں ایک سید رہتا تھا اس کا نام رحیم شاہ اور مظہرِ خیر تھا جب کبھی لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوتا اور سید مذکور کو اطلاع ہوتی، فوراً درمیان میں پڑ

کر صلح کرا دیتا۔ نیز فرمایا کہ سید مذکور کا بیٹا مظہرِ شر تھا۔ جو کہ لوگوں کے درمیان جنگ و جدال پیدا کرتا تھا اور جہاں جاتا اس سے بجائے خیر کے شر ظاہر ہوتا اور فرمایا کہ اسی طرح فتح خان ٹوانہ مظہرِ شر ہے اور یہ بیت ارشاد فرمایا ؎

نا سزائے را چو بینی بختیار عاقلاں تسلیم کردند اختیار

فرمایا کہ پہلے مصرع میں لفظ تسلیم محذوف ہے مطلب یہ ہے جب کسی نالائق کو صاحب اختیار پائے تو رضا و تسلیم اختیار کر کیونکہ عاقل لوگ رضا و تسلیم ہی اختیار کیا کرتے ہیں۔

کچھ بات چلی کہ جب کوئی دنیا کے معاملہ میں پڑتا ہے کسی کا حیا نہیں کرتا حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک شخص ڈیرہ غازی خاں کے پاس رہتا تھا جو کہ بہت منعصف مزاج تھا، ایک دفعہ اس نے اپنے خویش و اقربا کو اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا کہ مجھ سے رخصت ہو جاؤ کیونکہ میں کل صبح اندھا ہو جاؤں گا۔ اور کسی کو پہچان نہیں سکوں گا، اس کے اقربا نے کہا کہ کیا بات ہے۔ جواب دیا کہ کل حکومت کا کام میرے سپرد کیا جائے گا جب میں حاکم بن گیا تو پھر کسی کا لحاظ نہیں کروں گا نیز فرمایا کہ ڈیرہ غازی خان کے پاس ایک اور شخص بھی منعصف مزاج رہا کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جب دنیا دار لوگ غرور دنیا سے مست ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ کی داڑھی اور مونچھ نہیں چھوڑتے (یعنی حق تعالیٰ کی جناب میں بھی گستاخیاں کرتے ہیں) نعوذ باللہ من ذالک۔ نیز شخص

مذکور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ جب حق تعالیٰ اپنی خدائی کے اظہار پر آتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اس طرح تباہ و برباد کرتے ہیں کہ ان کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ مولانا رومی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

نقش با نقاش پنجہ مے زند   سبلتان و ریش خود بر میکند

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نوازا! مجھے میرے اہل و عیال گالیاں دیتے ہیں اور میری خدمت نہیں کرتے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا جبر رسانی کام آتا ہے جبر کا کچھ کام نہیں آتا۔ اور اگر کوئی اپنے اہل عیال پر یہ جبر رسا کرتا ہے کہ وہ میری خدمت کریں گے، اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اور اس کے مناسب حکایت فرمائی کہ کوہ دورک میں جعفر قوم کا ایک شخص تھا اس کے تین بیٹے تھے۔ ہر بیٹے کو اس نے سات سات ہزار روپیہ نقد اور دوسرے مال و اسباب دیئے اس امید پر کہ یہ میری خدمت کریں گے۔ بعدہٗ ہم نے اسے دیکھا کہ نہایت خستہ حال اور لاغر ہوا ہوا ہے۔ اور لباس بھی بوسیدہ ہے پاجامہ پر بے شمار پیوند لگے ہوئے اور ایک پشمینہ کا کرتا پہنے ہوئے جسے ہندی میں گُتنی کہتے ہیں جب اس کے لباس کا یہ حال تھا تو ہم نے اس کی خوراک کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ جوار کی روٹی اور ایک برتن پانی سے بھرا ہوا میرے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ میں روٹی کو پانی میں بھگو کر کھا لیتا ہوں ـــ اس کے بعد فرمایا کہ مستو خان مرحوم علاقہ سنگھڑ کا حاکم تھا۔ اس نے مرتے وقت اپنے اہل و عیال

سے ایک سو روپیہ طلب کیا، انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو تم کو دیویں، حالانکہ مستو خان حکمران رہ چکا تھا۔ اور بعض لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ علی اکبر خان مرحوم ولد مستو خان کی قبر پر سو روپیہ نقد لے گئے تھے مگر اسے بھی واپس لے آئے اور خیرات میں خرچ نہ کیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمت فرماتے ہیں ؎

برگ عیشے بگور خویش فرست　　　کس نیارد ز پس تو پیش فرست

نیز فرمایا کہ جب شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کا وقت وصال قریب آیا، ان کے ایک لڑکے نے لانگری سے توشہ خانہ کی چابی طلب کی اور توشہ خانہ کا دروازہ کھولا۔ توشہ خانہ میں سوائے پانچ روپے سکے اور کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ وہ پانچ روپیہ تجہیز و تکفین پر خرچ کیا گیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ جس لڑکے نے توشہ خانہ کی چابی مانگی تھی اس کی اولاد تنگی میں رہتی ہے اور جس نے کنجی طلب نہیں کی تھی اس کی اولاد خوش حال ہے۔

کچھ بات چلی کہ جس جگہ بدعت اور کھیل کود کا کام ہوتا ہے بہت لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور جہاں کوئی نیکی کا کام ہو وہاں کم لوگ جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نیکی کے کام میں نفس اور شیطان مخالفت کرتے ہیں اس وجہ سے لوگ نیکی کے کاموں میں کم جمع ہوتے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اصحاب کم اور کافر بہت زیادہ تھے اور وہ بدعت کے کاموں میں نفس و شیطان بھی موافقت کرتے ہیں اس وجہ سے

بدعت اور کھیل کود کے کاموں میں بہت لوگ جمع ہوتے ہیں چنانچہ مسلمہ کذاب جس نے ایک بدعت کا اور ناحق کام کا بیڑا اٹھایا تھا۔ اس کے پاس تھوڑی مدت میں چند لاکھ آدمی جمع ہو گئے اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا بعدہٗ اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قتل کروا دیا اور نجد کے ملک کو خراب کیا۔ کیونکہ نجد کا ملک معدن فساد ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ النجد قرنٌ من قرون الشیطن۔

ایک روز بندہ (مولف ملفوظات) نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت کیا کہ دعا فرمائیں حق تعالیٰ اپنی محبت نصیب فرمائیں، فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ اسی طرح ہوگا۔ بندہ نے یہ حدیث شریف پڑھی

حضرت خواجہ یہ شعر زبان مبارک پر لائے ؎

بس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی

کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

کچھ بات چلی کہ داڑھی کو خضاب لگانے سے کچھ فائدہ نہیں ہے، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ہم دہلی شریف داخل ہوئے تو ہم نے ایک مسجد کے دروازہ پر یہ ہندی بیت لکھا ہوا دیکھا۔

ہندی یہ رنج الکھیں اس ڈھنگے کول   کیس نہ لادیں بگے کول

اول آخر مرنا   منہ کالا کہاں کرنا :

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مولوی محمد عمر صاحب

ملتانی صحیح بخاری شریف کا ایک نسخہ لے آئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حدیث کا صحیح فہم بغیر مجتہد کے اور کسی کو نہیں ہے۔ ہمارا عمل مجتہد کے قول پر ہے نہ کہ حدیث پہ۔ کیونکہ حدیث کی جانچ اور پھر بعض متعارض احادیث کی ایک دوسرے سے یا قرآنی آیات سے مطابقت کرنا اور استنباط و استخراجِ مسائل مجتہد ہی کا کام ہے۔

کچھ بات چلی کہ دنیادار ہر وقت لڑائی جھگڑے میں ہی پڑے رہتے ہیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ دنیادار ایک مردار کی مانند ہے۔ جس طرح مردار پر کتے اور گیدڑ جھگڑا کرتے ہیں اسی طرح طالبانِ دنیا، دنیا کے واسطے جھگڑا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور آخر کار سارے ہی اس دنیا کو چھوڑ کر آگے چلے جاتے ہیں۔ پھر اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ جب سلطان سکندر کا وقتِ وفات قریب پہنچا، اس نے اپنے عزیز و اقارب اور امراء و وزراء کو بلایا اور وصیت کی کہ میرے ہاتھ پاؤں کفن سے باہر رکھنا۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہاتھ پاؤں کا ننگا رکھنے سے یہ مطلب تھا کہ سلطان سکندر تمام جہان کا بادشاہ تھا لیکن کوئی چیز دنیا سے اپنے ساتھ نہ لے گیا۔ اور ننگے پاؤں سفرِ آخرت اختیار کیا۔ جب سلطان سکندر مرگیا اس کی وصیت پوری کی گئی۔ یہیں سے رسم نکلی ہے کہ اکثر بادشاہوں کے ہاتھ پاؤں کفن سے باہر رکھتے ہیں۔

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نماز روزہ تو ہر شخص ادا کر سکتا ہے۔ لیکن شہوات کو چھوڑنا اور لذات کا ترک کرنا دوسرا کام ہے

ان سے باز رہنا مشکل کام ہے۔

رباعی

تا شہوت و کین و حرص و حسد　　　چوں خوں در رگ اند جان و جسد
رضا رو ورع نیک نامان مطلب　　　مردار ہوس و ہنر آں کیسہ بزر

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مولوی محمد احسن پسر مولوی امان اللہ ساکن دائرہ دین پناہ نے عرض کیا کہ غریب نواز بعض لوگ صحابہ کرام کے حق میں برے الفاظ کہتے ہیں۔ اور ہم لوگوں کی بھی مخالفت کرتے ہیں، فرمایا کہ یہ وقت صبر و سکوت کا ہے۔

نیز فرمایا کہ فاعل حقیقی ہر کام کا حق تعالیٰ ہے۔ لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ نیک کام کو تو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے اور برے کام کو نفس اور شیطان سے نہ کہ حق تعالیٰ سے اور یہ آیت مبارک پڑھی۔
ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین۔

(اے ہمارے رب ہم نے گناہ کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اگر تو ہم کو معاف نہیں کرے گا۔ اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے)

اور مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں مثنوی:-

از خدا خواہیم توفیق ادب　　　بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

از ادب معصوم و پاک آمد ملک　　　از ادب پر نور گشتہ ایں فلک

کچھ بات چلی کہ ہر کوئی اپنے وطن اور ٹھکانے کو دوست رکھتا ہے،
حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ "حب الایمان من الایمان" فرمایا کہ وطن دو
ہیں، فرعی واصلی فرعی وہ ہے جہاں آدمی پیدا ہوا ہو اور وطن اصلی سے
مراد یہ ہے کہ تمام دنیاوی تعلقات کو ترک کر کے ذات حق میں محو ہو جائے

ع　ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش　　　باز جوید روزگار وصل خویش

نیز فرمایا کہ خشکی کے رہنے والے اگر پانی میں جا پڑیں تو مر جائیں۔ اسی
طرح پانی میں رہنے والے حیوانات خشکی پر آجائیں تو ہلاک ہو جائیں بیت:

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگ ہاست　　　ماہیاں را با یبوست جنگ ہاست

نیز فرمایا کہ اگر دیہاتوں کے رہنے والے شہر میں آجائیں تو حیران ہو
جائیں۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

یوسف کہ بہ مصر بادشاہی مے کرد
مے گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

ایک روز ایک شخص اجمیر شریف سے آیا اور حضرت قبلہ قدس سرہ
کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! بندہ نے سات روز تک اپنی درخواست
حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کی خدمت میں پیش کی ہے ساتویں روز
کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ تیری حاجت سنگھر شریف میں پوری ہو گی خواجہ

محمد سلیمانؒ کے پاس جا! ـ میری حاجت یہ ہے کہ میرا قرض ادا ہو جائے نیز مجھے بیعت فرمائیے، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اسے بیعت فرمایا کہ تین بار سورہ مزمل نماز عشاء کے بعد پڑھ لیا کرو، حق تعالیٰ تمہارے قرض کی ادائیگی کی صورت پیدا فرما دیں گے۔ انشا اللہ تعالیٰ اور اب اپنے گھر چلے جاؤ۔

ایک روز میاں علی محمد سپاہی حضرت قبلہ کی خدمت میں آیا، آپ نے اس سے فرمایا کہ تم بندہ اروں کے لشکر سے کیونکر بچے، میاں مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! جب بندہاروں کے لشکر نے مجھ پر تلواریں اٹھائیں تو میں نے جناب کی صورت کا تصور کیا! جناب کا ہاتھ مبارک ظاہر ہوا اور مجھے امان دی، حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا کہ مرید کو اسی طرح کرنا چاہیئے کہ ہر حالت میں پیر کا تصور رکھے اور اس کے وسیلہ سے مدد طلب کرے ۔ پھر یہ اشعار پڑھے ؎

رباعی

ناصیہ پیر نہ تنہا خیا است ۔ بلکہ یکے از صفت کبریا است

ہر کہ بدل دامن پیراں گرفت ۔ گنج بقا زین رہ ویراں گرفت

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو رنج و غم آدمیوں کو لاحق ہوتا ہے، یہ ان کے برے اعمال کی شامت ہوتی ہے۔ جن کو وہ کرتے ہیں، ورنہ حق تعالیٰ معاذ اللہ ظالم نہیں ہیں۔ اگر کوئی حق تعالیٰ کو ظالم کہے تو کافر ہو جائے اور ظالم وہ ہوتا ہے جو دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرے اور

حق تعالیٰ تو تمام چیزوں کے تنہا مالک ہیں، جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔
نیز فرمایا کہ
لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ ایک ذرہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہلتا

کچھ بات چلی کہ جس کسی کا فرزند فوت ہو جائے اس پر بڑی مشکل پڑ جاتی ہے، اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ کفار کے ساتھ ایک لڑائی میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے۔ ایک صحابی کی میت دستیاب نہ ہوئی۔ رسولِ خدا صلی اللہ نے حکم دیا کہ لاشوں کے پیٹ چاک کر کے جگر کو دیکھو جس لاش کے جگر میں دو سوراخ ہوں اس کو لے آؤ۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی طرح کیا اور ایک لاش کو اس کے مطابق پایا۔ وہ اس کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابی کے جگر میں دو سوراخ کس وجہ سے ہو گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ان کے دو بیٹے فوت ہو چکے ہیں، ان کو غم کی وجہ سے ان کے جگر میں دو سوراخ ہو گئے ہیں۔

نیز فرمایا کہ بچھو کے ڈنگ کے درد کی اسے خبر ہوتی ہے جس کو اس نے کاٹا ہو، اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ الفاظ زبان مبارک سے فرماتے تھے۔ انّا بک لمحزونون

القلب محروق فی فسراقک یا ابراھیم۔

اسے ابراہیم! تیری جدائی میں آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل جلتا ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ آپ نے ہم کو نوحات سے منع فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نوحہ سے منع کیا ہے نہ کہ گریہ سے، کیوں کہ یہ تو اللہ کی رحمت ہے جس دل میں وہ چاہے ڈال دیوے۔ نیز فرمایا کہ ایک صحابی کا مرتبہ بزرگیوں سے زیادہ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے۔ ان میں سے جس کسی کی بھی اقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے

کچھ بات چلی کہ جس کسی کو کوئی مصیبت پہنچے، چاہیے کہ وہ صبر کرے اور جزع وفزع نہ کرے، ورنہ تقدیر حق تعالیٰ کہتی ہے کہ تجھے ایک اور بلا میں مبتلا کروں گی جس سے تجھے پہلی مصیبت بھول جائے گی۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت تھی وہ اپنے بیٹے کے فوت ہو جانے پر ہر روز جزع وفزع اور نوحہ و ماتم کرتی ہم نے اسے منع کیا کہ ہر روز نوحہ اور آہ و زاری نہ کیا کرو بلکہ صبر کرو۔ اس نے جواب دیا کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ خدا نے لے لیا اب دل کیا کرے گا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔ جس سے اس کو اپنے بیٹے کا مرنا یاد تک نہ رہا۔ نیز فرمایا کہ کوئی جوان

میں ایک عورت تھی جس کا لڑکا فوت ہو گیا، وہ ہر روز توجہ کرتی اور ہرگز صبر نہ کرتی چند روز کے بعد ایک اور مصیبت میں مبتلا ہو گئی کہ اس کا بھائی فوت ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ جو کوئی صبر نہ کرے اس کو مصیبت پر مصیبت پیش آتی ہے اور جو کوئی صبر کرتا ہے وہ اس مصیبت سے بھی نجات پا لیتا ہے اور حق تعالیٰ اسے اجر عظیم بھی عطا فرماتے ہیں جیسا کہ فرمایا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین یعنی اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

کچھ اور بات چلی کہ حق تعالیٰ نے انسان کامل میں عجیب طور پر اپنا "سر" پوشیدہ رکھا ہے۔ حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔

الانسان سری وانا سرہ

آدمی میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں

اور فرمایا کہ لولاک لما خلقت الافلاک

اس کے بعد یہ بیت ارشاد فرمایا

گر نبودے ذات حق اندر وجود

آب و گل را کے ملک کردے سجود

نیز فرمایا کہ فی قراۃ القرآن برکۃ و فی الحرکۃ برکۃ و

فی الخیرات برکتہ و فی الحلال برکتہ

نیز فرمایا کہ جو کوئی حرام کھاتا ہے اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اور وہ عاجز آجاتا ہے، چنانچہ چور ہمیشہ خوار ہی رہتے ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تم نے کس قدر علم پڑھا ہے، اس نے جواب دیا کہ میں نے علم طب پڑھا ہے۔ حضرت قبلہ نے یہ بیت پڑھا۔

طب نبی جوئی کہ طب الٰہی
سازدت از جملہ علل الٰہی!

کچھ بات چلی کہ بہت سے درویش ایسے ہیں جو کہ لباس میں چھپے ہوئے ہیں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جوگیوں کا لباس رکھتا ہو، اس سے انکار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ بہت سے صاحب دل ہیں جنہوں نے اپنے آپ لوگوں سے چھپا رکھا ہے بلکہ ہر شخص کی خدمت اور تعظیم کرنی چاہیئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے:۔

من خدم خُدم۔ جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ بیٹا باپ کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرے گا، جس جگہ کوئی لڑکا اپنے باپ کا فرمانبردار ہوگا اسے مبارک باد دی جایا کرے گی کہ تمہارے اندر مخالفت نہیں ہے پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

دختراں را ہمہ جنگ است و جدل با مادر
پسراں را ہمہ بدخواہ پدر می بینم!

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو کوئی حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اس کی نعمت بڑھ جاتی ہے چنانچہ خود فرمایا ہے۔ وَلَئِن شَکَرْتُم لَاَزِیْدَنَّکُم اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم کو اور زیادہ دیں گے۔ اور اگر کوئی ناشکری کرتا ہے تو اس کا تمام مال و اسباب خراب و تباہ ہو جاتا ہے ــ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ کوہ درک میں چند سادات تھے ان کے پاس بہت سا مال و اسباب تھا لیکن زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ ایک سال چور آئے۔ ان کو شہید کر دیا اور ان کے مال و اسباب کو خراب کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ چنانچہ نو سو تو صرف گدھیاں ہی لے گئے اور بے شمار گائے بیل لے گئے۔ چنانچہ ہر ایک چور کو ایک سو بیس گائیں حصہ میں ملیں۔ اور ایک ایک گدھی اٹھارہ انیس روپیہ میں فروخت کی گئی۔

اور فرمایا کہ انہی سیدوں میں سے ایک سید نے اپنے لڑکے کو ایک معلم کے پاس بھیجا کہ اسے قرآن شریف پڑھا دو۔ جب معلم نے سید مذکور کے لڑکے کو قرآن شریف ختم کرا دیا تو استاد کو ایک بکری دی گئی اور وہ بھی اتنی لاغر کہ راستے میں ہی مر گئی اور استاد کے گھر تک نہ پہنچ سکی۔

کچھ بات چلی کہ اولیاء اللہ کو اللہ کی طرف سے اتنی توفیق ملی ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ سے مانگیں، انہیں مل جاتا ہے ــ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اس کے مناسب حکایت فرمائی کہ ایک سال کوہستان میں بارش کی بندش ہو گئی، مخلوقِ خدا ایک صاحب دل کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ہمارے مال

مویشی بھوک اور قحط سالی کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ ولی نے جواب دیا کہ تمہارا مطلب بارش سے ہے یا گھاس سے ہے، کہنے لگے ہمارا مقصود سبز گھاس ہے، ولی اللہ نے دعا کی اور کہا کہ حق تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ بغیر بارش کے سبز گھاس اگا دیں۔ صبح سویرے جب لوگ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ تمام صحرا اور پہاڑ میں سبز گھاس اگی ہوئی ہے، اس وجہ سے اس ولی اللہ کا لقب "درغر شین" رکھا گیا اور پٹھانوں کی زبان میں "غر" پہاڑ کو کہتے ہیں اور "شین" سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ اب تک اس ولی اللہ کی اولاد اس لقب سے مشہور ہے۔ — نیز فرمایا کہ اہل اللہ جو کچھ حق سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں وہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ جیسا کہ حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کے حکم سے کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجودیکہ مرتبہ نبوت پر فائز تھے، اس سے بے خبر تھے چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ مثنوی:۔

آں پسر را کش خضر ببرید حلق	سرّ آں را در نیابد عامۂ خلق
آنچہ از حق یافتہ وحی و خطاب	ہر چہ فرماید بود عین صواب
آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست	نائب است و دست او دستِ خدا ست
فہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر !!	شد ازاں محجوب تو بے پر مپر

بندہ جامع ملفوظ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مثنوی شریف پڑھ رہا تھا۔ جب یہودی بادشاہ اس کے وزیر کا نصاریٰ کے ساتھ دھوکہ

کرنے کا قصہ شروع ہوا تو فرمایا کہ نفسِ انسان کا سخت دشمن ہے کہ وزیر نے فریبِ نفس کی وجہ سے اپنے آپ کو بھی خراب کیا اور قوم نصاریٰ بھی اس کے فریب سے خراب ہوئی بلکہ ابھی تک ان میں خرابی باقی ہے اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

نفس را سرکوب و دائم خوار دار
ناتوانی دُور شس از مردار دار!

بعد ازاں فرمایا کہ وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ میرے ہاتھ اور کان کاٹ ڈال اور میری ناک کو پھاڑ دے بادشاہ یہود نے اسی طرح کیا، اس کے بعد وزیر کو قوم نصاریٰ میں بھیجا اور اس نے نفس اور شیطان کے مکر سے ساری قوم نصاریٰ کو خراب کر دیا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ وزیر نے نفس اور شیطان کے مکر سے اپنے ہاتھ اور کان کٹوائے اور مر گیا، اسی طرح ایک شخص نے ناظم ملتان دیوان ساون مل کو خنجر مار کر اسے ہلاک کر دیا، لیکن اسے بھی مار دیا گیا ــ نیز فرمایا کہ اسی طرح نفس و شیطان کے مکر سے ایک شخص نے غلام مصطفیٰ خان ملتانی کو تلوار ماری۔ اسے تو حق تعالیٰ نے بچا لیا لیکن تلوار چلانے والے کو مار دیا گیا ــ نیز فرمایا کہ ہر شخص اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے لیکن جب نفس غالب آگیا تو اس کے دھوکہ میں آکر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔ جیسا کہ میاں علی محمد احمدانی جو کہ عالم تھا اس نے اپنے بیٹے میں

چھری ماری اور مرگیا — نیز فرمایا کہ بہت سی عورتیں کنوئیں میں گر کر یا اپنے گلے میں رستہ ڈال کر مرجاتی ہیں -

---

کچھ بات چلی کہ بقا تو صرف حق تعالیٰ کے واسطے ہے باقی سب چیزوں کے لئے فنا ہے، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کتنے حاکم ہماری زندگی میں دنیا سے چلے گئے، جیسا کہ میاں سراسٹے کہ اسے شاہ ثانی کہا جاتا تھا اور مسو خان مرحوم اور حسن خان جسکانی اور حیات خان جسکانی اسی طرح اور بہت سے لوگ چلے گئے ہیں اس پر آپ نے یہ آیت پڑھی کل شیٔ ھالک الا وجھہ

نیز فرمایا کہ ہمارا کام بدوں کے ساتھ بھی نیکی کرنا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ

اَحْسِنْ اِلیٰ مَنْ اَسَا

بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کر

بیت — بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الیٰ من اسا

حضرت قبلہ قدس سرہ کی مہر مبارک کا سجع یہ ہے

سجع :- "سلیمان سرافراز نور محمد است"

اور دعا جو حضرت قبلہ ہر فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ پڑھا کرتے، یہ ہے :-

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَجْعَلْ عَوَاقِبَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ۔
یہ پڑھ کر ہاتھ مبارک تینوں مرتبہ منہ پہ پھیرا کرتے۔ لیکن الحمد شریف اور سورہ اخلاص پڑھنے کے بعد دعاء مذکور پڑھا کرتے

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اگر شرع میں علم نہ ہو تو شر باقی رہ جاتا ہے

نیز فرمایا کہ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

نیز فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حق تعالیٰ پر تکیہ کیا اس لئے ان پر آگ باغ ہو گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے غیر پر بھروسا کیا اسلئے چند سال زندان میں رہے۔ اور حضرت سلطان المشیخؒ نے فرمایا ہے کہ شیخ شیوخ العالم حضرت فرید الحق والدین قدس سرہٗ کو ایک مرض لاحق ہوا آپ نے اس دوران میں چند قدم چلنا چاہا اس لئے عصا ہاتھ میں پکڑا اور چلنے لگے چند قدم چلے ہوں گے کہ عصا آپ نے پھینک دیا اور غم کا اثر آپ کی پیشانی مبارک پر ظاہر ہوا، لوگوں نے پوچھا کہ حضرت خواجہ نے کس لئے عصا ہاتھ سے پھینک دیا ہے، فرمایا کہ مجھ پر عتاب ہوا ہے کہ تو نے ہمارے غیر پر کیوں تکیہ کیا۔

حسنات الابرار سیّاٰت المقربین

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ رزاق مطلق ہیں چنانچہ سیمرغ

کو روزانہ کوہ قاف میں چالیس ہاتھی کھانے کو دیتے ہیں، جیسا کہ شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:۔

چناں پہن خوان کرم گسترد — کہ سیمرغ در قاف روزی خورد

اور فرمایا کہ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے۔

نیز فرمایا کہ ایک شخص نے ابلیس کو دیکھا اور کہا کہ تو لوگوں کو خراب کرتا ہے؟ ابلیس نے جواب دیا میں لوگوں کو خراب نہیں کرتا بلکہ ان کو تو عورتیں خراب کرتی ہیں، جن سے یہ پیار کرتے ہیں؛ اور بدگمانیوں کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں، بھلا میں کہاں ہوتا ہوں

بیت

اگر نیک بودے ہمہ فعل زن — زناں را مزن نام بودے نہ زن

نیز یہ شعر پڑھا سہ

در رفع حجاب کوش نہ در جمع کتب
از جمع کتب نے نہ شود رفع حجب!

میاں غلام رسول نبیرہ میاں صاحب نور محمد نارووالہ قدس سرہٗ نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا حجابات پیر دور کرتا ہے؟ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا حجابات کو حق تعالیٰ ہی دور فرماتے ہیں بواسطۂ پیر۔ پھر یہ شعر زبان مبارک پر لائے سہ

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر از شمس دیں
طعنہ زند بر دہ ہم سخرہ کند بر چلہ

نیز فرمایا کہ حضرت امیر خسروؒ نے فرمایا ہے ؎

چون مدد پیر مرا گشت یار — نیست مرا حاجتِ پروردگار

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ دربوجہ فنائیت در حق گویا عین ذاتِ حق ہیں۔ ہدایت ان کے دامن سے وابستہ ہے اور ان کی توجہ گویا عین حق تعالیٰ کی توجہ ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ اللہ ہر کوئی کہتا ہے لیکن اولیاء اللہ کا اللہ اللہ کہنا کوئی اور ہی تاثیر رکھتا ہے۔ بیت:۔

عالم ہمے گویند ہر دم نام پاک

ایں اثر نکند چو نبود عشق پاک

نیز فرمایا کہ حضرت حاتم اصم قدس سرہٗ کچھ پڑھے ہوئے نہیں تھے، لیکن وہ اپنے مریدوں کو ان دو باتوں کی تلقین کرتے تھے: بالطاعۃ اللہ والاباء عن خلق اللہ یعنی اطاعت اللہ کی کرنی چاہیے اور لوگوں سے ناامید رہنا چاہیے۔

نیز فرمایا کہ اولیاء ہی بالکل ٹھیک راستے پر ہیں۔ قطعہ

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند — سگ را ولی کنند و مگس را ہما کنند

آنانکہ چشم را بہ دو صد حیلہ وا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

نیز فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

یجیئی زمان یقرؤن القرآن و یصلون الصلوٰۃ ولیس فی قلوبھم ایمان

(ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں لوگ قرآن پڑھیں گے اور نمازیں پڑھیں گے لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہوگا)

اس وقت اگر کوئی لوگوں سے الگ ہو کر گوشہ گیر ہو جائے گا تو سلامت رہے گا۔ چنانچہ پہلے زمانہ میں نیک لوگ، مخلوق سے بھاگ کر غاروں میں گوشہ نشین ہو جایا کرتے تھے۔

نیز فرمایا کہ اس وقت اگر کسی کے گھر آگ لگ جائے تو اس کے بجھانے کے واسطے بھی نہ جانا چاہیئے۔ اس لئے کہ بدگمانی کی وجہ سے صاحب خانہ دعویٰ کر دے گا کہ اسی شخص نے میرے گھر کو آگ لگائی ہے۔

نیز فرمایا کہ نفحات الانس کی فہرست میں چھ سو مردوں اور بارہ عورتوں کے نام درج ہیں۔ اور یہ سب کامل مکمل لوگ تھے۔ لیکن ایک شخص کا نام اس دیوان فقر میں نہیں لکھا گیا۔ کیوں کہ وہ تاتاب۔ محمد کے ساتھ دوستی رکھتا تھا۔ اور فرمایا کہ حضرت اولیت صاحب قدس سرہٗ مولانا فخرالدین دہلوی کے مریدوں میں سے ایک شخص امراء کے ساتھ دوستی رکھتا تھا۔ ایک روز حضرت مولانا صاحب کی زیارت کے واسطے آیا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ کون شخص ہے۔ خادم نے بتلایا کہ جناب کا فلاں مرید ہے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ قبل ازیں تو یہ آدمی تھا اب بغیر آدمیت کے معلوم ہوتا ہے۔ بعد ازاں حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے یہ شعر پڑھا ؎

ہر چہ در دین عالم است از اثر صحبت است
ورنہ کجا یافت بید بہائے نبات!

فرمایا کہ خاصان خدا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام

مخلوق سے زیادہ گنہگار سمجھتے ہیں ۔ نیز فرمایا کہ نیک آدمی وہی ہوتا ہے ۔ جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ گنہگار سمجھے اور برا آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھے ۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے بندہ (مؤلف ملفوظات) کو خلوت میں اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تجھے چاہیئے کہ صبر سے کام لے اور ہمیشہ حق تعالیٰ کی طاعت و عبادت میں مشغول رہے ۔

بعد ازاں یہ آیت شریف زبان مبارک پر لائے ۔ انا لا نضیع اجر من احسن عملا اور اجازت خاص سے مشرف فرمایا ۔ الحمد للہ رب العالمین

قول مؤلف :۔ فوائد شریف میں حسن علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مجھے حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تجھے چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی طاعت و عبادت میں مشغول رہے اور اوراد وظائف اور مطالعہ کتب میں مصروف رہے ، کبھی بے کار نہ بیٹھے ، بعد ازاں اجازت خاص سے مشرف فرمایا اور کلاہ اور قمیص اور خلعت عطا فرمائی الحمد للہ رب العالمین ۔ نیز حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ نے یہ بیت پڑھا ۔

با عاشقاں نشین و ہمہ عاشقی گزیں
با ہر کہ نیست عاشق کم شو بآں قریں

اور میرے حضرت قبلہ یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے ۔

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

فیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ ابتداء میں ایک پھوس سے چھپر میں عبادت کیا کرتے تھے۔ آپ کا اور کوئی مکان نہ تھا۔ چنانچہ سیر الاولیاء میں آیا ہے کہ مولانا حسام الدین ملتانی خلیفہ حضرت سلطان المشائخ صرف ایک پرانا سا اور مختصر سا چھپر رکھتے تھے۔

نیز فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی عمر میں پھوس کی ایک چلمن، سورج کی گرمی سے بچنے کے واسطے رکھ لیتے تھے۔ چنانچہ کیمیائی سعادت میں مذکور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا صرف ایک پھوس کا بنا ہوا گھر تھا، کسی شخص نے حضرت نوح سے کہا کہ آپ کوئی اور گھر بنا لیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ جس کسی نے مرنا ہے اس کے واسطے اتنا ہی کافی ہے۔

نیز فرمایا کہ علم سے مقصود عمل و ہدایت اور محبت باری تعالیٰ کا حاصل کرنا ہے چنانچہ سیر الاولیاء میں آیا ہے کہ ایک دفعہ یاران اور وعظ نے اتفاق کر کے حضرت سلطان المشائخ سے "تعلم و بحث" کی اجازت لینا چاہی اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا، حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں کیا کروں، میں تو ان سے کچھ اور چاہتا تھا۔ لیکن یہ لوگ پیاز کی طرح پوست در پوست ہیں۔ مولف ملفوظات حضرت سلیمان المشائخ کے اس جواب سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ ور یہ لوگ مغز نہیں رکھتے ہو جو کام انہوں نے شروع کر رکھا ہے اس کے لئے جس قدر علم کی ضرورت تھی

سے انہوں نے حاصل کیا ہے، اور اس علم سے بھی مطلوب عمل ہے اور محبتِ باری تعالیٰ جو کہ بمنزلۂ مغز ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے وہ بمنزلۂ پوست ہے کارِ مذکور سے مراد عمل اور محبتِ باری تعالیٰ ہے۔

ایک روز بندہ (جامع ملفوظات) نے حضرت قبلہ کی خدمت میں کیا کہ میں قرآن شریف یاد کروں یا نہ۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے قرآن مجید یاد کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ پیر مریدوں کو تمام وظائف سے منع کرتے ہیں، سوائے ایک وظیفہ کے اور کچھ نہیں بتلاتے چنانچہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے بندہ کو خواب اور بیداری میں بارہا کہا ہے کہ ذکر جانی بہت کرو کیوں کہ یہ سریع الاثر ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان المشائخؒ نے مولانا شمس الدین کو فرمایا تھا کہ در لب بہ بندی و در بہ بندی یعنی منہ بھی بند رکھو اور دروازہ بھی بند رکھو۔

فرمایا کہ القضات یفتون علی الکذب (اکثر) قاضی جھوٹا فتویٰ دیتے ہیں۔ نیز فرمایا انما المومنون اخوۃ مومن سب بھائی بھائی ہیں

کچھ "استغنا" اور "توکل" کے بارے میں بات چلی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ لاہور میں سعد اللہ نامی ایک طالب علم، ایک عالم کے پاس پڑھا کرتا تھا، چند روز کے بعد وہی سعد اللہ بادشاہ کا وزیر بن گیا ایک روز سعد اللہ مذکور اپنے استاد کی زیارت کے واسطے آیا اور کچھ روپے بطورِ نذر کے پیش کئے، استاد نے کہا کہ تم کون ہو۔ کہنے لگا میں

جناب کا شاگرد سعد اللہ ہوں، فرمایا کہ روپے جو تم لائے ہو ان کو اٹھا لو کہ یہ حرام ہے — بعد ازاں فرمایا کہ پہلے زمانہ کے لوگوں کی کیا ہی عمدہ استعداد تھی کہ سوائے اعتمادِ حق تعالیٰ کے اور کسی کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں قیلولہ کے وقت میاں احمد قوال نے جوگ میں یہ کافی پڑھنا شروع کی - ہندی۔

کدیں سیالیں دو پھیر وسے — رنجھیٹیا وے

سکسن ناگی ہے دکھ ڈھیر دے — رنجھیٹیا وے

جو کجھ کیتا انہاں اکھیاں دسے — رنجھیٹیا وے

کدیں سیالیں دو پھیر وسے — رنجھیٹیا وے

حضرت قبلہ نے زبان مبارک سے یہ بند ارشاد فرمایا:۔

نا کوئی آوے نہ کوئی جاوے — وانجھے کیتی دیر

رنجھیٹیا وے — کدیں سیالیں دو پھیر – الخ

اور قیلولہ کے وقت راگنی جوگ سننا آپ کو بہت پسند تھا۔ نیز یہ ابیات مطلع الانوار آپ بہت پڑھا کرتے تھے۔

گر ہمہ عالم بہم آتش زند رنگ — بر نشود پاسئے یک مور لنگ

جملہ جہاں عاجز یک پائے مور — وانکہ بر قادر عالم چہ زور

جنبش داماں در اسرار نیست خیز — سوئے فقیہاں خدا سئے گریز

نیز یہ مصرع :-

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کی خدمت میں یہ شعر پڑھا۔

کمال صنعت مشاطہ شائد

کہ روئے زشت را زیبا نماید

اس پر قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مجھ سے بھی ایک شعر سنو۔ فرمایا۔

نگو کہ پیر شدی تا بہ عاشقیت نماند

شراب کہنہ ما مستی دگر دارد

نیز فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے نفس کو اپنی صورت پر اپنے گھر میں اپنے مصلیٰ پر بیٹھے ہوئے دیکھا، حیران ہوا کہ میری شکل و صورت کا کون آدمی میرے گھر میں میرے ہی مصلیٰ پر بیٹھا ہے۔ اس سے پوچھا کہ تم کون ہو، کہنے لگا میں تمہارا نفس ہوں پھر پوچھا کہ یہاں کیا کر رہے ہو، کہنے لگا میں بڑی تکلیف میں ہوں۔ اس نے کہا میں تجھے مار دوں گا، کہنے لگا مجھے مارنا اس طرح نہیں ہے، مجھے مارنا تو میری مخالفت کرنا ہے یہ کہا اور غائب ہو گیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ سلامتی تو ملکِ درویشی ہی میں ہے، باقی دنیا کی ملکیت میں زوال اور خرابی ہی ہے۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دولتے را کہ نباشد غم از آسیبِ زوال
دولتے ہست کہ در صحبتِ درویشاں است

نیز فرمایا کہ جب کوئی بزرگوں کی اولاد سے ملاقات کے لئے آئے تو ضروری ہے کہ اس کی بہت تعظیم کی جائے، اس کے سامنے کھڑا ہو جائے اور اس کی بہت تواضع و تعظیم کی جائے کیونکہ اس کے آباؤ اجداد اپنی قبر سے کمر تک باہر آکر دیکھتے ہیں، اگر کوئی ان کی تعظیم کرے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور اس کے مناسبہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے حضرت بابا صاحب فریدالدینؒ کے سجادہ نشین کی سواری کے قدم کو بوسہ دیا۔ کسی نے انہیں کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمام بزرگ اپنی اولاد کے پشت پناہ ہوتے ہیں، اس لئے مجھے ان کی تعظیم کرنا ضروری تھا۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے حضرت صاحبزادہ خواجہ محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ایمان اور دین و دنیا اور دونوں جہانوں میں میرا تکیہ و وسیلہ، حضرت قبلہ عالم اور آپ ہیں۔ دعائے خیر فرمائیں کہ حق تعالیٰ اس غلام کو شفائے کاملہ نصیب فرمائیں۔ نیز حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں مزار مبارک پہ حاضر ہو کر میرے لئے دعا طلبی کریں اور

عرض کریں اگر میرے اعمال پر نظر نہ کریں بلکہ اپنے فضل و کرم پر نظر کریں۔
کیونکہ اس غلام کا دونوں جہانوں میں تکیہ و وسیلہ جناب کی ذات ہی
ہے نہ کہ کوئی اور۔ بعدہٗ یہ بیت زبان مبارک سے فرمایا ؎

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے

من قبلہ راست کردم بر سمت کجکلاہے

تب فرمایا کہ اگر اس غلام کو بیماری پیری لاحق نہ ہوتا تو پہلے دنوں
کی طرح اذکار حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی اور آپ لوگوں کی زیارت کرتا،
کیا کروں کہ بدن میں طاقت نہیں رہی اور نہایت ضعف ہے پھر یہ شعر
پڑھے ؎

جوانی شد و زندگانی نماند	جہاں گو ممان چوں جوانی نماند
جوانی بود خوبیٔ آدمی	چو خوبی رود کے بود خرمی!!

حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا ذکر ہندی ؎
ہیتھوں توہیں انتوں توہیں ظاہر توہیں باطن توہیں
فی السماء الہ و فی الارض الہ — چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے
ھو الاول والاخر والظاہر والباطن،
شیخ جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے
ہمہ فرقی ہمہ تختی
حضرت قبلہ نے زبان مبارک سے یہ بیت پڑھا ؎

بندہ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است
زانکہ لطف شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست

ایک روز حضرت قبلہ کی مجلس میں پیر بخش قوال نے جو کہ صاحب درد و سوز تھا، یہ کافی پڑھنا شروع کی۔

کریں سیالیں دے پیر نہ جھیڑیا بابیبا
نہ کوئی نہ کوئی جاوے میرے ساتھ لائی ویر
عشق دا انجن دی گھوڑا کنتی میاں سنگ گئے وکھو دیر

حضرت قبلہ قدس سرہٗ پر اس قدر گریہ غالب ہوا کہ مروارید اشک چشم مبارک سے نکل کر مژگان میں "عقد گہر" باندھنے لگے اور شبنم کی طرح "گل رخسار" پر ڈھلکنے لگے۔ حضرت قبلہ نے آنسوؤں کو رومال سے پونچھا اور دوسرے صاحب درویش خدمت میں حاضر تھے۔ سب پر گریہ طاری تھا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ نیک افعال حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے افعال نفس و شیطان کراتے ہیں"

ایک روز بندہ (مولف ملفوظات) حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی مجلس میں حاضر تھا، مولوی سرفراز ڈیرہ شمالی والا کا بھیجا ہوا ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ دو شخصوں نے مولوی موصوف کے پاس امانت رکھی ہوئی تھی، اب مدعیان مولوی مذکور سے مواخذہ کرتے ہیں، دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ مولوی صاحب کو ان کے شر سے محفوظ رکھیں۔ حضرت قبلہ نے

فرمایا کہ حضرت بابا صاحب (گنج شکر) قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی امانت اپنے پاس رکھے گا وہ ہمارے مریدین میں سے نہیں ہے امانت کو اپنے پاس نہ رکھنا چاہیے اس لئے امانت میں (خیانت یا تلف ہو جانے کا خوف ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا تو ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اگر دوسرا خدا ہوتا تو بھی لوگ اس پر یقین نہ رکھتے۔ لیکن دوسرا تو کوئی ہے ہی نہیں بجز خدائے مطلق عزّ وجل کے۔ امید ہے کہ اپنے بندوں پر رحمت کرے گا، کیوں کہ ارحم الراحمین و اکرم الاکرمین ہے بلکہ ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ہے۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی مجلس میں ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حق تعالیٰ جناب کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے واسطے سے استغفار کاملہ نصیب فرمائیں، حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمارا تکیہ (یعنی وسیلہ) تو دونوں جہانوں میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی ذات ہی ہے اس پر یہ بیت زبان مبارک سے ادا فرمایا ؎

ہر آں کہ استعانت بہ درویش بُرد

اگر بر فریدوں زد از پیش برد

ایک روز حضرت قبلہ کی مجلس میں پیر بخش قوال نے یہ شعر پڑھا ؎

در چشم مجنوں بودہ لیلیٰ شدہ نمودہ

لیلیٰ کجا مجنوں کجا خود بودہ خود بودہ!

پھر قوال مذکور نے یہ غزل پڑھی

غزل

دل داغ ترا بجان گرفتہ   آں درد تو جاوداں گرفتہ

بحالِ دلِ ناتواں چہ پرسی   حیرت زدہ را زباں گرفتہ

بر تن چہ زنی گلاب و کافور   کیں شعلہ در استخواں گرفتہ

ایک روز جمعہ کی مجلس میں حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے حضور میں میاں حسین اور بیر خورد ارخان نے یہ نعت پڑھی

نعت

مرحبا سیّد مکی مدنی العربی   دل و جاں باد فدایت چہ عجیب خوش لقبی

من بیدل بہ جمال تو عجب حیرانم   اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

شبِ معراج عروج تو ز افلاک گزشت   بہ مقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

لاف عشقش چہ زنم من حبشی از قرشی   فہم را نش چہ کنم من عجمی از عربی

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را   زانکہ از آدم و عالم تو چہ عالی نسبتی!

نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم   زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام   زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

سیّدا انت حبیبی و طبیبِ قلبی   آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی مجلس میں ایک روز نصیر خان یزدار آیا اور قدم بوسی کر کے بیٹھ گیا، بعض حاضرینِ مجلس نے اس کی تعریف کرنا شروع کی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہر گروہ عوام میں ایک خاص ہوتا ہے۔ بعدہٗ نصیر نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں چور آئے تھے، لیکن جناب کی دعا اور توجہ سے اندھے ہو کر واپس لوٹ گئے۔

حضرت نے فرمایا کہ نیک اور بہتر آدمی وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سب سے برا سمجھے، اور سب کو اپنے آپ سے بہتر سمجھے۔ نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے دست مبارک میں عجیب تاثیر تھی اور یہ شعر پڑھا

گرفتم ساغرے از دستِ مستے | تعالیٰ اللہ چہ رستے وہ چہ مستے

نیز حضرت قبلہ نے یہ شعر پڑھا

مصلحت آموخت نشاید ترا | دار بد انگونہ کہ شاید ترا

نیز فرمایا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

اگر دنیا نہ باشد دردمندیم | وگر باشد بہ مہرش پائے بندیم

اور فرمایا کہ دنیا کے موجود ہونے میں ہزاروں آفتیں ہیں اور اس کے نہ ہونے میں دونوں جہانوں کی عافیت ہے۔ نیز فرمایا کہ اگر دنیا کوئی اچھی چیز ہوتی تو اس کو انبیاء اور اولیاء ضرور قبول کرتے، لیکن صورت حال یہ ہے کہ کسی نبی اور ولی نے اسے قبول نہیں کیا، بلکہ اسے طلاق دی ہے۔ جیسا کہ شیخ عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ بیت

مقبل آں مردے کہ شد زیں جفت طاق | پشت بر وے کرد دادش سہ طلاق

نیز فرمایا کہ اگر کوئی فرشتہ بھی ہو تو معاملہ حکومت میں پڑ کر کثیف ہو ہوجاتا ہے۔ اور حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ جو بلا جانوروں پر ہوتی ہے، انسان کے گناہوں کی شامت سے نازل ہوتی ہے، کیونکہ جانور تو غیر مکلف ہیں، جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

شنیدم کہ بر مرغ و مور و دواں
شود تنگ روزی زفعل بداں

نیز فرمایا کہ کافروں کے ملک سے ہجرت کر جانے کے حکم کی علت یہ ہے کہ کافروں کے ملک میں رہنے سے دل سیاہ ہوجاتا ہے، اس لئے جب بادشاہ کافر ہو تو دل اس کی طرف مائل ہوجاتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ الناس علی دین ملوکهم لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔

ایک روز حضرت قبلہ کے حضور میں ابراہیم خان نے سماع کیا اور کہا۔

ھندی

باغ بہاراں تے گلزاراں ڈسن وانگوں خاراں   باجھ نہ یاراں
جس گھر وسے وچ یار نہ وسے اگ لگے گھر باراں   نال ہزاراں

نیز مجلس مبارک میں یہ نعت شریف پڑھی اور فقیر راقم الحروف (ملفوظات) بھی موجود تھا۔

نعت

عرش است کمین پایہ ز ایوان محمد   جبریل امین خادم و دربان محمد

یوسف کہ خرید است زلیخا بہ تمنا — بودست غلامے ز غلامانِ محمدؐ
از بہرِ شفاعت چہ اولوالعزم چہ مرسل — در حشر زنند دست بہ دامانِ محمدؐ
توریت کہ بہ موسیٰؑ و انجیل بہ عیسیٰؑ — شد محو بہ یک نقطۂ فرقانِ محمدؐ
آں ذاتِ خداوند کہ مخفی است بہ عالم — پیدا و عیاں است بہ چشمانِ محمدؐ

یک جاں چہ کند سعدیؔ مسکین کہ دو صد جاں
سازیم فدائے سگِ دربانِ محمدؐ!

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ملک یونان میں وحی جبرئیل نازل ہوئے اور ایک حکیم کے لڑکے سے پوچھنے لگے کہ بتاؤ اس وقت جبرئیلؑ کہاں ہیں؟ لڑکے نے کچھ دیر سوچا اور کہنے لگا کہ جبرئیل اس وقت نہ آسمان پر ہیں نہ زمین پر ہیں۔ یا تم جبرئیل ہو یا میں اور یہ بھی یقینی ہے کہ میں جبرئیل نہیں ہوں پس بلاشبہ تم ہی جبرئیل ہو، پھر لڑکے نے سوال کیا کہ یہاں آپ کس کام کے واسطے آئے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس شہر کو غرق کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ لڑکے نے کہا کہ ذرا ٹھہرو تاکہ میں اپنے استاد کو مطلع کر دوں، چنانچہ لڑکے نے اپنے استاد کو بتلایا کہ وحی جبرئیلؑ اس ملک کو غرق کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ استاد نے تدبیرِ عقلی سے شہر کے اردگرد شیشے کے تختے لگوا دیئے۔ حق تعالیٰ نے اولے برسائے اور تمام ملک یونان غرق ہو گیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ حکماء کو اس قدر دل کی صفائی حاصل تھی کہ اگر مشرق میں ہوتا تھا اور استاد مغرب میں بیٹھ

کو اسے تعلیم دیتا تھا اور اس کام میں اتنی مسافت خارج نہیں ہوتی تھی ۔ لیکن چونکہ وہ حکما پیغمبروں پر ایمان نہیں لائے تھے اس لئے اس صفائی دل نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا، جو صفائی بغیر اتباع شریعت کے حاصل ہو وہ استدراج ہے جو کہ کافروں کو بھی حاصل ہوتی ہے بندہ کا کمال تو اس میں ہے کہ شریعت کے احکام کی ادائیگی میں محکم ہو اور غیر مشروع کاموں سے دور رہے کیوں کہ صرف ایک کام جو خلاف شریعت ہو بندہ کو مرتبۂ ولایت سے نیچے گرا دیتا ہے چنانچہ برصیصا نام کا ایک کامل بندہ تھا اس سے صرف ایک غیر مشروع کام صادر ہوا اور وہ مرتبۂ ولایت سے نیچے گر پڑا آخرکار اس کا ایمان بھی سلب ہو گیا نعوذ باللہ من ذالک

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ خارق عادت کی چار قسمیں ہیں معجزہ[1] و کرامت[2] و معونت[3] و استدراج[4]

معجزہ انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ان کا علم و عمل کامل ہوتا ہے وہ حضرات اکمل ہیں جو کچھ ان سے خلاف عادت ظاہر ہوا اسے معجزہ کہتے ہیں

کرامت وہ ہے جو اولیاء سے اگر کوئی کام خلاف ظاہر ہو، ان کا بھی علم و عمل کامل ہوتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہ لوگ مغلوب ہوتے ہیں، ان سے جو کچھ ظہور میں آئے کرامت کہتے ہیں۔

معونت یہ ہے کہ کوئی خلاف عادت مجانین سے ظاہر ہو، ان

لوگوں کا نہ علم ہوتا ہے نہ عمل، اس پر ان سے جو بات خارق عادت کی دیکھی جائے اسے معونت کہتے ہیں۔

استدراج - یہ اس گروہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس میں ایمان بالکل نہیں ہوتا جیسے ساحر لوگ جو چیز ایسے لوگوں سے ظہور پذیر ہو اسے استدراج کہتے ہیں

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! میری آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ درود شریف پڑھا کرو، درود شریف کی برکت سے حق تعالیٰ تم کو بینائی دے دیں گے ــــ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ قبول نام اس فقیر کے آشناؤں میں ایک شخص تھا، اس کی آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی، میاں قبول نے درود شریف پڑھنا شروع کیا، لوناکھ مرتبہ پڑھا، حق تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کی روشنائی لوٹا دی ــــ

نیز فرمایا کہ صاحب زادہ میاں نور احمد صاحب کے اقرباء میں سے ایک شخص (آنکھوں سے معذور ہو گئے ان کو بھی درود شریف پڑھنے کی برکت سے بینائی مل گئی۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ روح جب کمال حاصل کرتی ہے تو جس صورت میں ظاہر ہونا چاہے ہو سکتی ہے روح کی کمالیت متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور مناہی سے اجتناب

اور اوامر کے امتثال پر حتیٰ کہ قلب و روح کو نفس کی ظلمت سے صفائی حاصل ہو جاتے۔ اس کے بعد روح جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتی ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کے مریدین میں سے ایک شخص نے بادشاہ کی نوکری اختیار کی، اس کو داروغہ مکان مقرر کیا گیا، ایک روز بادشاہ نے ایک کتا اس کے حوالہ کیا وہ کتا حضرت محمد پارسا کے شہر کا تھا۔ اس شخص نے اسے رہا کر دیا اور اپنے پیر کے شہر میں پہنچا دیا۔ بادشاہ کو خبر پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو چار میخوں سے زمین میں گاڑ کر مار ڈالا جائے جو کوئی مارنے کے واسطے ہاتھ اٹھاتا اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا حتیٰ کہ خود بادشاہ اس کے مارنے کے واسطے آیا جب ہاتھ اٹھایا وہیں اس کا ہاتھ سوکھ کر رہ گیا، بعدہ بادشاہ نے توبہ کی اور اس کا مرید ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے حضرت محمد پارسا کے مرید کو جس نے ان کے کوچہ کے کتے کا ادب کیا، تمام مراتب ولایت نصیب فرما دیئے۔ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:۔ مثنوی:۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب ۔۔۔ بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

از ادب معصوم و پاک آمد ملک ۔۔۔ از ادب پر نور گشتہ است ایں فلک

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نفس اور شیطان دونوں سخت دشمن ہیں حق تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے یہی لوگوں کو خراب کرتے ہیں۔ چنانچہ میاں شریف الدین رنہمہ کی لڑکی قرآن شریف کی حافظ تھی، نہایت

اچھا قرآن پڑھتی تھی، ایک روز میں نے اسے دیکھا کہ فاقہ کشی سے نہایت لاغر ہوئی ہوئی ہے اور اس کے بدن کی رگیں دکھائی دے رہی ہیں ہم نے بہاول خان سے اس کے لئے ایک آنا روزانہ اور ایک تنکہ یومیہ مقرر کرا دیا، چند روز کے بعد اس کا خاوند گم ہو گیا۔ اس نے دوسرا خاوند کیا، انہی دنوں مرگئی ـــ نیز فرمایا کہ ایک نابینا عورت کو قرآن شریف کے پندرہ سپارے حفظ تھے۔ نفس اور شیطان نے اسے گمراہ کیا اور اس نے ایک نابینا مرد سے نکاح کر لیا، چند دنوں کے بعد ہم نے اسے دیکھا کہ ایک لڑکا بغل میں لئے ہوئے ہے اور گداگری کر رہی ہے ـــ ہم نے کہا سبحان اللہ نفس امارہ نے اس کو بھی خراب کیا۔

نیز فرمایا کہ جو کوئی اچھے اعمال کرتا ہے اس پر حق تعالیٰ کی رحمت اور جمال کا ظہور ہوتا ہے۔ اور جو کوئی برے افعال کرتا ہے اس پر حق تعالیٰ کا قہر و جلال نازل ہوتا ہے۔

نیز فرمایا کہ محمد بخش ہمارا پیر بھائی تھا، بہت فاقہ کشی کیا کرتا۔ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے مولوی سلطان محمود کو ریجہ کی سفارش سے محمد بخش کو دو روز بتلایا کہ اسے پڑھو، چند روز کے بعد محمد بخش مذکور عبد اللہ خان کا نوکر ہو گیا۔ اور بھنگ اور شراب پینا شروع کیا۔ ایک روز مستی کی حالت میں ایک شخص کو بے گناہ قتل کر دیا اور قصاص میں محمد بخش کو قتل کر دیا گیا۔ نیز فرمایا کہ "سیری" لوگوں کو خراب کرتی ہے۔ کیونکہ "سیری" میں نفس اور شیطان کا انسان پر غلبہ ہوتا ہے جیسا کہ شیخ عطار

قدس سرہٗ نے کہا ہے :۔

مثنوی

نفس بدرا ہر کہ پیرش مے کند | بر گناہ کردن دلیرش مے کند
نفس راسر کوب دائم خوار دار | تا توانی دور ش از ہر دار دار

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کسی کو مخلوق کا محتاج نہ بناوے کیوں کہ مخلوق کی احتیاج میں ذلت ہے، بندہ کو صرف حق تعالیٰ کی نوکری کرنا چاہیئے نہ کہ لوگوں کی، کیونکہ لوگوں کی نوکری خواری ہے، اس میں کچھ بہتری نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں

"با امید نان در خطر جان افتادن کار خردمنداں نیست"

(یعنی روٹی کی امید میں جان کو خطرہ ڈالنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے)

اور حق تعالیٰ کی نوکری میں ہزاروں دینی و دنیاوی فائدے ہیں۔

حق تعالیٰ کی نوکری یہی عبادت ہے اوامر کا بجا لانا اور مناہی سے دور رہنا اور ہمیشہ طاعت و بندگی میں مشغول رہنا ـــ جب حق تعالیٰ اپنے بندہ کی عبادت قبول فرماتے ہیں۔ اس کی اولاد کو قیامت تک خوشحالی اور عیش میں رکھتے ہیں اور چاہیئے جس حال میں بھی ہو نیک، ہو خواہ کسی اور حال میں ـــ حق سبحانہٗ ولی کی اولاد کو ضائع نہیں کرتے جیسا کہ حق سبحانہٗ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وکان ابوھما صالحًا۔

حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہ السلام کو شکستہ دیوار کی تعمیر کے واسطے

اس دنی کے ثواب (جن کی طرف آیت مذکورہ میں اشارہ ہے) بھیجا گیا تھا اور یہ معاملہ (۹) اس دنی کی ساٹھ پشتوں کے گزرنے کے بعد ہوا تھا۔

ایک روز حضرت قبلہ کی مجلس میں یہ فقیر (مؤلف ملفوظات) بھی حاضر تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ جب نفس اور شیطان آدمی پر غالب ہوتے ہیں، خدا اور رسول کا خوف آدمی کے دل سے نکل جاتا ہے اور گناہوں کے ارتکاب میں جیست ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ شجاع آباد میں ایک شخص نے نفس اور شیطان کے غلبہ سے ایک بیگانہ عورت کو زبردستی کر کے پکڑ لیا عورت نے فریاد کی۔ لوگوں کو خبر ہو گئی اس مرد کو پکڑ کر شجاع خان کے پاس لے گئے۔ شجاع خان نے اس مرد کو کہا کہ "تم نے میرا خوف نہ کیا" اس شخص نے جواب دیا کہ اس وقت نفس و شیطان نے مجھ پر اس قدر غلبہ کر رکھا تھا کہ خدا اور رسول کا خوف بھی دل سے نکل گیا تھا، تمہارا خوف کہاں ہوتا

— نیز فرمایا۔ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما ربک بظلام للعبید۔ (جو کوئی اچھے عمل کرے گا اپنے لئے کرے گا اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے) بیت

چوں آں سکندر بود تاج و تخت ندادا نیا مہ بجز کار سخت

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اعمال رذیلہ و اخلاق ذمیمہ سے باطن کو پاک

کرنا چاہیے نہ کہ ظاہر کو رنگا رنگ کے ملبوسات سے آراستہ کرنا۔ کیونکہ قیامت کے روز "اعمال حسنہ" اور "اخلاقِ حمیدہ" کام آئیں گے نہ کہ صورت ظاہری۔ اس پر یہ بیت پڑھا ؎

حافظ مس را بہ نقش و نگار سے کہ ہست خلق
تحسین کنند او خجل از پائے زشت خویش!

نیز فرمایا کہ ماشاء اللّٰہ کان ومالم یشاء لم یکن جو اللّٰہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے، اور جو نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو کوئی دوسرے کے ساتھ برائی کرتا ہے۔ درِ اصل وہ اپنے ہی ساتھ برائی کرتا ہے اس کی مثال شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

یکے بر سرِ شاخ و بن مے برید	خداوند بستان نگہ کرد و دید
بگفتا کہ ایں مرد بد مے کند	نہ با من کہ بانفس خود مے کند

نیز فرمایا کہ جو چیز بغیر "سوال باطن" کے حاصل ہو، اس چیز میں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ اسے اپنے فضل و کرم سے بھیجتے ہیں، چنانچہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ

"سوال ظاہر سے باطن بہتر است از ہر درِ ظاہر"

اور "درِ باطن" سے مراد یہ ہے کہ ظاہری طور پر سوال کرنے سے عار رکھے اور یہ خیال اپنے دل میں کرے کہ کوئی شخص مجھے فلاں چیز دیوے۔ یہ چیز بہتر ہے "سوال ظاہر" سے

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دنیا دار اپنے مال کو لہو و لعب میں خرچ کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے حضرت خواجہ سے کچھ رقم طلب کی کہ ہم پودے خرید کر باغ لگانا چاہتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا یہ کام درویشوں کا نہیں ہے، جس وقت حق تعالیٰ ہم کو کوئی چیز دیتے ہیں ہم علماء اور فقراء کو دے دیتے ہیں تاکہ اطمینان سے علم پڑھیں اور خدا تعالیٰ کی یاد کریں، باغ لگانے امراء کا کام ہے جو کہ اپنے مال کو فضول [illegible] خرچ کرتے ہیں نفس کے واسطے، چنانچہ ہزارہا روپیہ طوائفوں پہ اور پرندوں پر خرچ کر دیتے ہیں جیسے باز و شکرہ و باشہ وغیرہ، یہ سب کام لہو و لعب میں داخل ہیں۔ درویش کے باغ باغیچے اس کے دل ہی میں لگے ہوئے ہیں اور باغ سے مراد ہے استقامت شریعت، یہی ہے جو شریعت کے احکام پر مستقیم رہا اس کو رتبہ طریقت بھی مل گیا۔ حدیث شریف میں آیا ہے

الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی۔

فرمایا کہ شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال کا نام ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر تمام جہر اور اوراد و وظائف سے بہتر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔
افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ۔

ایک روز داسیل منشی نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! مولوی غلام رسول بہادر پوری عالم اور مدرس ہے لیکن اس کی معاش بہت تنگ ہے نہ وہ کسی سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت قبلہؒ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ وہ واجب تعالیٰ سے متعلق ہے۔ اور ممکن کا تعلق تو کوئی اشتباہ ہی نہیں رکھتا کیونکہ ممکن خود حادث ہے کبھی موجود ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا اس لئے اپنے رزق اور اپنی معاش کے لئے حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے جو کہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور تمام مخلوقات کے رزق کا ضامن ہے۔ جیسا کہ خود اس کے کلام مجید میں فرمایا ہے۔ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا (زمین پر کوئی جاندار نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو)

اور حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے دوستوں کی حرمت سے مخلوق کو رزق دیتے ہیں اور بارش برساتے ہیں اور وہ حدیث یہ ہے بہم یرزقون وبہم یمطرون۔

(لوگ انہی کی برکت سے رزق دیئے جاتے ہیں اور انہی کی وجہ سے لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے)

چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں ع کیف تلقی الرزق ان لم یرزقوک
یعنی تو اپنی روزی کیسے حاصل کرے اگر انبیاء اور اولیاء خدا تجھے روزی نہ پہنچائیں، اولیاء خدا کی برکت اور وسیلے سے تجھے روزی ملتی ہے کیونکہ انبیاء اور اولیاء تمام جہانوں کے واسطے رحمت ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا — ہندی
بیکسی کے نہ کھسی

یعنی درویشوں کی بادشاہی لازوال ہے اس میں کبھی خلل نہیں آتا
کچھ بات چلی کہ اگر کوئی خرابی میں پڑنے لگتا ہے تو اس سے کوئی نہ
کوئی غیر مشروع امر ناشائستہ کام صادر ہوتا ہے۔ حضرت شیخ قدس
سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ شہر فرید والہ کا لکھو بڑا بہت ظالم تھا، ایک سال
ان کے شہر میں حضرت محمد ماہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ انہوں
نے حضرت محمد ماہ رحمۃ اللہ سے کہا کہ "تو کیمیاگر" ہے ہم کو کیمیا بنانا سکھاؤ
محمد ماہؒ نے کہا کہ ہم درویش لوگ ہیں، کیمیا کی کیا خبر، لیکن ان لوگوں نے ان
کو بہت تنگ کیا۔ اور محمد ماہ رحمۃ اللہ کا دستور تھا کہ دس بارہ یا پندرہ
درویش ہمراہ رکھتے تھے، ان کو روٹی کپڑا دیتے اور نہ کسی سے کوئی چیز نہ
لیتے۔ بعد ازاں فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد قدس سرہٗ فرماتے
تھے اگر درویش کامل کو حق تعالیٰ بغیر اسباب کے روزی پہنچائیں تو عوام
الناس کہتے ہیں کہ یہ شخص یا عامل ہے یا کیمیاگر ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ
تکیہ صرف حق تعالیٰ پہ ہی کرنا چاہیے نہ کہ اس کے غیر پر۔ اس پر ایک
شخص نے خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ تکیہ حق تعالیٰ پر رکھنا چاہیے یا اس
کے اولیاء پر۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب عاشق پر معشوق
کے عشق کا غلبہ ہوتا ہے تو عاشق سوائے معشوق کے دوسرے کو قبول
نہیں کرتا۔ ... شخص پر حق تعالیٰ کی محبت غالب ہوگی وہ سوائے حق

تعالیٰ کے کسی پر بھروسہ نہ کرے گا) اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ہمارے وطن علاقہ دڑگ میں ایک عورت ایک شخص پر عاشق ہو گئی جس کا نام دتہ تھا، ایک روز بعض لوگوں نے اس عورت سے کہا کہ تو خاوند کیوں نہیں کرتی، اس عورت نے جواب دیا اگر میں نے دتہ کو نہ دیکھا ہوتا تو ضرور دوسرا کوئی خاوند کر لیتی، اب بغیر دتہ کے کسی شخص کو قبول نہیں کر سکتی۔ چنانچہ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں ؎

چوں دل با دلبرے آرام گیرد
بہ وصل دیگرے کے کام گیرد

اور شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

افسوس بر آں دیدہ کہ روئے تو نہ دیدہ
یا دیدہ بغیر از تو بہ غیرے نگریدہ ۵

ایک روز حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نوازا دعا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائیں اور حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ کا فیض ہمیشہ آپ کو پہنچتا رہے حضرت قبلہ قدس سرہٗ زبان مبارک سے فرمایا ؎

المنۃ للہ کہ در میکدہ باز است
زانرو کہ مرا بر درِ آں روئے نیاز است

یعنی جبکہ مجھے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی جناب میں بہت نیاز ہے مجھے دائماً آپ کا فیض کامل میسر ہے

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نماز مغرب اور نماز تہجد کے بعد لنگی یا کسی اور کپڑے کا دامن اپنی گردن میں ڈال کر اور سر مبارک برہنہ کر کے حضرت قبلہ عالم کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے۔ اور نیازمندی سے روحانی طور پر امداد طلب کرتے۔ تقریباً تین چار لمحہ تک ایک سو بار "یا شیخ حضرت خواجہ نور محمدؒ" اور ایک سو بار "یا مولینا حضرت خواجہ نور محمدؒ" اور چند بار "کن لی مددا یا شیخ"[1] کہتے۔ اس کے بعد اوراد میں مشغول ہوتے۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب

حاشیہ[1] اس قسم کی استمداد صاحب باطن لوگوں کے لئے جائز ہے لیکن عوام کے لیے جائز نہیں جیسا کہ قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھا ہے۔ اور اولیاء کے واسطے اس لئے جائز ہے کہ اولیاء کرام بالخصوص مشائخ چشت مشرب توحید وجودی کا رکھتے ہیں اور وحدت الوجود کا ان پر اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ میں سوائے اس حبیب وجود کے کچھ موجود ہی نہیں۔ پس شیخ کو وہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت و فیض کا ذریعہ اور واسطہ سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ بزرگان کامل نے شیخ کو عین رحمت حق سمجھتے ہیں۔ اس لئے پوری توجہ سے شیخ کی طرف مائل ہوتے ہیں بخلاف عوام کے کہ بزرگوں کو مستقل صاحب ارادہ و اختیار سمجھ کر حق تعالیٰ سے غافل ہو جاتے ہیں اور اس طرح صریحاً شرک کے مرتکب ہوتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ محمد حسین غفرلہٗ

نوازا میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جو ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہے رات دن گاؤں کی گلیوں میں پھرتا ہے اور لوگ اس سے تمسخر کرتے ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جمال لیلیٰ کو "چشم مجنوں" سے دیکھنا چاہیے نیز فرمایا ؎ ہندی

عشق ہووے میں ہیر سے تن آئے   تا میاں را نجھے کن پڑواسئے

صاحباں کوں پرنا دن آسئے   سر پر سے دانا ریا ہٹے

شیخ فرمایا بیت

حدیث حسن یوسف را کجا داند اخوانش

زلیخا را بپرس از دے کہ صد شرح و بیاں دارد

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ عالم اور جاہل کے درمیان بڑا فرق ہے اتنا جتنا کہ سونے اور مٹی میں اور علم تمام اوصاف حمیدہ سے اعلیٰ صفت ہے۔ اور جہالت تمام صفات رذیلہ سے بدتر چیز ہے۔ نیز فرمایا کل شئیٍ شیئٌ والجہل لیس بشیئٍ ـــ ہر چیز کوئی چیز ہے لیکن جہالت کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہدایت اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ امام غزالیؒ نے اپنی تفسیر لفرہ میں لکھا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں ایک اعرابی آیا اور اس نے نہایت خوشی سے رقص کیا اس کے بعد رونے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خوشی کا اور پھر رونے کا سبب پوچھا، اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ایک چرواہا ہوں، ایک روز میں نے ایک شتر سوار سے جناب کا نام مبارک سنا تو مسلمان ہو گیا اور اس سے آپ کی جائے قیام کے متعلق پوچھا، اس نے اپنے ہاتھ سے اس طرف اشارہ کیا۔ اور چلا گیا میں نے اسی وقت اپنے مال و اسباب کو وہیں چھوڑا اور اس طرف روانہ ہو گیا۔ ہر منزل پر صبح و شام خداوند تعالیٰ مجھے غیب سے روٹی پانی دیتا۔ جو درندہ میرے سامنے آتا اور مجھے سجدہ کر کے چلا جاتا۔ غرض حق سبحانہ تعالیٰ کی ہدایت سے میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں حالانکہ آپ نے میری طرف کوئی قاصد نہیں بھیجا۔ اس سبب سے میں نے خوشی سے رقص کیا اور میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ قبیلۂ قریش آپ سے دشمنی رکھتا ہے۔ آپ کی عداوت کی سبب سے یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ میں حق تعالیٰ کی بے پرواہی سے ڈرتا ہوں اور روتا ہوں۔

بیت

گہے با چناں گوہر خسانہ مکین ‌ ‌ ‌ جو بو طالبے را کنہ ۔ ۔ نگہ بز

حضرت قبلہ قدس سرہٗ بنگلہ شریف میں بیٹھے تھے، میاں امام ہیم

خاں آیا اور اس نے سماع شروع کیا۔ پہلے یہ نعت پڑھنا شروع کی۔

نعت

والشمس بقرآں صفت روئے محمدؐ — واللیل سواد رقم موئے محمدؐ
گل بود آں جسم لطیف رتبہ گلشن — سنبل بہ چمن سایۂ گیسوئے محمد
از پا فگند سرو نعیم لب تجھ را — بہ چمن جلوہ کند قامت دلجوئے محمد
دائم زپئے روشنی چشم بصیرت — پچوں سرمہ کشم خاک سر کوئے محمد

اس کے بعد یہ غزل پڑھی:—

غزل

اے حبابانہ درآ از در کاشانۂ ما — کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما
شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست — آفرین باد بریں ہمت مردانۂ ما
گر نکیر آید و پرسد کہ خداوند تو کیست — گو کہ آں کس کہ ربودہ دلِ دیوانۂ ما

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شروع میں والد ماجد نے مجھے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں جانے سے منع کر دیا تھا، ایک رات میاں محمد باران کو جو قوم جعفر میں سے تھے، میری چوکیداری کے لئے مقرر کیا گیا، جب میں نے دیکھا کہ میاں مذکور پر نیند غالب آرہی ہے، اپنی خواب گاہ سے اٹھا اور فصیل کی دیوار پر چڑھ کر چھلانگ لگائی حصار کے اردگرد کانٹوں کی باڑ تھی، میں اس پر گرا، پاجامہ پھٹ گیا اور میرے دونوں پاؤں زخمی ہو گئے اور ان سے خون

جاری ہو گیا۔ پہلی منزل دائرہ آنروآب ہیں کی، دوسری منزل مخدوم رشید ہیں اور تیسری منزل پر بہار شریف ہیں۔ تیج کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ؎

مہر رخت سرشتہ من، خاک درت بہشت من
عشق تو سرنوشت من، جور و جفات رحمت من

بعدہٗ فرمایا کہ برے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ صحبتِ بد انسان کو خراب کر دیتی ہے۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ بہادل خان کا مصاحب یعقوب ایک نیک آدمی تھا اوراد و ذکر جہر کیا کرتا تھا۔ بعد ازاں اس نے سید محمد شاہ کی صحبت اختیار کی وہ برا آدمی تھا، صحبت بد نے اس میں بھی اثر کیا، آخرکار ذلیل و خوار ہوا اس طرح کہ بہادل خان نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ پہلے اس کو باندھیں اور پھر قتل کر دیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ صاحبزادہ خواجہ محمودؒ نبیرہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! جن دنوں یعقوب مذکور کو خرابی پیش آئی۔ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک باغ میں ایک گنبد ہے اور اس گنبد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، ایک ہندوستانی گنبد کے اندر جاتا ہے اور لوگوں کا پیغام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچاتا ہے، اور وہ ہندوستانی خواجہ قطب صاحب ہیں۔ خواب بندہ نے خواب ہی میں حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کرائیے، حضرت

خواجہؒ نے رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو مجھے دیکھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ بعد ازاں اس خواب دیکھنے والے نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ یعقوب کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔

بیت

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبتِ طالح ترا طالح کند

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہمارے پیر بھائی کسی دولت مند پر نظر نہیں رکھتے تھے۔ صاحبزادہ خواجہ محمودؒ نے عرض کیا کہ غریب نواز! ایک روز حضرت قبلہ عالمؒ نے میاں محمد معروف جہانگی والے کو فرمایا کہ تیرے واسطے بہاول خان اول سے کچھ وظیفہ مقرر کرا دیں گے۔ میاں مذکور نے کہا کہ غریب نواز! مجھے خدا تعالیٰ کے حوالے کیجئے۔ بعد ازاں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ زہے صبر و قناعت! جو ہمارے پیر بھائیوں کے اندر تھا۔

نیز فرمایا کہ ہمارے پیر بھائی عشقِ الٰہی میں اس طرح مست و بیخود رہتے تھے جیسا کہ ایک مار گزیدہ سانپ کے زہر سے بے شعور و بیخود ہوتا ہے۔ اللھم ارزقنا فناء القلب والعشق۔

نیز فرمایا کہ اولاد کے مال اور مردہ کے مال اور بخیل کے طعام سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ ان تینوں شخصوں کا مال منحوس ہوتا ہے

اس سے دور رہنا چاہیئے۔ پھر یہ حدیث شریف بیان فرمائی:۔

طعام البخیل سقمٌ وداءٌ وطعام السخیّ شفآء

(بخیل کا طعام مرض اور بیماری ہے اور سخی کا طعام شفا ہے)

اور اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ہم قصبہ لانگہ میں علم پڑھا کرتے تھے، ایک روز ایک بخیل عورت کچھ طعام لے آئی، طالب علموں نے اس کا طعام کھایا، کھاتے ہی بعض مفلوج ہو گئے، ہم کو کھانا کھانے ہی قے ہو گئی ــ نیز فرمایا بخیل سے بارہ کوس دور رہنا چاہیئے اور سخی کا کھانا کھانے کے واسطے بارہ کوس قطع کر کے بھی آنا پڑے تو آنا چاہیئے

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں نے ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ مجھے بغیر چوری کرنے کے روزی نہیں ملے گی، اس کو (اس کے اعتقاد کے مطابق) بغیر چوری کے روزی نہیں ملتی، اور اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ حق تعالیٰ مجھے حلال کی روزی دیں گے، تو اس کو حلال ہی کی روزی ملتی ہے، اس پر آپ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی۔ انا عند ظن عبدی بی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔ یعنی اس کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں)

مولوی شہسوار نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ حکماء نے اپنے علوم بیان کرتے وقت آسمانوں اور ستاروں کے

حالات بیان کئے ہیں۔ حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا کہ ضروری علم تو علم فقہ اور تفسیر ہے کیونکہ فرض، واجب، سنت، مستحب حرام اور مکروہ کا جاننا علم فقہ پر موقوف ہے۔ باقی تمام علوم سر دردی کے سوا کچھ نہیں۔

قولِ مؤلف:۔ میرے حضرت قبلہؒ نے اپنے درویشوں کو علم عشق الہٰی اور علم سلوک کی بہت تعلیم دیا کرتے۔ تاآنکہ اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں ایک سال قصبہ ماڑیوالہ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا، چند روز کے بعد رخصت حاصل کی بوقت رخصت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے اپنے دونوں ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر مجھے جھنجھوڑا اور یہ بیت پڑھا ؎

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتۂ　　نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

حضرت قبلہ قدس سرہٗ یہ رباعی بہت پڑھا کرتے تھے۔

رباعی

لا آدم فی الکون ولا ابلیس　　لا ملک سلیمان و لا بلقیس
فالکل عبارۃٌ و انت المعنی　　یا من ھو للقلوب مقناطیس

ترجمہ:۔ جہان میں نہ کوئی آدم ہے نہ ابلیس، نہ ملک سلیمان کی کوئی حقیقت ہے نہ بلقیس کی، یہ سب عبارتیں ہیں اور تو اے باری تعالیٰ معنی ہے۔ اے وہ جو کہ قلوب کو اپنی طرف کھینچنے میں بمنزلہ مقناطیس

سکتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ "ذات بحت" ہی ہے جس نے ہر لباس میں ظہور فرمایا ہے جیسا کہ مولانا فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

گاہ در آید بہ کسوت آدم گاہ در آید بصورت حوّا

اور مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

گاہ نقش دیو گاہ آدم کند گاہ نقش شادی و گاہ غم کند

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ من یقتل مومنًا متعمدًا فجزاءہ جہنم خالدًا فیھا اور حدیث قدسی میں آیا ہے لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ فرمایا یہاں حیرت کا مقام ہے۔ اس مقام میں سکوت اختیار کرنا چاہیے اور جادۂ شریعت اور متابعت رسول خدا صلے اللہ علیہ میں مستقیم ہونا چاہیے۔ کیونکہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر کسی کو مرتبہ ولایت حاصل نہیں ہوتا۔

"گم شد آں کہ دنبال داعی نرفت"

چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے "فتوحات مکی" میں لکھا ہے کہ جو کوئی اپنے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، پیٹ، شرمگاہ، اور زبان کو حرام سے دور نہیں رکھے گا، ہرگز اس کو اسرار الٰہی میں سے کوئی چیز نہیں ملے گی، اور "خوانِ توحید" کی بو اس کے دماغ میں نہیں پہنچے گی نہ کورہ بالا سات اعضا کو "امر مشروع" میں لگانا چاہیے تاکہ سالک کا دل روشن ہو سکے، اور اگر عیاذًا باللہ ان اعضاء کو "امر غیر مشروع"

میں لگا دے گا تو سالک کا دل سیاہ ہو جائے گا۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم
— صراط مستقیم سے مراد راہ شریعت ہے۔ نیز شیخؒ نے فتوحات مکی
میں فرمایا ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ ان چیزوں کو اختیار کرے تاکہ
کامل ہو جائے۔

الجوع والسھر والصمت
والعزلۃ والصدق والتوکل
والصبر والعزیمۃ والیقین
ھذہ تسعۃ امھات الخیر
منبع الخیر

بھوک، بیداری، خاموشی، گوشہ
نشینی، سچائی، توکل، صبر، عزیمت
اور یقین، یہ نو باتیں تمام بھلائیوں اور
نیکیوں کی اصل ہیں اور بھلائی یہیں
منتج ہوتی ہیں۔

نیز فرمایا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ نے عوارف
شریف میں فرمایا کہ سالک پر ان آٹھ چیزوں کا اختیار کرنا واجب ہے تاکہ
اسے ابدالوں کا رتبہ حاصل ہو وہ یہ ہیں

اول ایمان باللہ ورسولہ
والثانی التوبۃ نصوحاً
والثالث الزھد فی
الدنیا والرابع تحقیق
مقام العبودیۃ بدوام العمل
للہ تعالیٰ ظاھراً وباطناً و
الخامس قلۃ الکلام والسادس

اول خدا اور رسول صلے اللہ علیہ
وسلم پر ایمان لانا، دوسرے خالص
توبہ کرنا تیسرے دنیا میں پرہیزگاری
چوتھے ظاہری و باطنی اعمال اللہ
کے واسطے بجا لانا اور ان پر ہمیشگی
کرکے مقام عبودیت میں رسوخ
حاصل کرنا۔ پانچواں کم بولنا،

قلة الطعام والسابع قلة	چھٹے تھوڑا کھانا، ساتویں تھوڑا
المنام والثامن العزلة	سونا، آٹھویں مخلوق سے الگ
من الانام	رہنا ۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ قناعت کرنا اولیاء ہی کا کام ہے، باقی تمام مخلوقات حرص وہوس میں پڑی ہوئی ہے، اور یہ شعر پڑھا

گفت چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور!!

القناعۃ الاکتفاءُ بالموجود۔ قناعت یہ ہے کہ جو کچھ پاس موجود ہو اسی پر کفایت کی جائے۔ جیسا کہ شیخ عطارؒ نے فرمایا ہے ؎

اکتفا بر روزی ہر روزہ کن ۔۔۔ ور نداری از خدا دریوزہ کن

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ہم حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے دہلی شریف میں داخل ہوئے اور حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ اور مولینا فخر الدین قدس سرہٗ کی آستان بوسی کر کے حضرت شیخ المشائخ اور حضرت امیر خسرو قدس سرہما کی آستان بوسی کے واسطے گئے تو کچھ دیر وہاں قیام کیا، ہم نے امیر خسروؒ کی تربت پر عجیب شورِ عشق دیکھا، لوگ جب زیارت کے واسطے آتے تو پہلے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی زیارت کرتے، وہاں سے

سکون و سلامتی سے باہر آتے بعدہٗ جب امیر خسروؒ کی زیارت کے واسطے روضہ مبارک کے پاس پہنچتے تو بے اختیار ان پر گریہ اور رقص کی حالت طاری ہو جاتی، چنانچہ ایک سپاہی آیا، جب حضرت امیر خسروؒ کے روضہ کے قریب پہنچا، دستار کو سر سے اتار پھینکا اور رونے لگا۔ اس کے بعد طوالفوں کا ایک گروہ آیا، اس نے پہلے حضرت سلطان المشائخؒ کی زیارت کی، وہاں سے سب لوگ صحیح سلامت باہر آئے۔ جب امیر خسروؒ کے روضہ کے پاس پہنچے سر برہنہ کر دیئے اور بال نوچنے اور رونے لگے:۔

بیت

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد
شیخ صنعاں زاہدے را زیر زنار آورد

نیز فرمایا کہ احمد جامؒ کی تربت سے بھی اسی طرح "شعلۂ عشق" اٹھتا ہے، جو کوئی ان کی زیارت کے واسطے جاتا ہے بے اختیار گریہ اور رقص کی حالت میں ہو جاتا ہے نیز فرمایا کہ محمد رضا خان نے ہمارے سامنے قصہ بیان کیا کہ میں نے جب یہ سنا کہ "جو کوئی احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کی تربت پر جاتا ہے۔ اس پر بے اختیار حالت طاری ہو جاتی ہے۔" میں اس بات سے بہت حیران ہوا۔ ایک روز مجھے ان کی زیارت کا اتفاق ہوا۔ جب تربت کے قریب پہنچا تو بے اختیارانہ میری دستار میرے سر سے گر پڑی اور گریہ مجھ پر طاری ہو گیا۔ بیت

احمدؔ تو عاشقی بہ مشیخت ترا چہ کار
دیوانہ باش سلسلہ شد شد نشد نشد!

نیز فرمایا کہ چند درویش حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس قدر مست و بے خود تھے کہ کسی کی طرف التفات نہیں کرتے۔ نہ ہی ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں نہ ایک دوسرے کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں، عشق الٰہی میں مستغرق ہیں جیسا کہ ہمارے پیر بھائی حق تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہیں، کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

گرفتم ساغرے از دستِ مستے
تعالی اللہ چہ دستے وہ چہ مستے

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تک پہنچنا اس کی عنایت سے ہو سکتا ہے۔ حضرت فضیلؒ بن عیاض قدس سرہٗ ابتدائی زمانہ میں رہزنی کیا کرتے تھے۔ ایک روز ڈاکہ کی نیت سے ایک غار میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک قافلہ آیا۔ اس میں ایک قاری تھا جو قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا جب حضرت فضیلؒ نے یہ آیت سنی رہزنی سے توبہ کی اتنا ذکر ... حق تعالیٰ تک پہنچے۔

ایک روز میاں حاجی کاتب نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! میں زراعت کے کام سے توبہ کرتا ہوں۔ حضرت نے جواب دیا کہ دنیا کے کام سے علیحدہ ہونا بہت مشکل ہے۔ یہ کام حق تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے، جس کسی کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے

میاں حاجی خان نے یہ شعر عرض کیا ؎

رستن ازیں پردہ کہ بر جان تست
بے مدد پیر نہ امکان تست !!!!

حضرت قبلہؒ نے یہ شعر پڑھا ؎

اگر ژالہ ہر قطرہ در شدے — چو خرمہرہ بازار ازو پر شدے

نیز حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ جب ہدایت کا وقت آتا ہے بعضوں کو پرندوں سے، بعضوں کو جانوروں سے اور بعضوں کو درختوں سے آواز آتی ہے کہ دنیا کو اور اہل دنیا کو چھوڑ دو، جب یہ آواز سنتے ہیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے مل جاتے ہیں قولہٗ تعالیٰ اللہ یجتبی الیہ ویھدی الیہ من ینیب اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لئے چن لیتا ہے اور اپنی طرف اسے راہ دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔

نیز فرمایا کہ حق تبارک وتعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو نظرِ رحمت سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دفعہ بارش کی بندش ہو گئی، لوگوں نے آپ کی خدمت میں بہت عاجزی اور زاری کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کی، وحی آئی کہ ایک عاجزہ ضعیفہ پیرہ دیا انلار مقام پر سکونت رکھتی ہے، اس کی پھوس کی کٹیا پرانی ہو گئی ہے اگر بارش ہو گی تو وہ ضعیفہ خراب وخستہ حال ہو جائے گی اس وجہ سے ہم نے بارش کو روک رکھا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیغام سنا تو آپ نے

چند آدمیوں کو بھیجا جنہوں نے اس بڑھیا کی کٹیا کو درست کر دیا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے بارش برسائی۔

ایک روز میاں اکرم خادم حضرتؒ نے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! میاں خدا بخش لانگری کے بھائی میاں غلام رسول کا ایک بازو ٹوٹ گیا اور وہ چند دنوں سے قصبہ تنب میں عاجز ہو کر پڑا ہے۔ اس کے اہل و عیال نے بھی اس کی کوئی خبر نہ لی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اندرونِ پہاڑ میں ایک درویش تھا، ہر وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ رہتے :-

ہندی :- "پیا بن نا کوئی ساتھی ہمارا"

یعنی سوائے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے ہمارا کوئی رفیق و شفیق اور یار نہیں ہے۔ اور فرمایا حق تعالیٰ پر تکیہ کرنا چاہیے نہ کہ زن و فرزند پر، کیونکہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا بھروسہ دو جہانوں کی آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام نے حق تعالیٰ پر بھروسہ کیا، حق تعالیٰ نے آگ کو ان پر باغ بنا دیا۔ اور حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ السلام نے غیر پر بھروسہ کیا اس لئے سات سال تک قید خانہ میں رہے۔ جیسا کہ دونوں نبیوں کا قصہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نیک اولاد نیک ہمسایہ اور نیک رفیق ہی دیوے۔ کیونکہ بُری اولاد سے بہت

رنج وغم حاصل ہوتا ہے، اور اگر ہمسایہ یا ساتھی برے ہوں تو اس میں زوال ایمان کا بہت خوف ہوتا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم چار ساتھی، میاں غلام حیدر اور تین اور شخص حضرت قبلہ عالم (خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ) کی زیارت کے واسطے روانہ ہوئے، جب دریا کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ دریا طغیانی پر ہے اور دریا کے دونوں طرف پانچ پانچ چھ چھ کوس تک پانی ہی پانی ہے کشتی سے دریا کو عبور کرنا بہت مشکل تھا، ہم حیران ہوکر کنارۂ دریا پر بیٹھ گئے، اچانک، غروب آفتاب کے وقت ایک شخص ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار ہوکر آیا ہے اور ہم کو اس پر سوار کرکے روانہ ہوگیا، رات کے تیسرے پہر یا کچھ زیادہ وقت گزرا ہوگا کہ ہم کو اس نے کشتی میں سے دوسرے خشک کنارہ پر اتار دیا اور اپنی کشتی کو واپس لے گیا جب دن چڑھا تو ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا کہ کشتی والا کس شکل وصورت کا آدمی تھا، ایک نے کہا بے ریش تھا، دوسرے نے کہا نہیں، سفید ریش تھا۔ ایک اور نے کہا کہ ان کی ریش مبارک سیاہ تھی۔ جب حضرت قبلہؒ یہ حکایت بیان فرما چکے تو شادو خان بلوچ نے خدمتِ عالیہ میں عرض کیا کہ غریب نواز! آپ نے اس وقت کیا فرمایا تھا جب صاحب کشتی کے بارہ میں اختلاف پیدا ہوا تھا، حضرت قبلہؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہم نے کچھ نہیں کہا تھا

نیز فرمایا کہ جب ہم حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی قدم بوسی کو

پیچھے تو میاں غلام رسول لانگوی نے حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں نے سنگھڑ کے میاں صاحب (حضرت خواجہ تونسویؒ) کے واسطے فلاں حجرہ تیار کیا ہے (انہیں حکم دیں کہ وہاں آرام فرمائیں، حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ اے غلام رسول! ان کو ہمارے پاس بیٹھنے دو، حجرے تو بہت خالی ہو جائیں گے۔ میاں غلام رسول واپس چلا گیا، حضرت قبلہ عالم نے میری طرف نظر کر کے فرمایا کہ قریب آؤ، میں نزدیک ہوا، پھر فرمایا کہ قریب آؤ، میں اور قریب ہوا حتیٰ کہ میرا منہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے چہرہ مبارک کے بالکل قریب ہو گیا۔ یہاں حضرت خواجہ تونسویؒ نے یہ شعر پڑھا ؎

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر از شمس دین
سخرہ کند بر دہ طعنہ زند بر چلہ

فرمایا بعدہ ہم زیارت کر کے حجرہ میں آ گئے اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ اس دن کے بعد صرف تین دن زندہ رہے بعد ازاں وصال فرمایا۔

فرمایا ایک روز میاں عبد اللہ بزدار نے جو کہ حضرت حافظ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھا۔ میرے سامنے بیان کیا کہ ایک روز میرے پیر حضرت حافظ محمد جمالؒ نے میاں عمر خان جیرہ والہ سے فرمایا کہ مرید کو اپنے پیر کے ساتھ نہایت پختہ اعتقاد رکھنا چاہیے تاکہ اسے دینی اور دنیاوی مقصود حاصل ہو، اور ہر مشکل میں پیر سے

امداد باطنی طلب کرنا چاہیئے تاکہ مرید کی مشکل حل ہو۔ چنانچہ ایک روز ہم حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے روانہ ہوئے۔ جب کنارۂ دریا پہ پہنچے تو کشتی موجود نہ تھی، حیران ہو کر بیٹھ گئے۔ اچانک ایک لڑکا کنارۂ دریا سے ظاہر ہوا۔ میرے پاس آیا اور میرا قرآن شریف اپنے سر پر رکھ کر کہنے لگا۔ کہ اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھو تاکہ دریا عبور کریں میں نے اسی طرح کیا جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو میں نے لڑکے سے پوچھا کہ غریب نواز! آپ کا نام کیا ہے۔ جواب دیا میرا نام "رابل" ہے، جب ہم دریا سے پار آئے تو غائب ہو گئے ۔ اور "رابل" حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا نام ہے، پہلی عمر میں لوگ آپ کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ جب حضرت مولانا فخر الدین دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے تو مولانا صاحب قدس سرہٗ نے ان کا نام نور محمدؐ رکھا اور شرف اجازت سے مشرف فرما کر اپنے وطن روانہ کیا تھا، کہ عرب و عجم کی مخلوقات آپ کے نور سے منور ہوئی۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی ظاہری نسبت صرف چھ سال یا اس سے بھی کم نصیب ہوئی لیکن آپ کی روح مبارک سے ہم کو دن بدن بہت زیادہ فیض پہنچ رہا ہے۔ ہم ہر لحظہ روئے نیاز "آپ کے آستانہ مبارک" پر رکھتے ہیں اور ہر وقت ہر دینی و دنیاوی کام میں ان سے باطنی مدد طلب کرتے ہیں ۔

ہر دمی پیر ہے جو کچھ کہ ہے او پیر ہے ‏ ‏ ‏ ‏ کون اداں بن بنہ بندہ نوازی دیہرے

ابیات

چونکہ ذاتِ پیر را کردی قبول | ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسولؐ
گر جدا بینی ز حق تو خواجہ را | گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را
دو مبیں و دو مداں و دو مخواں | خواجہ را در خواجہ خود محو داں!

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں میاں محب اللہ ہندوستانی نے عرض کیا کہ غریب نواز! میرے بھائی نے کہا تھا کہ جب تم حضرت قبلۂ دو جہاں کی خدمت میں حاضر ہو تو میرے واسطے کوئی ایسا وظیفہ پوچھ کر آنا جس سے حق سبحانہٗ و تعالیٰ مجھے اپنی محبت نصیب فرما دیں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ایک ہزار بار اللّٰہ الصمد پڑھ لیا کرے۔ اسے حق تعالیٰ کی محبت نصیب ہوگی۔

پھر فرمایا کہ بعض اہل اللہ کے نزدیک مدرجہ فنا، اسلام کی ابتدا ہے۔ اور درجۂ تسلیم میں پہنچ کر سالک حقیقی مسلمان بنتا ہے۔ آخری درجہ تسلیم کا ہے اور تمام درجات و مقامات میں سے اہل اللہ کے نزدیک اعلیٰ مقام تسلیم و رضا کا ہے، اگر اس مرتبہ میں کوئی ولی اللہ خارق عادت ظاہر کرے تو کافر ہو جائے۔ اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ دقوقی رحمت اللہ علیہ ایک دفعہ کنارۂ دریا پر گئے۔ وہاں سات اولیاء اللہ سکونت رکھتے تھے، ان سے ملاقات کی، نماز کے وقت شیخ دقوقی کو امام بنایا گیا، اچانک دریا میں ایک کشتی ڈوبنے لگی۔

اہل کشتی نے فریاد و زاری شروع کی، حضرت شیخ وفوفی اثنائے نماز میں ہمت باطنی سے کشتی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور کشتی غرق ہونے سے بچ گئی سب لوگ کشتی سے صحیح سلامت باہر آگئے، جب شیخ وفوفی نماز ختم کر چکے تو اولیائے کرام نے جو ان کے مقتدی تھے، فرمایا کہ یہ کام کس کافر نے کیا ہے۔ یہ کہنا تھا وہ غائب ہو گئے۔ لہذا شیخ وفوفی تمام عمر گریہ زاری کرتے رہے۔ اس افسوس میں کہ ان کی صحبت سے جدا ہو گیا۔ فرمایا اہل تسلیم اپنے تمام کام حق تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور خود کوئی تصرف نہیں کرتے کیونکہ تمام کائنات کا حقیقی مالک حق تعالیٰ ہے، ہر چیز میں جس طرح اس کی مرضی ہوتی ہے (تبدل و تصرف) کرتا ہے۔ بعد ازاں میاں محمد پارسی نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! آپ بھی "اہل تسلیم" کا مشرب رکھتے ہیں جواب میں فرمایا کہ ہم دو گروہوں (مقام رضا و مقام عبودیت والوں) کو نہیں پہنچ سکتے۔

قول مؤلف:۔ میرے حضرت قبلہ نے یہ بات کسر نفس کے طور پر فرمائی ورنہ دراصل آپ کا مشرب تسلیم و رضا ہی کا تھا چنانچہ اکثر اوقات یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر آتے

ہندی

کوئی مرت کوئی جیوے ستھرا جھڑ دل بتاشے پیوے

یعنی ہم خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں، جو اس کی مرضی ہو کرے کسی کے زندہ ہونے یا کسی کے مرنے سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے حقیقی

مالک وہی ہے، دوسرا کوئی نہیں جو کچھ قدرت رکھتا ہو جیسا کہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:

مالک الملک است او ملک او را دہید
یا دمن را جملہ پیش او نہید

اور شیخ عطارؒ فرماتے ہیں۔

اوست سلطاں ہرچہ خواہد او کند عالمے را در دمے ویراں کند
ہست سلطانی مسلّم مر ورا نیست کس را زہرہٗ چون و چرا
طرفہ ایں جہاں بہم زند کس نمی آرد کہ آنجا دم زند

ایک روز مولوی شہسوار نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نوازا ایک بڑھا زنگریز میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے شیخ (خواجہ تونسوی) کو ملتان میں مخدوم حسن شاہ کے کہنے سے زہر دیا تھا جو دودھ میں ملایا گیا تھا، اور میں اس وقت حسن شاہ کا ملازم تھا لیکن حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے تمہارے شیخ کو اپنی پناہ میں رکھا اور زہر نے کوئی اثر نہ کیا۔ زہر دینے کے اس معاملہ کو میں آج بارہ سال کے بعد ظاہر کر رہا ہوں۔ ع

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

حضرت قبلہؒ نے پوچھا کہ شیخ حسن شاہ کون ہے؟ مولوی صاحب مذکور نے عرض کیا کہ غریب نوازا مخدوم حسن شاہ قریشی تھا جو زبردستی حضرت مخدوم بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قدس سرہٗ کے سجادہ پر بیٹھا ہوا تھا

اب دو تین سال اسے مرے ہوئے ہو گئے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ نیز فرمایا کہ ہم اس کے مقام پر کبھی گئے تو نہیں، اس نے ہمارے ساتھ یہ معاملہ کیوں کیا، مولوی مذکور نے عرض کیا کہ غریب نوازا! نہ ہر آپ کو حسد کی وجہ سے دیا گیا تھا، جیسا کہ یہودیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حسد کی بنا پر زہر دیا تھا اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پناہ میں رکھا کہ اس کے اثر سے محفوظ رکھا۔ زہر نے کوئی اثر نہ کیا۔ نیز مولوی مذکور نے عرض کیا کہ غریب نوازا! ملک یہ مذکور نے مجھے کہا ہے کہ اپنے پیر کی خدمت میں عرض کرو کہ میری تقصیر معاف فرمائیں، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس کی تقصیر معاف کرے۔

بیت

ہر کرا باشد سعادت دستیار
در جہاں باشد بہ دشمن سازگار

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے میاں محمد یار ابن ظریف خواجہ کو فرمایا کہ ہم تمہیں آدھی پائی دے سکتے۔ دعا کرو حق تعالیٰ بارش نازل فرما دیوے، ایک دوسرے ساتھی نے عرض کیا غریب نوازا! یہ کم ہے آپ زیادہ عطا فرمائیں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حاجت پوری کرنے کے واسطے آدھ پائی کافی ہے۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ

ہم جب خواجۂ خواجگان معین الحق والدین قدس سرہٗ کی زیارت کے واسطے اجمیر شریف گئے تو حضرت خواجہ کی آستان بوسی کر کے وہاں چند روز کے لئے ٹھہر گئے۔ اتفاقاً ہم ایک روز ایک بزرگ کے مزار پر چلے گئے، ان کے مزار پر لوگ آتے اور ان کے ایصال ثواب کے لئے چھ کوڑی خیرات کرنے کی نذر کرتے، اور جو ان کی حاجت ہوتی بحکم خدا پوری ہوتی۔ ایک شخص آیا۔ اس نے چھ روپے خیرات کرنے کی نذر مقرر کی اور اپنے کام پورا کرنے کے واسطے بہت کوشش کی لیکن اس کی حاجت روا نہ ہوئی۔ پھر مزار پر آیا اور صاحب تربت کی خدمت میں عرض کیا کہ اے بزرگ! میں نے تمہارے ایصالِ ثواب کے لئے چھ روپیہ براہِ خدا خیرات کرنے کی نذر مقرر کی تھی، لیکن میری حاجت پوری نہیں ہوئی۔ اس بزرگ نے (کشفی طور پر یا خواب میں) اس شخص کو جواب دیا کہ مجھے چھ کوڑی کا ثواب درکار ہے۔ اس سے زیادہ درکار نہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک عورت تھی، اس کے واسطے اس کے شوہر نے ایک لاکھ روپیہ کا جوتا خریدا تھا۔ اس کے جوتے پر مروارید جڑے گئے تھے۔ بعد ازاں ہم نے سنا کہ وہی عورت اپنی قوت کے لئے جوار کے آٹے کی روٹی پکا کر کھاتی تھی اور نہایت عاجز ہو گئی تھی۔ اور اس کی ذلت کا سبب یہ تھا کہ اس عورت کا خاوند بہت بخیل تھا۔ کسی مسکین درویش کو بطور خیرات کے چند چھٹانک آٹا بھی نہیں دیتا تھا۔ نیز فرمایا کہ ملتان

سے افغان بہت بخیل تھے حضرت حافظ محمد جمالیؒ اور حضرت مولوی خدابخش رحمۃ اللہ علیہ کے درویشوں میں سے کسی کو ایک آنا ر آٹے تک کا نہیں دیتے تھے جب سکھوں نے ملتان فتح کیا ملتانی افغانوں کو شہر سے باہر نکال دیا۔

نیز فرمایا کہ صدیقیوں کی حکومت یعنی بہاول خان کی حکومت کا بہت فیض ہے کہ تمام سادات، علماء فقرا اور غرباء ان سے اپنا اپنا حصہ لے رہے ہیں، چنانچہ بعضوں کو جاگیریں دی گئی ہیں بعضوں کو کنوئیں بخشے گئے ہیں، اور بعضوں کا روزینہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے حق تعالیٰ نے ملک ان کو بخشا ہوا ہے۔ تین چار پشتیں گذر گئیں ان کی حکومت کو زوال نہیں آیا۔ لیکن دوسرے حکمران جیسے سرائیں، ملتانی، بلوچ سب بخل کے سبب تباہ و برباد ہو گئے، کیونکہ انہوں نے کسی درویش کا اللہ واسطے روزینہ مقرر نہ کیا تھا۔ حدیث

اَلْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ زَاهِدًا۔

بخیل اللہ کا دشمن ہے اگرچہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو

نیز فرمایا:-

اَلسَّخِيُّ حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا۔

سخی اللہ کا دوست ہے خواہ فاسق ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ابتدائی ایام میں جبکہ میں تونسہ شریف میں میاں حسن علی صاحب کے پاس قرآن شریف پڑھا کرتا تھا ایک پیسہ میرے ہاتھ لگا جب تک میں نے اسے خرچ نہ کر لیا مجھے آرام نہ آیا،

چنانچہ اسی روز ہم نے وہ پیسہ خرچ کر دیا، اور آرام حاصل کیا، پھر آپ نے یہ حدیث شریف زبان مبارک سے بیان فرمائی۔ ترک الدنیا راس کل عبادۃ وحب الدنیا راس کل خطیئۃ۔

دنیا کو چھوڑنا تمام عبادتوں کا مغز ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔

نیز فرمایا کہ حضرت حمید الدین ناگوری قدس سرہٗ سلطان التارکین ہیں، جب ہم نے ان کی زیارت کا قصد کیا تو ایک پائی کی کوڑیاں اپنے دامن میں باندھ لیں (تاکہ ان کے ایصال ثواب کے لئے خیرات کریں) جب آستانہ بوسی کر چکے تو دیکھا کہ دامن خالی ہے اور کوڑیاں ندارد ہیں، ہم نے کہا سبحان اللہ! سلطان التارکین نے ایک پائی کی کوڑیاں بھی قبول نہ کیں کیونکہ دنیا ان کی نظروں میں بہت ہی قبیح ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے الدُّنیا جیفۃ وطالبھا کلاب۔ دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔ اللھم ارزقنا حبک وحب من احبک آمین یارب العلمین۔

نیز فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے بعض لوگ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے جب جلالِ الٰہی ظہور میں آیا، سب کو ہلاک کر دیا۔

آں خداوندے کہ ہنگامِ سحر کرد قومِ لوطؑ را زیر و زبر

اسی طرح ہود، صالح و شعیب علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی اقوام میں بعض لوگوں نے گناہ کئے، جب اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوا سب کو ہلاک کر دیا گیا جیسا

کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے لیکن ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اگر کوئی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو اسی ایک شخص سے مواخذہ ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک، دوسروں کو رسول کریم صلے اللہ کی حرمت سے امان دیتے ہیں اور ہلاک نہیں فرماتے اس کی دلیل میں آپ نے یہ آیت پڑھی ولاتزرُ وازِرَۃٌ وِزرَ اُخریٰ (کوئی نفس کسی دوسرے کے بوجھ کو نہیں اٹھاتا) یعنی حق تعالیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پر یہ مہربانی فرمائی ہے کہ صرف اسی عاصی کو ہلاک کرتے ہیں جس نے گناہ کیا ہو اور دوسروں کو اپنی پناہ میں لے کر محفوظ رکھتے ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ رب ارنی انظر الیک اور حضرت حق سبحانہٗ کی طرف سے اس کے جواب میں لن ترانی فرمایا گیا۔ یہ عتاب نہیں تھا بلکہ ناز تھا تاکہ ان کا شوق زیادہ ہو جیسا کہ معشوقوں کی رسم ہے کہ ناز کرتے ہیں تاکہ عاشقوں کا شوق اور نیاز بڑھے۔

نازیست ازاں جانب وناز ے کہ چہ گویم
مائیم نیاز ے ونیاز ے کہ چہ گویم!

نیز فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی دو لڑکیاں تھیں، دونوں کو مرتبہ ولایت حاصل تھا۔

نیز فرمایا کہ ولایت اور نبوت کسی کی میراث نہیں ہے جس کو

حق تعالیٰ چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں۔ اس پہ آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

حق بہ شباں تاج نبوت دہد
ورنہ نبوت چہ شناسد شباں

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دونوں جہانوں کے حقیقی بادشاہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہیں اور یہ آیت بطور شہادت پڑھی۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار آپ اکثر بادشاہوں کے سامنے یہی آیت پڑھا کرتے۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں لوگوں نے عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ غریب نواز! دعا فرمائیں حق تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں، حضرت قبلہ نے یہ مناجات پڑھنا شروع کی۔

مناجات

یا الٰہی عفو کن تقصیر ما — نیست جز تو کو کند تدبیر ما
مقتضی طبیعتِ ما چیست خبث — مقتضی طبیعتِ تو چیست قدس
ما ز خبثی کار خود کردیم خام — تو ز قدسی کار خود را کن تمام
گرسنگی کردم اے شیر آفریں — شیر را بگمار بر ما ز مکیں
واحدی بر وحدتت ہر شے گواہ — زانکہ جز واحد نیاید راست راہ
نفس و شیطان مے بزند از راہ مرا — تا بیند ازند اندر چاہ مرا
دستگیری کن مرا اے دستگیر — زانکہ جز تو نیست ما را دستگیر
دستگیری کن جہاں اے دستگیر — تا کہ ہر کس گویدت واہ دستگیر

کس نہ گشتہ از درِ تو نا امید ۔۔۔ اے امید واے امیدوارے امید

چوں سلیمانم بکُن وی اے کریم ۔۔۔ حفظ ختم کن ز شیطان رجیم

آمین یا رب العالمین

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی تو آپ کی طرف وحی آئی کہ اے موسیٰ! جو گستاخیاں تم نے کی تھیں، وہ ہم نے تمہاری والدہ کی حرمت میں بخش دیں۔ اب ایسی گستاخیوں سے دور رہو اور ادب کو پیشِ نظر رکھو۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پہ گئے تو ان کے پیچھے ان کی قوم نے بچھڑے کو پوجنا شروع کیا۔ آپ جب کوہِ طور سے واپس آئے تو اپنی قوم کو گوسالہ پرستی کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے ان ھی الا فتنتک یعنی یہ تیری طرف سے آزمائش کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کہا رب ارنی انظر الیک اے بارِ خدایا! مجھے اپنا آپ دکھا تاکہ میں تیری طرف دیکھوں یہاں حضرت قبلہؒ نے مولانا روم قدس سرہٗ کی یہ غزل پڑھی ؎

موسیٰ نیم کہ دیدہ ام از ناز لن ترانی ۔۔۔ اے بے خبر چہ دانی راز لیست نہانی

ناز و نیاز موسیٰ ارنی و لن ترانی ———— الخ

ایک روز بعض لوگوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب تو از ہم فقا لوں کے ظلم سے تنگ آگئے ہیں۔ توجہ فرمائیں۔ حضرت

قبلہؒ نے فرمایا ہندی :-

جہن چوراں منہہ سا ہیڑا نادی چوڑ مٹھے

یعنی جو کسی کے ساتھ برائی کرے گا وہ درا صل اپنے ہی ساتھ برائی کرے گا - جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے - من عمل صالحًا فلنفسہ و من اساء فعلیہا - یعنی اگر کسی نے کوئی نیک کام کیا تو اپنے ہی واسطے کیا اور جس نے برائی کی اس کا وبال اسی پر پڑا

ایک روز جرغوردار خان بلوچ نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! شاہ صاحب شاہ دین پناہ علیہ الرحمت کا ایک مرغا کسی نے چوری کر کے کھا لیا تھا - مرغا اس کے پیٹ سے بولنے لگا شاہ صاحب کی کرامت تھی کہ مرغے نے پیٹ میں سے جواب دیا - اور ذرا چوری ہوئے کچھ عرصہ ہوا کہ آپ کا گوسفند بھی حاکم نے مار لیا ہے اور کھا گیا ہے لیکن کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ حضرت شاہ صاحبؒ مرد تھے اور ہم تلسی ہیں —

(قول مؤلف) - حضرت کی یہ بات کمال کسر نفسی اور تسلیم و رضا کی وجہ سے تھی - چند روز کے بعد ہی حاکم مذکور انگریزی کی فوج سے ڈر کر ڈیرہ غازی خان کی طرف بھاگ گیا - اور وہیں مارا گیا -

---

نیز حضرت قبلہؒ کی خدمت میں بعض لوگوں نے عرض کیا کہ اے قبلۂ دوجہاں! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ مل بوٹی اور اس کے بھائی

آپ کے مال کو خراب کرتے ہیں۔ آپ سے ہزار ہا روپیہ نقد لیتے ہیں اور ناقص غلہ گندم، جوار اور باجرہ وغیرہ لنگر شریف میں دیتے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے اس کے جواب میں ہندی کا مقولہ ارشاد فرمایا۔ ہندی

دودھ کا دودھ پانی کا پانی   گھڑی بیچ کے پچھوتانی

یعنی اگر کسی کے ساتھ کوئی شخص دغابازی کرے تو آخرکار نقصان اسی کو ہوگا۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدیؒ نے اپنی کتاب "حقیقت الطریقت" میں یہ حکایت بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص بھیڑوں کے دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتا تھا۔ کچھ مدت اسی طرح کرتا رہا، ایک روز اپنی بھیڑوں کو چرانے کے واسطے پہاڑ کے دامن میں لے گیا۔ اچانک پہاڑ میں سے بہت سا پانی سیلاب کی صورت میں آیا اور اس کی تمام بھیڑوں کو بہا کر لے گیا۔ اس شخص نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ ہاتف نے آواز دی کہ یہ وہی پانی ہے جو تو دودھ میں ملا کر بیچا کرتا تھا۔ اب اس پانی کو حق تعالیٰ نے اس صورت میں بھیجا ہے کہ تیرے مویشی اس میں ہلاک ہو گئے ہیں۔

ایک روز قاضی حسن علی صاحبؒ تب والے کے لڑکے نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت قبلہؒ ہم غریبوں کی کچھ خبر نہیں رکھتے۔ اسی خیال میں سو گیا۔ خواب میں حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ مجھے اتنی خبر تو ہے کہ تیرے دانتوں میں سے ایک دانت ہلتا ہے۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو وہ خیالِ فاسد میرے دل سے نکل گیا۔ کیونکہ واقعہ اسی طرح تھا جس طرح حضرت قبلہؒ نے خواب میں فرمایا تھا۔

نیز ایک پہاڑی آدمی نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! آپ کو ہمارے حالات کی کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہمیں تمہارے ہر معاملے کی خبر ہے۔ اور اس واقفیت کی نشانی یہ ہے کہ ایک روز تم اپنی بیوی کے ساتھ فلاں غار میں سو رہے تھے۔ اور اپنی بیوی سے کہہ رہے تھے کہ "اپنے بالوں کو ڈھانپ لو، کیونکہ اس جگہ چیتے کا خطرہ ہے"۔ جب اس کوہستانی نے حضرت قبلہؒ سے یہ بات سنی تو خوش ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ نے سچ فرمایا، واقعہ اسی طرح ہے امنّا و صدقنا بیت ؎

اولیا اطفال حق اند اے پسر
در حضور و غیبت از تو باخبر[1]

---

[1] ان حکایات سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ تمام اولیاء اللہ کو مخلوقات کے ہر چھوٹے بڑے معاملہ کی خبر ہوتی ہے۔ بلکہ اصل بات یوں ہے کہ جن بزرگوں کی توجہ "کشف کونی" کی طرف ہوتی ہے۔ ان سے اس قسم کے بہت سے واقعات ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن ہر کسی کا ہر بات کا جاننا پھر بھی ان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ گاہے گاہے ہوتا ہے اور ان کی توجہ کرنے پر موقوف ہوتا ہے ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ جس حالت میں اولیاء کرام سے اس قسم کی کرامات کا ظہور ہو ایسی حالت کو اولیاء عظام ناقص حالت شمار کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جن بزرگوں کی توجہ "کشف الٰہی" یعنی معارف لدنیہ اور اسرار الٰہیہ معلوم کرنے کی طرف ہو ان کو دنیا کے ایسے عام اور خفیہ معاملات کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اس طرف توجہ کریں

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

حضرت قبلہؒ ایک دفعہ علمائے سنگھڑ کے علماء کو چھڑانے کے واسطے، جو کہ ڈیرہ غازی خان میں نظر بند تھے۔ ڈیرہ غازی خان تشریف لے گئے۔ اور چند روز وہاں قیام فرمایا، لیکن ڈیرہ غازی خان کے نواب نے ہرگز کوئی توجہ نہ کی، بعد ازاں نواب شرمندہ ہوا اور حضرت قبلہؒ کے پاس حاضر ہو کر معذرت پیش کی اور علماء کو آزاد کر دیا نیز ان کی تمام چیزیں ان کو واپس کر دیں، — جب حضرت قبلہؒ ڈیرہ غازی خان سے روانہ ہو کر خانقاہ شریف شاہ کے پاس پہنچے، آپ نے چند ن کھوکھر سے تلوار مانگی اور اپنے ہاتھ میں لے کر تلوار کو زور سے زمین پر مارا، پھر اسے واپس دے دی۔ بعد ازاں فرمایا کہ اے کھوکھر! تیری تلوار نے تو خراسان کی بادشاہت کی جڑ کو کاٹ ہی دیا — چنانچہ اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس بادشاہ کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ بیت

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت قبلہ قدس سرہٗ اکثر طالبانِ حق کو نکاح و خانہ داری کے کاموں سے منع فرماتے اور فرماتے سالک کے واسطے تجرد بہتر ہے جیسا کہ "عوارف المعارف" میں آیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۔ تو بہت کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔ اسی قسم کے حضرت خواجہ تونسوی کے یہ چند واقعات ہیں۔ محمد حسین غفر لہٗ۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے برخوردار خان بندی والا کو فرمایا کہ آج قیلولہ کے وقت دو شخص ہمارے پاس آئے اور انہوں نے یہ نعت شریف پڑھی

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر　　اے قریشی نسب و ہاشمی و مطلبی

ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات　　لطف فرما کہ ز حد رفت گزر تشنہ لبی ..... الخ

— فرمایا ہم نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے، لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا — برخوردار مذکور نے قبلہٴ دو جہاں سے یہ بات سنی تو خدمت عالیہ میں نعت مذکورہ پڑھنا شروع کی ایک دفعہ ساری نعت پڑھ چکا تو پھر دوسری بار پڑھی — نیز فرمایا حضرت خواجہؒ نے کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ عشا کے وقت جب بیٹھ جاتے تو ایک بوڑھا قوال آتا اور چند کلیاں اور مرزا کے دوہڑے پڑھتا۔ اور حضرت قبلہؒ عالم سماع کرتے، اس وقت یاروں میں سے بھی بعض موجود ہوتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے احمد قوال کو فرمایا کہ ابن یمینؒ کے دیوان میں سے کچھ غزلیں یاد کرو ان کے اندر بہت بڑی تاثیر ہے، ہم تہجد کے وقت باقی دوسرے وقت سنیں گے اور حضرت قبلہؒ نماز تہجد کے بعد سماع کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ الخ

ایک روز حضرت قبلہ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا کہ اے قبلہ دو جہاں! ہم نے درود شریف دو کروڑ سوا لاکھ مرتبہ پڑھ لیا ہے۔ اب آپ دعا فرمائیں کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائیں اور بارش نازل فرمائیں — آپ نے فرمایا کہ ہم نے صاحب درود یعنی نبی اکرم

صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا ہے۔ حضور اقدس غور فرمائیں گے۔

حضرت قبلۂ دین و عالمیان کی خدمت میں ڈیرہ اسماعیل خان کے نواب نے درخواست بھیجی کہ اے قبلۂ دوجہاں! میرے بعض دشمن دشمنی کی وجہ سے میرا ملک ڈیرہ مذکور مجھ سے چھینا چاہتے ہیں۔ آپ کی باطنی امداد دستگیری کی ضرورت ہے، توجہ فرمائیں کہ انجام بخیر ہو، حضرت قبلہؒ نے جواب میں لکھا کہ ایک لاکھ مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا جائے۔ لیکن سورۂ فاتحہ اور درود شریف کے پڑھنے والے نیکوکار درویش ہونے چاہئیں، امید ہے کہ دشمن آپ پر غالب نہیں ہو گا۔ آپ بہرحال خاطرجمع رکھیں، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

ہر آنکہ استعانت بہ درویش برد

اگر بر فریدوں زد داد اوپیش برد!

فیض اللہ کھتری بمبئیا خان کے دوستوں نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ اے قبلۂ دوجہاں! دیا ہے بہت لوگ بلاک ہو رہے ہیں۔ دعا فرمائیں حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس بلا کو دور فرمائیں، حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ ایک لاکھ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی جائے امید ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ وبا کو دور فرمائیں گے اور لوگوں کو اس سے نجات حاصل ہوگی۔ بیت

دستِ شیخ از غائباں کوتاہ نیست

دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ "تفسیر کشاف" کا مصنف بہت بڑا عالم تھا، اپنے زمانہ کے علمائِ ظاہر میں ممتاز اور علامہ مشہور تھا۔ لیکن چونکہ ہدایت اس کی قسمت میں نہ تھی، معتزلی ہو گیا۔ مرتے وقت اس کے منہ سے گندگی باہر نکلی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ علم بغیر ہدایت کے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

ابیات

علم چوں برتن زند مارے بود　　علم چوں بر دل زند یارے بود

علمہائے اہلِ تن احمالِ شاں　　علمہائے اہل دل اجمال شان

پھر فرمایا کہ "کشف" اور "صفائی" حکماء کو بھی حاصل تھی۔ چنانچہ حکیم جالینوس اور بقراط کا یہ دستور تھا کہ اپنے دروازہ پر ایک نقارہ رکھتے تھے۔ جو مریض دروازہ پر آتا نقارہ پر ضرب لگاتا، حکماء مذکور صرف اس نقارہ کی آواز سن کر مرض معلوم کر لیتے اور گھر کے اندر بیٹھے بیٹھے نسخہ لکھ کر باہر بھیج دیتے۔ اسی طرح اشراقی حکماء کا یہ دستور تھا کہ شاگرد اگر مشرق میں ہوتا اور استاد مغرب میں تو صفائی دل اور کشف کے ذریعہ استاد شاگرد کو کتاب کا سبق پڑھا دیتا۔ لیکن اس کشف اور صفائی کے باوجود یہ سب کافر تھے۔ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا یہ سب بے ایمان مرے نعوذ باللہ من ذالک۔ البتہ لقمان حکیم علیہ الرحمت صاحب ایمان تھے چنانچہ چنانچہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن میں فرمایا ہے۔ و اذ قال لقمان لابنہٖ وھو یعظہٗ یابنی لا تشرک باللہ۔

(جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا)

فرمایا صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اشیا کو عین حق تعالیٰ جاننے کا نام وحدت ہے۔ اور اشیاء سے مراد "صور علمیہ" ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کو عشق تھا کہ اپنے جمال کو مختلف آئینوں میں دیکھے اس لئے مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے :۔

کنت کنزاً مخفیاً فاجببت ان اعرف فخلقت الخلق۔

(میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا)

حق تعالیٰ کے مختلف اسماء تھے جب چاہا کہ ان اسماء کا اثر ظاہر ہو مختلف مظاہر پیدا کئے ۔ صوفیا کرام جب لفظ عشق بولتے ہیں تو اس سے ان کی مراد "ذات بحت" ہوتی ہے اور کبھی اس سے مراد محبت لیتے ہیں۔ میل الجمیل البصیر الی جمال :۔

مثنوی

شاد باش اے عشق پر سودائے ما اے طبیب جملہ علتہائے ما

اے تو افلاطون وجالینوس ما اے دوائے نخوت وناموس ما

عمار دکا منہ والشق القمر ہل رایتم من جبل رقص الجمل

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

اللھم ارزقنا عشقک حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم والہ و

اصحابہ اجمعین وسلم آمین یارب العلمین۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے مذہب پر خواہ باطل ہی ہو مستقیم ہوتا ہے اور اس باطل مذہب کو نہیں چھوڑتا چنانچہ کفار اپنے مذہب باطل کے واسطے جان تک قربان کر دیتے ہیں لیکن اسلام ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ہی سچا ہے چنانچہ میاں حاجی شانہ گر نے ہمارے سامنے بیان کیا کہ میں ایک ملک میں گیا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہاں اگر کسی شخص کو خواب میں کوئی شیطانی صورت دکھائی دے اور وہ محتلم ہو جائے تو سب لوگ اسے آکر مبارکباد دیتے ہیں کہ تجھے ابلیس کی زیارت ہوئی ہے تجھے مبارک ہو۔

فرمایا کہ ہزار سال کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ ابلیس ملعون کو حکم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم صلوٰت اللہ علی نبینا و علیہ السلام کی قبر پہ سجدہ کرتا کہ تجھے اپنی بارگاہ کا مقبول بنائیں ۔ ابلیس بدبخت کہتا ہے کہ جب ان کی زندگی میں میں نے سجدہ نہ کیا تو اب مجھے شرم آتی ہے کہ اس کی قبر کو سجدہ کردں ۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ روز قیامت تک یہ ملعون حضرت آدم صفی اللہ کے سجدہ سے انکاری رہ کر ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی کرتا رہے گا۔ حق تعالیٰ اس ملعون دشمن کے شر سے امان دیویں اور اپنی پناہ میں رکھیں ۔ اللّٰھم آمین یارب العالمین۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ فرشتہ کے دو پر ہوتے ہیں ۔

ایک جمالی دوسرا جلالی۔ جس جگہ جمالی پر مارتا ہے وہاں کے لشکر کو فتح حاصل ہوتی ہے اور ملک میں فراخی اور ارزانی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے لوگوں کے دل بھی قوی ہوتے ہیں۔ اور وہ خیرات وغیرہ بھی کرتے ہیں۔ اور جس جگہ جلالی پر مارتا ہے وہاں کے لشکر کو شکست ہوتی ہے اور ملک میں گرانی اور قحط سالی کا دورہ دورہ ہوتا ہے اس وجہ سے لوگوں کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔ کسی کو کھانا تک نہیں دیتے حتیٰ کہ بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے چھپ کر کھانا کھاتا ہے۔ بیت

چناں قحط سالی شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

اگر کوئی شخص حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کرتا کہ حضور اپنے ہاتھ مبارک سے (فلاں شخص کو) رقعہ لکھ دیجئے تو آپ یہ عبارت لکھ کر لفافہ میں ڈال دیتے کہ:۔

"غریب نواز! مہربان من! موجب نوشتہ بعمل آرند، زیادہ والسلام"

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ زن و فرزند اور دوسرے دنیاوی اسباب کا تعلق راہ حق کا مارنے والا ہے اور ہندی کا یہ سخن زبان مبارک سے پڑھا۔

ہندی

گائیں بلائیں سنے مال جنجال ۔ فرزند تے حوال جتی دبال

جو کوئی رہے انہاں تھیں دور ہوسی او خوشحال نروار

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے میاں تقی محمد باغبان سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے بیلوں کی ایک جوڑی گم ہو گئی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ میاں تقی محمد نے عرض کیا کہ غریب نواز! جناب کی مہربانی اور امداد باطنی سے بیل واپس گھر آ گئے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہماری مہربانی تو یہ ہے کہ تمہارا تمام دنیاوی مال و اسباب ضائع ہو جائے اور تم فراغت دل کے ساتھ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ۔ جیسا کہ ایک روز ہانسی سے ایک شخص حضرت بابا صاحب گنج شکرؒ کی خدمت میں آیا، انہوں نے پوچھا کہ ہمارا جمال کس حال میں ہے؟ عرض کیا کہ آں مخدوم نے جس روز سے جناب سے تعلق پیدا کیا ہے، گاؤں اور مال اسباب اور زمینداری کے کاروبار کو انہوں نے بالکل چھوڑ دیا ہے اور فاقے پر فاقے اور مصیبتیں جھیل رہے ہیں، حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ خوش رہے

نیز فرمایا کہ مشائخ اپنے مریدین کو وصیت کیا کرتے ہیں کہ اگر مسافر تمہارے پاس آئیں اور اس رات تم فاقے سے ہو تو اس کو ایک نعمت عظیم سمجھو، اور اس کے لئے اللہ کا شکر بجا لاؤ۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے ۔ ان عیسیٰ علیہ السلام کان یاکل من الشجر و یلبس من الشعر و یبیت حیث امسی ولم یکن لہ ولد یموت ولا بیت یخرب ولا یخبی شیئاً لغد، یعنی عیسیٰ علیہ السلام درختوں کے پتے کھا لیتے۔ جانوروں

کے بالوں کے کپڑے بنا لیتے۔ اور جہاں شام ہو جاتی وہیں رات بسر کر لیتے
نہ ہی آپ کا کوئی بیٹا تھا جو مرتا اور نہ کوئی آپ کا گھر تھا جو خراب ہوتا۔ اور نہ
ہی آپ کوئی چیز دوسرے روز کے لئے بچا کر رکھتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے یہ بیت پڑھا ہے

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

فرمایا کہ تمام عمارات کی نسبت "عمارت دل" حق تعالیٰ کی یاد
کے واسطے بہتر ہے، باقی تمام عمارتیں زوال پذیر ہیں، لیکن "عمارت دل"
ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

بس از سی سال این معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یک دم با خدا بودن از ملک سلیمانی

چنانچہ مولانا جامی علیہ الرحمت نے اپنے لڑکے کو وصیت فرمائی:-

نظم

علم کثیر آمد و عمرت قصیر — آنچہ ضروریست بدان شغل گیر
آنچہ ضروریست چو حاصل کنی — بہ کہ عمارت گری دل کنی
آنست عمارت گری دل کہ دل — وا کنی از نقش مکش آب و گل

تجھے چاہیئے کہ کھانے سونے اور پہننے وغیرہ کے ساتھ تن کی پرورش
کرنا چھوڑ دے کیونکہ یہ سب چیزیں فانی اور منقطع ہونے والی ہیں، خلوت
گزین ہو جا اور اپنی جان کو حق تعالیٰ کی یاد میں لگا دے، حق تعالیٰ کے سوا
جو کچھ ہے اسے بھلا دے اور ہرگز ہرگز ماسوائے اللہ کو دل و دماغ

میں جگہ نہ دے ۔ چنانچہ ایک پیر نے اپنے مرید کو وصیت کی کہ جو چیز دونوں جہانوں میں کام آنے والی ہے وہ حق تعالیٰ کی یاد ہے باقی سب فضول ہے ۔ حکایت - ایک مرید اپنے پیر کی مجلس میں آیا - ایک لمحہ کے لئے بیٹھا اور پھر اُٹھ کھڑا ہوا، پیر نے پوچھا کہ کیوں اتنی جلدی دیو کی طرح جبرئیل سے بھاگتے ہو، مرید نے عرض کیا کہ میں راستے میں ایک چیز بھول آیا ہوں ، اس کی تلاش کے لئے جاتا ہوں، پیر سخت ناراض ہوا اور فرمایا کہ دونوں جہانوں میں فراموش نہ کرنے کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف حق تعالیٰ کی یاد ہے۔

فرمایا یہاں خاموشی اور ماسوی اللہ سے فراموشی سے مراد وہ خاموشی اور فراموشی ہے جو موت کے وقت انسان کو خاموشی اصل ہوتی ہے ۔ پس آخرکار جس چیز سے سابقہ پڑنے والا ہے اسی کے کام میں لگ جا اور اسی کو اختیار کر۔

نیز فرمایا کہ گم نام ہونا مشہور ہونے سے بہتر ہے ۔

چنانچہ حضرت بابا صاحب گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محبوب الٰہی رحمت اللہ علیہ کو وصیت کی تھی کہ

کن فی الدنیا کانک	دنیا میں اس طرح رہ جس طرح کوئی
غریب او کعابر سبیل	مسافر یا راستہ چلنے والا ہوتا ہے ۔
وعد نفسک من	اور اپنے آپ کو اہل قبور میں سے
اصحاب القبور فیفید	شمار کر یہ بات تجھے فائدہ دے گی۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری دل و جان سے کرنی چاہیے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ والدین مانند کعبۃ اللہ کے ہیں ۔ نیز فرمایا جس کو والدین رد کریں وہ ہرگز مقبول نہ ہوگا ۔ اور اگر حق تعالیٰ رد کریں تو پھر وہ مقبول ہو سکتا ہے لیکن عاق والدین ہرگز مقبول نہیں ہوتا نعوذ باللہ من ذالک ۔ نیز فرمایا کہ (سالک کو چاہیے) کہ ادب اور خدمت کرے مقبول ہو جائے گا ۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک پیر تیز زبان بہت شوخ و شنگ تھا، اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ جا کر پانی لے آؤ، آدھی رات کا وقت تھا، سردی سخت تھی بارش برس رہی تھی اور ہوا چل رہی تھی، عورت پانی کا کوزہ بھر کر لے آئی اور ادب سے ساتھ ساری رات شوہر کے سرہانے کھڑی رہی، جب عورت اس قدر ادب اور خدمت بجا لائی کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اس کی چشم بصیرت کو کھول دیا اور چودہ طبق کے کشف احوال کی بینائی اسے عطا فرما دی ۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

نیز فرمایا کہ اہل اللہ کا کام عقل و قیاس سے باہر ہے ۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرید نے کعبۃ اللہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کے طواف میں اپنے شیخ کے قدموں پر قدم رکھنا شروع کیا، شیخ نے مرید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر میری متابعت

بھی کرتا ہے تو اس امر میں متابعت کرو کہ میں ہر روز سات سو بار قرآن شریف ختم کرتا ہوں مرید نے پوچھا معناً یا لفظاً فرمایا لفظاً

نیز فرمایا کہ ایک درویش ایک مسجد میں آیا رات کا وقت تھا۔ لوگوں نے اسے کھانا اور پانی دیا جب لوگ مسجد سے باہر چلے گئے تو اس درویش نے مسجد کے طاقچہ میں رکھی ہوئی کتابوں کو کھانا شروع کیا چنانچہ بہت سی کتابیں بمعہ جلدوں کے کھا گیا۔ لوگ جب صبح مسجد میں آئے تو اس معاملہ کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

نیز فرمایا کہ حضرت حسن افغان حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔ اور بالکل ناخواندہ تھے حتیٰ کہ انہوں نے قرآن شریف بھی نہیں پڑھا تھا، عام لوگ امتحان کی غرض سے چند سطور قرآن شریف کی اور چند سطور دوسری کتابوں کی ایک کاغذ پر لکھ کر آپ کے سامنے رکھتے اور پوچھتے کہ بتاؤ ان میں قرآن کے الفاظ کون سے ہیں حضرت حسن مذکور نور معرفت سے پہچان کر اپنی انگلی قرآن شریف کے الفاظ پر رکھ دیتے اور لوگ حیران ہوتے اور کہتے کہ آپ نے تو پڑھا تو کچھ ہے نہیں آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حروف قرآن ہیں، جواب دیتے کہ قرآن شریف کے حروف کا نور عرش معلی تک جاتا ہے (اس سے میں پہچان لیتا ہوں)

نیز فرمایا کہ قیامت کے روز حق سبحانہٗ وتعالیٰ حضرت بہاؤ الدینؒ زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائیں گے کہ ہمارے واسطے کونسا تحفہ لائے حضرت بہاؤ الدین

عرض کریں گے کہ حسن افغان کو لایا ہوں۔ اسی طرح حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہر کوئی قیامت کے روز کسی نہ کسی چیز پر فخر کرے گا۔ میں اس ترک یعنی امیر خسروؒ کے "سوزِ سینہ" پر فخر کروں گا۔

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے صاحبزادہ صاحب خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کو وصیت فرمائی کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرنا۔ سب تمہارے دوست بن جائیں گے جیسا شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

قطعہ

کس نہ بیند کہ تشنگان حجاز | بہ لبِ آبِ شور گرد آیند
ہر کجا چشمۂ بود شیریں | مردم و مرغ و مور گرد آیند

نیز فرمایا کہ جس کسی کو اچھا اخلاق حاصل ہے اسے مرتبۂ ولایت حاصل ہے۔ اور بغیر اچھے اخلاق کے (محض زہد) کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت میں آیا ہے کہ :۔

قولہ تعالیٰ وانک لعلی خلق عظیم وماکان اشرف الناس وازکاھم نفسًا کان احسنھم خلقًا۔

تحقیق آپ کا خلق بہت بڑا ہے اور جو کہ تمام لوگوں سے زیادہ بزرگ ہیں اور سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں اور باعتبارِ خلق کے

سب سے بڑھ کر ہیں

قال مجاهد وانك لعلى خلق عظيم الى على دين عظيم والسلام مجموع الاعمال الصالحة والاخلاق الحسنة و

مجاہد نے کہا ہے کہ آپ بہت بڑے خلق پر ہیں۔ یعنی بہت بڑے دین پر چلنے والے ہیں اور دین تمام اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے مجموعہ کا نام ہے۔

وقال ابو سقطی الخلق العظيم ان لا يخاصم ولا يخاصم۔

ابو سقطی نے کہا ہے کہ "خلق عظیم" یہ ہے کہ نہ تو وہ شخص کسی سے جھگڑا کرے اور نہ کوئی اس کے ساتھ جھگڑے۔

وقال الحسين لانه لم يؤثر فيك جفاء الخلق يعني مطالعة الحق۔

اور حسین نے فرمایا ہے کہ صاحب خلق عظیم اس لئے آپ کو پایا گیا ہے کہ آپ میں مشغولیت حق کی وجہ سے جفاء خلق کا کچھ اثر نہیں رہا۔

وقيل الخلق العظيم لباس التقوى و التخلق باخلاق الله اذا لم يبق الاغراض عنده

اور کہا گیا ہے کہ "خلق عظیم" لباس تقویٰ سے آراستہ ہونے اور الہٰی صفات سے متصف ہونے کا نام ہے اور جبکہ اس کے نزدیک اغراض دنیوی و نفسانیت کی کوئی قدر و قیمت نہ

خصر

رہتے۔

وقال الجنید رحمۃ اللہ تعالیٰ اجتمع فیہ اربعۃ اشیاء السخی والالفۃ والنصیحۃ والشفقۃ۔

اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "خلق عظیم" میں چار چیزیں جمع ہو گئی ہیں۔ وہ یہ ہیں، سخاوت، الفت، نصیحت اور شفقت

ایک دوست نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! سوائے جناب کے محلہ کے کوئی شخص شہر میں رمضان المبارک کا روزہ نہیں رکھتا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ حق تعالیٰ نے ہم کو فرض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اہل شہر کے لئے بھی دعا کرو کہ حق تعالیٰ ان کو ہدایت فرمادیں تاکہ وہ حق تعالیٰ کا فرض ادا کریں

نیز فرمایا کہ نمو نامی ایک شخص لبہ کے پاس رہا کرتا تھا اور چوری کیا کرتا تھا۔ ایک رات چوری کرنے کے واسطے ایک کنوئیں پر آیا کنوئیں کا مالک اپنے بیل سے کہہ رہا تھا اے بیل! ٹھیک ہو جا ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا۔ نمو نے جب یہ بات سنی چوری سے توبہ کی (اللہ کی یاد میں لگ کر کامل ہو گیا۔ اور واصلین حق میں شامل ہوا۔ اسی طرح مالک دینار قدس سرہٗ ابتدائی زمانہ میں تنبورہ بجایا کرتے تھے۔ ایک رات سو رہے تھے کہ اپنے تنبورہ سے یہ آواز سنی یا مالک الم یان ان تتوب الی اللہ تنبورہ سے یہ آواز سنتے ہی بستر سے اٹھے اور تنبورہ اور دوسرا

مال و اسباب راہِ خدا میں خرچ کر کے جنگل کا راستہ پکڑا اور واصلین کی حق بالیں سے ہو گئے۔

- اللھم ارزقنا ھدایۃ کاملۃ آمین یا رب العالمین۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ نیک اعمال جیسے نماز روزہ وغیرہ حق تعالیٰ کی امداد سے پورے ہوتے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور بُرے اعمال جیسے زنا، شراب خوری، غیبت، اور مردم آزاری وغیرہ بندہ سے نفس و شیطان کی ہمراہی میں صادر ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہاں آپ نے یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد فرمائے

نفس و شیطان زد کرہ بارہا ہین | رحمت بانند شناعت خواہین

نفس و شیطان سے بر بند از راہ ترا | تا ہیند از مد اند رچاہ ترا

ایک رات نجم الدین ہندوستانی نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے قبلہ من! مار عشق نے مجھے ڈس لیا ہے، اگر آپ وصالِ معشوق کرا دیں تو بہتر ورنہ میں اپنی جان جناب والا کے دروازہ پر ہی فدا کر دوں گا۔ حضرت قبلہ سلطان العاشقین قدس سرہٗ نے یہ رباعی پڑھی ؎

لقد لسعت حیتہ الھوی کبدی | فلا طبیب لھا ولا راقی

الا الحبیب الذی شغفت بہ | فعندہٗ رقیتی وتریاقی

مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے اس رباعی کے ترجمہ میں یہ رباعی

تصنیف کی ہے :-

بگذ ید یار عشقت جگر کباب مارا ــ نہ طبیب می شناسد نہ فسونگران دوا را
مگر آں حبیب دلکش کہ ربود دل ز دستم ــ بفسونگری درآید بکند علاج ما را

فرمایا کہ "عشق" ایک بلائے عظیم ہے، طرفین کو جلا دیتا ہے اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ میاں حسن علی تب والا نے ہمارے سامنے جام جنید اور لیلاں کا قصہ بیان کیا کہ یہ دونوں عاشق و معشوق تھے، تقدیر الٰہی سے ایک سبب ان کے درمیان حائل ہوا اور دونوں کے درمیاں جدائی واقع ہو گئی جب کچھ عرصہ کے بعد دونوں کو ملنا نصیب ہوا تو ایک دوسرے کو دیکھتے ہی ہر ایک نے اپنی جان جانِ آفرین کے حوالہ کر دی ــ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد ــ شیخ صنعان زاہدے را زیر زنار آورد

فرمایا۔ ہندی

ایہا عشق کیتا جنید سے نال اساڈا منھا

فرمایا کہ دو عورتوں کی آپس میں دوستی تھی۔ ایک نے دوسری سے پوچھا کہ عشق کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ اس نے جواب دیا اگر تو طالب ہوتی تو مجھ سے مشورہ نہ کرتی۔

فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ کسی پر ناراض نہ ہو بلکہ مخلوق کے ساتھ دوستی رکھے، اس موقعہ پر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

ایک ساتھی نے عرض کیا کہ غریب نواز! ہم سے بغیر آپ کی امداد باطنی کے کوئی کام دین و دنیا کا نہیں ہو سکتا۔ دعا فرمائیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نیک عمل کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ "مقصودِ دارین" اسی میں مضمر ہے۔ حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہمارے تمام دوستوں کو یہ ہدایت کامل نصیب فرمائیں۔ کیونکہ بغیر ہدایت کے اور کچھ مقصود نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم آمین یا ربّ العلمین۔

نیز فرمایا کہ امر نامشروع سے بچنا ضروری ہو، اور مثال بیان فرمائی کہ فقیر مانند ایک سفید چادر کے ہوتا ہے۔ جس طرح ایک سفید چادر میں داغ بڑا معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر عیاذاً باللہ فقیر سے کوئی برا کام صادر ہو تو وہ زیادہ برا ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کیا کہ غریب نواز! ہماری معاش کا دارومدار اسباب ظاہر پر ہے۔ ہم نے زراعت کاشت کی تھی لیکن بندش باراں کے سبب خشک ہو گئی ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اکثر لوگ اسباب پر نظر رکھتے ہیں لیکن ہزاروں میں ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو سبب حقیقی پر نظر رکھتا ہے اور اسباب کو ترک کر دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ ترک اسباب کا یہ مرتبہ ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

اگر ژالہ ہر قطرہ دُر شدے — چو خرمہرہ بازار ازو پر شدے

الختام

کسبِ اسباب زہمت پستی است   ترکِ اسباب ز بالادستی است

نیز فرمایا کہ جب حق تعالیٰ کسی کو اپنی درگاہ سے دور کر کے مردود بنانا چاہتے ہیں تو نفس و شیطان کا اس پر غلبہ ہوتا ہے اور مرتکب مناہی ہوتا ہے۔ چنانچہ شراب خوری کرتا، بھنگ اور چرس پیتا، اور دوسرے غیر مشروع کاموں میں لگ جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور جب کسی کو اپنی درگاہ کا مقبول و محبوب بناتے ہیں تو اس سے تمام کام نیک ہی صادر ہوتے ہیں۔ کوئی غیر شرعی کام وہ نہیں کرنے پاتا اور نفس و شیطان بھی اس پر غلبہ نہیں پا سکتے۔ قولہ تعالیٰ من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

ایک سال حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں صاحبزادہ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا غریب نواز! صادق خان کی ملاقات کے لئے میرے ساتھ تشریف لے چلئے، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ میں صرف جناب کی دلجوئی کے واسطے چلتا ہوں۔ ورنہ مجھے ملاقات کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک سال حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کی زندگی میں میں ایک دفعہ حضرت قبلہ عالمؒ کی زیارت کے واسطے جا رہا تھا، اچانک راستے میں ایک شخص نمودار ہوا۔ اور میرے پاس آ کر سلام کہا میں نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے سوا اس کی طرف مطلق توجہ نہ کی، اور چل پڑے، دوبارہ اس شخص نے سلسلہ کلام چھیڑا

اور کہنے لگا کہ میں خضر ہوں اور تم میری طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے میں نے جواب دیا کہ جب سے میں نے اپنے پیر کو دیکھا ہے مجھے خضر کی کوئی حاجت نہیں رہی ہے

خضر چہ گوئم کو چہ خضر شی ہزار
بود ز سرچشمۂ او جرعہ خواہ

فائدہ صاحبزادہ مذکور نے عرض کیا کہ (نواب مذکور کے پاس) آمد و رفت کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ غریب نواز! اگر آپ اپنے گھر میں سکون و آرام سے رہتے تو تمام مخلوقات آپ کے دروازہ پر حاضر ہو کر قدم بوسی کرتی۔ پیر صاحب زادہ مذکور سے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالمؒ نے ہم پر بہت مہربانی، عنایت اور احسان فرمایا ہے کہ ہم کو کونین کی بادشاہی عطا فرما دی ہے ہمارے دوسرے بھائی بند اپنی معاش کے واسطے زیتون کی لکڑیاں کاٹ کر بیچتے ہیں اس طرح اپنی روزی حاصل کرتے ہیں۔

ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! یہاں کچھ لوگ نیک ہیں اور کچھ برے ہیں، جواب میں فرمایا کہ سب نیک ہیں کوئی برا نہیں

نظم

در رہِ نیک و بد افگن خود را ‌ ‌ ‌ سر نہ آں جا کہ ہمہ پائے نہند
مردِ سرکش ز ہنر ہا عاریست ! ‌ ‌ ‌ پشت خم غاجیت پر باریست !

شاخ بے میوہ کشد سر بفراز بام ‏ ‏ ‏ ‏ شاخ پر میوہ شود خم بہ سلام

ایک روز حبیب اللہ خان ملتانی حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں تین تکیے روئی سے بھروا کر لے آیا اور عرض کیا کہ ایک تکیہ پیٹھ مبارک کے لئے اور دو تکیے زانوؤں کے لئے ہیں، نیز ایک روئی دار سوزنی بھی پیش کی، حضرت قبلہؒ نے چاروں مذکورہ چیزوں کو بالکل قبول نہ فرمایا، لیکن صرف ایک سوزنی جس میں روئی نہیں تھی، قبول فرمائی اور اس پر جلوہ افروز ہوئے۔ چونکہ کمال عشق الٰہی کی وجہ سے بے شمار عبادت، زہد اور ریاضت اختیار کرنے کے سبب آپ کے دونوں پاؤں خستہ ہو گئے تھے۔ اس لئے درد کی وجہ سے بوریا پر آپ نہیں بیٹھ سکتے تھے، لیکن فرائض، سنن، اور نوافل ادا کرتے وقت آپ سوزنی مذکور نیچے بچھا لیتے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے پھر دو زانو ہو بیٹھتے۔

اور حضرت قبلہ نے تینوں تکیے اور سوزنی قبول نہ فرمائی اس لئے کہ تمام درویش قدر ضرورت ہی پر اکتفار کرتے ہیں چنانچہ عوارف شریف میں آیا ہے کہ ابویزید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب فوت ہوئے تو آپ نے صرف ایک کرتا اپنے پیچھے چھوڑا اور وہ بھی کسی سے عاریۃً لیا گیا تھا چنانچہ مالک کو واپس کر دیا گیا اور شیخ حماد رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ مستعار کپڑا پہنتے حتیٰ کہ کبھی آپ نے اپنی ملکیت کا کوئی کپڑا نہیں پہنا۔ اور کہا گیا ہے کہ جب ابن کرنی جو کہ حضرت جنیدؒ کے استاد تھے۔ فوت ہوئے تو آپ

کی گدڑی کا وزن کیا گیا تو پیوندوں سمیت اس کا وزن ساڑھے چھ سیر ہوا اور حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ ٹاٹ کا لباس پہنتے اور آپ کے گھر میں کنکریاں بچھائی گئی تھیں اور غالباً آپ انہیں کنکریوں پر بغیر فرش بچھائے سو جاتے اور اصحابِ صفہ کی قوم اس بات کو ناپسند کرتی تھی کہ ان کے جسم اور زمین کے درمیان کوئی اور چیز حائل ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص نے اچھا لباس پہننا ترک کیا حالانکہ وہ اس پر قادر رہے۔ تو حق تعالیٰ اس کو جنت کے حلے پہنائیں گے اور کہا گیا ہے کہ جب حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ کے کپڑوں میں چالیس پیوند پائے گئے۔ حالانکہ آپ کی تنخواہ چار ہزار تھی، اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ : اپنے دلوں کو منور کرو لباسِ تصوف سے کیونکہ یہ دنیا میں باعث قدر و منزلت ہے اور آخرت میں نور ہے اور خبردار اپنے دین کو لوگوں کی تعریف و ثنا سے ختم نہ کر لینا ،،

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ اپنے پاس دنیا کو جمع نہ ہونے دے کیونکہ اگر ایک روپیہ بھی اپنے پاس رکھے گا اور حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا تو بیس تولہ اس کا دین کم ہو جائے گا۔ کیونکہ ایک روپیہ ایک تولہ کا ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک، اس قسم کے دشمن کو اپنے سے دور ہی رکھنا چاہیئے۔

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں گیارہ سو روپیہ

بطور نذرانہ پیش کیا، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اسی وقت مبلغ مذکور علماء، فقرا، یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا، صرف ایک روپیہ بھولے سے آپ کی جیب میں رہ گیا، جب صبح ہوئی تو آپ نے اپنے خادم اکرم کو بلایا اور فرمایا کہ آج رات مجھے نیند نہیں آئی کیونکہ ایک روپیہ میری جیب میں رہ گیا تھا، چنانچہ روپیہ جیب سے نکال کر خادم کے حوالہ کیا۔ نیز حضرت قبلہ کوئی چیز طرح طرح کے میووں اور رنگا رنگ کی چیزوں میں سے جو کہ لوگ آپ کی خدمت میں پیش کرتے تناول نہ فرماتے بلکہ صاحب زادگان مہاروی کی اولاد ہم اللہ شرفاً و عزاً اور دوسرے لوگوں کو عطا فرما دیتے اور خود جمال الٰہی کے نظارہ میں مستغرق رہتے چنانچہ نماز کی رکعتوں کی تعداد جمعہ کے روز خادم سے پوچھ کر معلوم کرتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص گندم کی سوداگری اس نیت سے کرے کہ غلہ کو گرانی کے وقت پر فروخت کروں گا تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ کام شریعت میں ممنوع ہے بلکہ جو کوئی ایسی نیت رکھتا ہے آخر کار خراب و ذلیل ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذالک — ایسے کام سے دور رہنا چاہیئے۔ کیونکہ شریعت میں منع ہے۔

نیز فرمایا کہ انسان کی حقیقت و اصلیت بغیر معاملہ کے معلوم نہیں ہو سکتی کہ آیا نیک ہے یا بُرا ہے اور یہ حدیث شریف بیان فرمائی المرءُ یعرف بالمعاملۃ۔

نیز فرمایا کہ بڑھئی کو لکڑی کی حقیقت کاٹتے وقت معلوم ہوتی ہے

کہ اندر سے کھوکھلی ہے یا پر ہے بغیر نزا شے اسے ہرگز کچھ معلوم نہیں ہو سکتا، اسی طرح آدمی کی ماہیت معاملہ کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی کہ آیا کامل ہے یا ناقص

نیاز فرمایا کہ اگر کوئی کہے کہ میرے فلاں معاملہ کے گواہ بنو، تو اس بات کو ہرگز منظور نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس بات میں خواری ہے اس سے دور رہنا چاہیئے اور "سلامتیٔ دارین" دنیاوی معاملات سے دور رہنے ہی میں ہے۔ اور دنیاوی معاملات میں پڑنا سراسر دین کا نقصان کرنا ہے اس وجہ سے اہل اللہ دنیاوی معاملات کو چھوڑ کر دین کا کام اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اہل اللہ کی متابعت میں کوشش کرنا چاہیئے اور دین کو اختیار کرنا چاہیے کیونکہ جو کوئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اہل اللہ کے خلاف چلتا ہے، اس کا نور ایمان سلب کر لیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جیسا کہ حضرت محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ نے حضرت رویم رضی اللہ عنہ کا قول "فتوحات مکی" میں نقل فرمایا ہے "کہ جو شخص صوفیاء کے پاس بیٹھا اور ان سے اس امر میں مخالفت کی جس کی تحقیق وہ کر چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل سے نور ایمان نکال لیا"۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے زمانہ میں درویشوں کے درمیان بہت محبت تھی وہ نہایت اخلاق سے یکدوسرے کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ میں ایک مسجد میں رہا کرتا تھا

اور مسجد کے ایک گوشہ میں پشمینہ کا ایک کمبل ڈالا ہوا تھا اسی میں پڑا رہتا ایک دفعہ دو آدمی پشاور سے مالائیں فروخت کرنے کے واسطے آئے۔ انہوں نے بھی مسجد میں سکونت اختیار کی رات کو سونے وقت اگر وہ ہمارے کمبل پر سو جاتے تو ہم زمین پر سو جاتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ عبد الشکور بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہید میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ کو خالق خنزیر نہ کہنا چاہیے کہ ادب اسی میں ہے اگرچہ درحقیقت خنزیر کا خالق بھی وہی ہے جیسا کہ حضرت آدم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے ادب کو نگاہ رکھا اور کہا ربنا ظلمنا انفسنا۔ الخ پس درگاہِ رب العالمین کے مقبول و محبوب ہوئے اور ابلیس ملعون نے گستاخی کی اور کہنے لگا۔ رب بما اغویتنی پس اس جناب کا مردود ہوا نعوذ باللہ من ترک الادب

نیز فرمایا الشریعۃ کلھا ادب شریعت تمام ادب ہے اسی طرح التصوف کلہٗ ادب تصوف بھی سارے کا سارا ادب ہے۔

بیت

از خدا خواہیم توفیقِ ادب ۔۔۔ بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

نیز فرمایا کہ ہر جگہ اسماء الٰہی کا ظہور ہو رہا ہے مثلاً کسی مومن کو کہا جائے کہ تمہیں دس ہزار روپے دیں گے تم کافر ہو جاؤ نعوذ باللہ من ذالک وہ ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ مظہر اسم "ہادی" ہے اور اسم "ہادی"

مومن کو کفر کی طرف نہیں جانے دیتا - اور کسی کافر سے کہا جائے کہ تم مسلمان ہو جاؤ، تم کو دس ہزار روپیہ دیا جائیگا، کافر ہرگز مسلمان نہ ہوگا کیونکہ کافر مظہر اسم مضل ہے۔ اسم مضل اس کو اسلام کی طرف نہیں آنے دیتا۔

ایک رات نجم الحق نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! دعا فرمائیے تاکہ مجھے "وصال معشوقی نصیب ہو" حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ابھی تمہارا عشق خام ہے جب پختہ ہو جائے گا تمہارا معشوق خود تم پر عاشق ہو جائے گا - پھر آپ نے یہ شعر پڑھا

به صدق آں کس که زد در عاشقی گام

به معشوقی بر آمد آخرش نام

نیز فرمایا کہ ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہوگیا، بعدہٗ ان کے درمیان جدائی واقع ہو گئی، ایک سال کے بعد ان کا ملنا ہوا جب انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو دیکھتے ہی دونوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔

نیز فرمایا کہ تمام دواوین میں سے دیوان حافظ بہت مؤثر ہے اور فرمایا کہ حافظ شیرازیؒ نے مسئلہ وحدت وجود کو صوفیہ کی اصطلاحات کے پردہ میں بیان کیا ہے اصطلاحات صوفیا کے جانے بغیر حافظ کا کلام سمجھ میں نہیں آسکتا - نیز فرمایا کہ بلّا شاہؒ شمشیر برہنہ کی مانند ہیں کہ انہوں نے مسئلہ وحدت وجود کو بے پردہ بیان کیا ہے - دوسرے عارفین نے مسئلہ مذکورہ کو عربی یا فارسی زبان میں بیان کیا ہے لیکن بلّا شاہ نے

ہندی میں بیان کیا ہے۔

ایک روز حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ظہر کے وقت ایک چور حجرہ میں داخل ہو کر قرآن شریف کے نسخے چوری کر کے لے گیا ہے کیونکہ ایک درویش نماز پڑھنے کے واسطے مسجد میں گیا اور حجرہ کا دروازہ بند نہیں کیا تھا۔ جب آپ نے یہ خبر سنی تو ارشاد فرمایا کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا اتنا خوف ہوتا تھا کہ وہ کم از کم قرآن شریف اور کتابوں کی چوری نہیں کرتے تھے — نیز فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ لوگ بد مذہب ہو جائیں گے اور کافروں کا غلبہ ہو گا۔ حتیٰ کہ بیت اللہ شریف میں بت رکھے جائیں گے اور قبیلہ اوس کی عورتیں بتوں کے سامنے ناچ کود کریں گی۔ بعدہ حق تعالیٰ عزوجل کے حکم سے فرشتے کعبۃ اللہ کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جائیں گے۔

نیز فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جبکہ زمین پر کوئی شخص اللہ کا نام پاک لینے والا نہیں ہو گا

ایک رات ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت قبلہ عالم مہاروی کا پہلا عرس اپنے وطن کوہ ورگ میں کیا تھا۔ سولہ دنبے پانچ پانچ روپے میں خرید کر ذبح کیے گئے اور جب پکانے گئے تو ایک ایک دنبہ سو سو پہاڑی آدمیوں کو دیا گیا۔ کیونکہ ہندوستانی سو آدمی ایک دنبہ کو نہیں کھا

سکتے تھے - اس لئے کہ بہت فربہ تھے۔ اس قدر فربہ تھے کہ چل نہیں سکتے تھے، چارپائیوں پر لاد کر ان کو لایا گیا - اس کے بعد کے تمام اعراس تقریباً پچاس سال یا اس سے بھی زائد مدت میں ہم نے خانقاہ شریف پر کئے نیز فرمایا کہ صحرائے بورہ کے علاقہ میں گوسفندوں کی بہت قیمت ہوتی ہے چنانچہ ایک دنبہ بارہ بارہ روپیہ میں فروخت ہوتا ہے -

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں چند تازہ پھول پیش کئے، حضرت قبلہ نے پھولوں پر نظر ڈالی اور یہ شعر زبان دُر افشاں سے ارشاد فرمایا ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

نیز یہ شعر پڑھا ؎

نام و نشانت نہ ورا اس کشاں مے گزری بر ہمہ نام و نشاں

نیز یہ مصرعہ فرمایا ع :-

در پردہ عیاں باشم و بے پردہ نہاں

نیز یہ مصرعہ زبان گوہر فشاں سے ادا فرمایا ع

حکیم سخن بر زبان آفریں

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولوی سلطان محمود خان بیلہ والا نے بہت دنیا جمع کی تھی، ان کی وفات کے بعد ان کے عزیز و اقارب آپس میں جھگڑنے لگے، مولوی مذکور کی جمع کردہ دنیا ان سب کی خرابی کا باعث بن گئی -

---

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے کتاب احیاء العلوم کی تعلیم کے دوران میں یہ عبارت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔

من اراد السراح مع التوبة فهو المبارك وان اراد الرحمة بلا توبة فهو مسرف۔	جس نے رحمت وخوشحالی کی امید رکھی توبہ کے ساتھ اس نے پالی اور جس نے رحمت کی امید رکھی بغیر توبہ کے وہ حد سے بڑھنے والا ہے۔

نیز فرمایا کہ العالم بلا عمل کالجاہل۔ عالم بغیر عمل کے جاہل کی مانند ہے۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں نواب عبد الجبار خان نواب ڈیرہ غازی خان نے عرض کیا کہ غریب نوازا درویشوں کے خرچہ کے واسطے شہر چیابری بطور جاگیر قبول فرمائیں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا کہ ہم یہ جاگیر نہیں لے سکتے کیونکہ ہمارے پیروں اور مشائخ کی سنت کے خلاف ہے ہم اس کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ انہوں نے بھی جاگیر لینا قبول نہیں کیا۔ بعض لوگوں نے عرض کیا کہ صاحبزادہ گل محمد صاحب کے لئے جاگیر لے لیں۔ فرمایا گل محمد کو بھی اس کی ضرورت نہیں ہے اگر درویشوں کی جوتیاں سیدھی کرے گا تو معتقدین اس کی خدمت کریں گے۔

ایک روز حضرت قبلہ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نوازا! ہم فقیر لوگ دنیا میں معاش کے لئے ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ قیامت

گے روز ہمارا کیا حال ہوگا، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ فقرا تونگروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ الحمد و للہ علی ذالک۔

ایک بار حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک درویش کا مال چور چرا کر لے گئے، اس درویش نے چوروں سے مال طلب کیا لیکن چوروں نے انکار کیا تو درویش نے ان کے لئے بد دعا کی، کہ تم کو چیونٹیاں کھا لیں گی، اس کے بعد وہ چور جہاں بیٹھتے چیونٹیاں ان کے گرد جمع ہو جاتیں، حتیٰ کہ ان کو ہلاک کر دیا۔

نیز فرمایا کہ ایک شخص کو کسی نے کچھ تکلیف پہنچائی، اس نے تنگ دل ہو کر کہا کہ تجھے مکھیاں ہلاک کریں، چنانچہ اسی طرح ہوا کہ اس شخص کو مکھیوں نے ہلاک کر دیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ افضل الناس انبیاء اور اولیاء ہیں جنہوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اور حق تعالیٰ کی یاد کو حق تعالیٰ ہی کے لئے اختیار کیا ہے نہ کہ کسی اور غرض کے واسطے

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے کتاب "سلک سلوک" کا مطالعہ کیا ہے اس میں جو صفات مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی اپنے میں نہیں پاتا، حضرت قبلہ نے فرمایا کہ آدمی ہونا بہت مشکل ہے نیز یہ بیت ارشاد فرمایا ؎

آدمی آں است کہ دبنہ دروست محو گماں کردہ یقینے در دست

نیز ایک شخص نے عرض کیا کہ امداد فرمائیں تاکہ میں اپنے آپ کو پہچان سکوں، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ نفس کا پہچاننا بہت مشکل ہے البتہ

یہ حدیث شریف زبان گوہر افشاں سے بیان فرمائی۔
من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا
اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ رڈپا نام ہندو مستوخان کے کارداروں میں سے تھا، اس نے ہمارے سامنے بیان کیا کہ میری ایک کسان کے ساتھ دشمنی تھی، میں نے اپنے ایک آشنا سے کہا کہ جب فلاں کسان اپنی زراعت میں سے گھاس لے کر آئے تو تم خفیہ طور پر گھاس کے گٹھے میں چند نشتے چھپا دینا تاکہ اسے چور ثابت کیا جا سکے، اس شخص نے اسی طرح کیا، جب وہ کسان اپنے گھر کے قریب سے آیا تو شخص مذکور نے اس کی تلاشی لی۔ لیکن اس کی گھاس میں سے کوئی چیز برآمد نہ ہوا اسی طرح تین روز تک اس کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن کوئی نشتہ گھاس میں سے برآمد نہ ہو سکا۔ چونکہ حق تعالیٰ خود اس کے محافظ و ناصر اور مددگار تھے، ہمارا کوئی فریب اس کے ساتھ نہ چل سکا اس کے بعد رڈپا یہ کہنے لگا کہ میں نے جب سے یہ معاملہ دیکھا ہے لوگوں کے ساتھ دشمنی کرنے سے توبہ کر لی ہے۔

نیز فرمایا کہ ایک شخص پر اس کے دشمن نے اٹھارہ دفعہ تفنگ کے ساتھ حملہ کیا، لیکن چونکہ حق تعالیٰ اس کے محافظ تھے۔ اس کو موت سے بچا لیا۔

نیاز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ روزی کے واسطے بہت زیادہ دوڑ دھوپ نہ کرنی چاہیئے کیونکہ جس قدر روزی حق تعالیٰ نے کسی کی قسمت میں لکھ دی ہے، وہ بغیر کسب وسعی کے اس کو پہنچا دیتا ہے۔ اس کے واسطے مضطر و پریشان نہ ہونا چاہیئے کیونکہ رزاق مطلق اسی کی ذاتِ پاک ہے۔ تمام مخلوقات کو وہی روزی پہنچاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔

کوئی اس زمین پر چلنے والا ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو۔

ضامن روزیٔ تو روزی رساں	دیدہ بگور تو بہ سوئے خساں

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے ایک بدشکل عورت ان کے سامنے آئی انہوں نے پوچھا تم کون ہو، بڑھیا نے جواب دیا کہ میں دنیا ہوں، اس بزرگ نے فرمایا کہ تو اس قدر بدشکل ہے تجھے لوگ دوست کیوں رکھتے ہیں۔ دنیا نے جواب دیا کہ میں اپنے طالبوں کو اچھی صورت بنا کر دکھاتی ہوں، لیکن جو کوئی میرا طالب نہ ہو میں اس کی نظر میں بہت بدصورت معلوم ہوتی ہوں، وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے اور مجھے قبول نہیں کرتا۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! جب جنگ ہوتی ہے بہت لوگ مارے جاتے ہیں کیا اس وقت

حق سبحانہٗ تعالیٰ تماشا دیکھتے ہیں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ ہندی

اساڈا مرن تساڈا ہاسا　　کنڈھے اونے ویکھو تماشا

نیز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے سامنے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میری بیوی لوگوں کے ساتھ فریب کرتی ہے اور غلہ میں مٹی ملا کر فروخت کرتی ہے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس عورت کو اپنے ایمان کے چلے جانے کا کوئی خوف نہیں ہے؟ اگر اس کو اپنے ایمان کا خیال ہوتا تو ہرگز لوگوں کے ساتھ دھوکہ نہ کرتی۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک عورت دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتی تھی اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں اس کی پیشانی کے بالوں کے ساتھ جکڑے گئے؛ اس کے بال زنجیر کی طرح سخت ہو گئے۔ اور کاٹنے سے کسی چیز سے کاٹے نہ جا سکے۔ آخر اسی طرح لوگوں نے اس کو قبر میں دفن کر دیا

نیز فرمایا کہ جب سالک کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ رات دن کی روزی بغیر سوال کے اور بغیر کسی کی احتیاج کے نصیب فرمائیں، تو چاہیئے کہ اس کا شکر بجا لائے کہ اس نے اپنے غیر کے دروازہ کا محتاج نہ کیا۔

نیز فرمایا کہ ایک روز حضرت سید جلال الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں ان کے خادم نے آکر اطلاع دی کہ آج صرف ایک شخص نے ایک پیسہ آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں

آئی، سیّد مذکور نے خادم کو کہا کہ حق تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہیے کہ اس نے ایک شخص کے ذریعہ ایک پیسہ ہمارے پاس پہنچایا نہ کہ اس نے ہم کو ایک پیسہ کے واسطے غیر کے دروازہ کا محتاج بنایا

ابیات

آں کہ شیراں را کند روباہ مزاج — احتیاج است احتیاج است احتیاج

آں کہ شیرانند روباہ کے شوند — احتیاج خود بہ پیش کم برند !!

کاتب حروف (مؤلف ملفوظات) اپنے شیخ کی خدمت میں کتاب "فتوحات مکی" پڑھ رہا تھا جب اس آیت پر پہنچے وما انا بظلام للعبید تو ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان حق تعالیٰ کو ظالم کہے تو کافر ہو جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

جب اس آیت پر پہنچے لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار تو فرمایا کہ ذات حق کا ادراک باعتبار کنہ کے محال ہے۔ کیونکہ "کنہ ذات" کا ادراک کوئی ولی اور نبی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ کشکول شریف میں آیا ہے لایدرکہ نبیٌ ولا ولیٌ۔ نیز حافظ شیرازیؒ نے فرمایا ہے ؎

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں !

کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

یہاں عنقا سے مراد ذات مطلق ہے باعتبار مرتبہ لاتعین کے جب مرتبہ لاتعین سے مرتبہ تعین میں نزول وظہور ہوتا ہے اس وقت وہ ذات

باعتبار اسمار وصفات کے تدرک دمشہور ہوتی ہے نہ کہ باعتبار کنہ ذات کے۔

ایک روز قاضی نور محمد نے عرض کیا دعا فرمائیں حق تعالیٰ باران رحمت نازل فرمائیں، آپ نے دعا فرمایا کہ یہ شعر پڑھا ؎

قاضی ار باکشیند برفشاند دست را

محتسب گرمے خورد معذور دارد مست را

نیز فرمایا کہ جب مسلمان کافروں کی نوکری کرتا ہے تو روٹی کے واسطے اپنے ایمان اور اپنی جان کو برباد کر دیتا ہے اس پر یہ شعر پڑھا ؎

مبادا دل آں فرومایہ شاد　　　　که از بہر دنیا دہد دیں بباد

نیز فرمایا کہ مسلمان کافروں کی نوکری نہ کیا کریں حالانکہ کتب فقہ میں آیا ہے کہ "معین ظالم" کا قتل مباح ہے اور معین کافر اگر مسلمان کے ہاتھ سے مارا جائے تو مردود ہووے نعوذ باللہ من ذالک۔ اور اگر مسلمان اس کے ہاتھ سے مارا جائے تو شہید ہووے اور اگر مسلمان اس کو مار دے تو غازی کہلائے اور غازیوں کا ثواب پائے۔

ایک روز لوگوں نے خدمت مبارک میں عرض کیا کہ غریب نواز! دو درویش صائم الدہر ہیں۔ ایک میاں غلام محمد اور دوسرا علی خان، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ان کو زیادہ توفیق دیں۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک غیر محرم عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اہلکاروں نے پکڑ کر اسے

قید کر دیا ہے اور اب اس سے جرمانہ طلب کر تے ہیں، جب حضرت قبلہؒ نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ جب بندہ سے حق تعالیٰ اپنا ہاتھ اٹھا لیتے ہیں تو اس پر قہر نازل فرماتے ہیں، اس طرح کہ شیطان اس پر غالب آجاتا ہے اور اس کو مناہی کا مرتکب بناتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک — اور جب حق تعالیٰ کسی بندہ سے حفاظت کا ہاتھ نہیں اٹھاتے ہرگز اس پر نفس و شیطان غالب قادر نہیں ہو سکتے، اس لئے ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ اپنا دستِ کرم نہ اٹھائیں اور اپنے فضل کے زیرِ سایہ رکھیں تاکہ نفس و شیطان کا غلبہ نہ ہو سکے ۔

تا نہ فضیلت دستگیر ما شود   وائے بر مانہ آنکہ رسوائی شود

ایک شخص، خدایاد تھا۔ اس سے ایک برا کام ہو گیا، آپ کو خبر دی گئی کہ فلاں شخص مرتکب مناہی ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر خدا کا قہر اس پر نازل نہ ہوتا ایسا برا فعل اس سے سرزد نہ ہوتا ع

الامان یا الامان یا الامان

نیز فرمایا کہ بخشن نامی نعاری نے ہندی میں کیا خوب کہا ہے

ہندی

آکھے بخشن لغاری   جو کہیں کیتی ہے نیاری

لگا تیرہ ہند اکاری   میں اوکن ہاری

پردہ کجیں تو میرا سائیں

نیز فرمایا ہے

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

پھر فرمایا ؎

نظم

بادشاہا جرم ما را در گزار ما گنہگاریم و تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم

پھر فرمایا کہ صحت بدنی تمام دنیاوی نعمتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ دینی دنیاوی کاموں کا دار و مدار صحت بدنی پر ہے، پھر فرمایا ؎

چرا نالد کسے از تنگ دستی کہ گنج بیکراں است تندرستی

اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک بادشاہ کو حبس بول کی بیماری لاحق ہوئی، بہتیرا علاج کیا گیا کیونکہ کسی دوا سے کچھ فائدہ نہ ہوا بعد ازاں ایک بزرگ کے پاس آیا اور دعا کی درخواست کی، انہوں نے فرمایا کہ تم مجھے اپنا سارا ملک اور ساری بادشاہت دینے کی دستاویز لکھ دو تاکہ میں تمہارے واسطے دعا کروں کہ حق تعالیٰ تم کو صحت کاملہ نصیب فرمائیں، بادشاہ نے تعمیل حکم کی اور ان بزرگ کی دعا سے صحت یاب ہو گیا، اس کے بعد اس بزرگ نے وہ دستاویز بادشاہ کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ میں نے یہ معاملہ اس لئے تمہارے ساتھ کیا ہے کہ تجھے جتلا دوں کہ دنیا کے ملک کی بادشاہی بے کار ہے۔ اس کی قیمت تمہارے پیشاب سے زیادہ نہیں ہے۔ اور ساری دنیا کی مدت صرف ایک ساعت ہے۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے

الدنیا ساعۃ دنیس فیھا راحۃ فاجعل فیھا طاعۃ۔

دنیا ایک ساعت ہے اس میں راحت نہیں ہے، پس اس میں طاعت کرے۔ دنیا مردار ہے، حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں ہے، اسی وجہ سے انبیاء اور اولیاء نے اس کو اختیار نہیں کیا ہے۔

فرمایا الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب، دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ جب دُنیا زیادہ ہوتی ہے تو آدمی غمناک و خوار ہوتا ہے۔ چنانچہ بھاروں کی زبان میں کہتے ہیں "دنیا دار خدائی خوار" — نیز حضرت نظام الدین گنجوری فرماتے ہیں

فراواں خزانہ فراواں غم است
که اندوہ آں راکہ دنیا کم است

نیز فرمایا جس کسی کو کوئی مشکل پیش آئے وہ یوں کہے کہ اے خداوندا! نیک مردوں اور عورتوں کے طفیل میری مشکل آسان فرما، حق تعالیٰ اس کی مشکل آسان فرمائیں گے۔ نیز فرمایا کہ نیک عورتیں بہت قلیل ہوتی ہیں۔

ایک سال بارش برسنا بند ہوگئی، لوگوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں دعا کے واسطے بہت عاجزی اور زاری کی، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ نیک اور نمازی عورتیں نماز فجر اور نماز عصر کے بعد جمع ہوکر دعا کریں، حق سبحانہٗ و تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائیں گے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا، باران رحمت نازل ہوئی۔

نیز فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیوہ عورتوں کے گھر جاکر ان سے دعا کرواتے جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

بردرِ بیوہ زن رفتے رسولؐ   کہ دعا کن تا شود احمد قبول

شیخؒ فرمایا کہ سالک کے لئے صحبت بد سے بچ کر صحبت صالح کا اختیار کرنا بہتر ہے چنانچہ نفحات الانس میں آیا ہے کہ مریدوں کے واسطے سب سے زیادہ فائدہ مند چیز صحبت صالح اور صالحین کا اقتدا ہے افعال و اخلاق میں اور خدا تعالیٰ کے دوستوں کی قبروں کی زیارت کرنا اور اپنے یاروں اور فقیروں کے ساتھ قیام کرنا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا ؎

خدارا اے رقیب امشب زمانے دیدہ برہم نہ
کہ من بالعل شیرینش نہانی یک سخن دارم

ہندی۔ بارہا یہ سخن آپ کی زبان مبارک پر آتے ہندی

تارے بھی صحبت تے اوڑے دی نسبت

یعنی صالحین کی صحبت خدا تک پہنچاتی ہے اور بروں کی صحبت وصول حق سے باز رکھتی ہے

شیخؒ فرمایا کہ اگر کوئی شخص چوری کرے اور مسروقہ مال کو نفع کی چیز سمجھے تو وہ غلطی پر ہے اور حقیقت میں وہ چیز نقصان کی چیز ہے۔ جیسا کہ مثنوی شریف میں آیا ہے۔ کہ چور جب کسی کی چیز لے جاتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ میں نے شکار مارا اور غنی ہو گیا اور یہ نہیں جانتا کہ وہ کانٹے کو پھول، زہر کو تریاق، سانپ کو خزانہ، صدف کو گوہر اور شراب کو پانی سمجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے کیونکہ اس نے دشمن جان کو اپنا دوست خیال کیا

کقولہ تعالیٰ انما اموالکم و اولادکم فتنہ سہ

گر برد مالت عدوے پر فنے　　　　راہزن را برده باشد راہزنے

فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضرت شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرتا کہ میرے واسطے فلاں امیر کو سفارش نامہ لکھ دیجئے، تو حضرت گنج شکرؒ صرف یہ عبارت لکھ کر دے دیتے۔

ان تعطی شیئًا فالمعطی ھو	اگر تم اسے کچھ عطا کر دگے تو حقیقت
اللہ وانت المشکور، وان	میں دینے والا اللہ ہے اور تمہارا
لم تعط شیئًا فالمانع	شکریہ ادا کیا جائے گا، اور اگر تم کوئی
ھو اللہ وانت	چیز نہیں دوگے تو حقیقت میں روکنے
المعذور۔	والا اللہ ہے اور تم معذور ہو گے۔

— اور آج کل سفارش ناموں میں بہت لمبی چوڑی عبارتیں لکھی جاتی ہیں

پھر فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے اکثر اسمار لطیف ہیں، ہمیشہ مخلوقات پہ احسان ولطف فرماتے ہیں، بعض اسمار قہریہ ہیں، وہ کافرو ں کے حق میں وارد ہیں نہ کہ مومنوں کے حق میں اور حق تعالیٰ جمال کو دوست رکھتے ہیں ۔ ان اللہ جمیل ویحب الجمال۔

نیز فرمایا کہ عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ عشق بازی کرنا ایک بلائے عظیم ہے اس سے دور رہنا چاہیئے، چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ جو کوئی "صورت" میں پھنسا ہوا ہے وہ حقیقت بے صورت" سے محجوب ہے۔ فقد خسر خسرانا مبینا۔

ملفوظ فرمایا کہ نماز روزہ ہم سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا ہوتا ہے اور دنیادار لوگ نمازوں کو ترک کرکے اور ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ کر اس سعادت سے محروم رہتے ہیں، حالانکہ ان کو اتنی طاقت اور دنیاوی فراخی حاصل ہوتی ہے۔ کہ وہ موسم گرما کو سرما میں اور سرما کو گرما میں تبدیل کر سکتے ہیں کیونکہ دنیاوی مال ومتاع کے ساتھ سب کچھ مہیا ہو سکتا ہے، لیکن چونکہ ان پر شیطان اور نفس کا غلبہ ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ ہم کو روزہ رکھنے سے خشکی ہو جاتی ہے، اس طرح نفس وشیطان کی گمراہی سے اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین من شرور النفس والشیاطین۔

ملفوظ فرمایا کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا مسلمانوں پر بہت آسان ہے لیکن کافر ہرگز نہیں کہہ سکتے، ہم نے بعض لوگوں سے جو پہلے کافر تھے اور پھر اسلام لائے، پوچھا کہ تم کو اسلام لانے سے پہلے کلمہ شریف کیسا معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پہاڑ کی طرح نظر آتا تھا جس طرح کسی پر پہاڑ کا گرنا سخت معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم کو کلمہ شریف پڑھنا بڑا سخت معلوم ہوتا تھا، جب حق تعالیٰ نے مہربانی فرمائی کلمہ شریف پڑھنا ہم پر آسان ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک

ملفوظ فرمایا ہے

ز سنبلہ آخر بہ بخارا زدند | در کہ بہ یثرب دل طبال زدند

اسی دوران ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر بیان کیا کہ میں نے ملک۔

خراسان اور ہندوستان کو دیکھا ہے لیکن جتنی دینداری بخارا اور تونسہ شریف میں ہے اتنی اور کسی جگہ نہیں ہے یہاں یہ سب جناب کی برکت ہے

نیز فرمایا کہ صالحین کی صحبت کا اثر دیر میں ہوتا ہے اور بروں کی صحبت کا اثر جلدی ہوتا ہے۔ اس لئے بروں کی صحبت سے دور رہنا چاہیئے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو تمام لوگوں سے بدتر اور کمتر سمجھے پھر یہ شعر پڑھا ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب   دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آں کہ در غیر بدبیں مباش   دوم آنکہ در خویش خودبیں مباش

الحمد للہ علی ذالک

فرمایا کہ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزا ملے گی، اگر اچھے عمل کرے گا اچھی جزا پائے گا اور اگر برے عمل کرے گا بری جزا پائے گا۔ کقولہ تعالیٰ۔

ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔

جو ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو یعنی اس کی جزا پائے گا، اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔ نیز فرمایا قل کل یعمل علی شاکلتہ۔

نیز فرمایا ؎

من نگویم کہ طاعتم بپذیر   قلم عفو بر گناہ ہم کش

ایک رات حضرت قبلہ نے بیشمار مناقب حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کے بیان فرماتے رہے ، بار بار آہِ سرد بھرتے اور یہ شعر پڑھتے ؎

حریفاں بادہ ہا نوشیدند و رفتند
تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

نیز یہ آیت پڑھی :- ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین ۔
اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک رہنے والوں کو دوست رکھتے ہیں ۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر تمام مخلوق کو غفلت سے تنبیہ ہو جاتی تو دنیا کا کام خراب ہو جاتا کیونکہ اس دنیا کا کام غفلت کی بنا پر چل رہا ہے ۔ لاکھوں میں سے کوئی ایک متنبہ ہو کر دنیا کو ترک کر دیتا ہے اور مولیٰ کی طلب میں رات دن اس کی یاد میں لگا رہتا ہے ۔

نیز فرمایا جو کوئی حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو عطا فرماتے ہیں جس طرح کوئی شخص کسی کی مہمانی کرے تو مہمان دل میں خیال کرتا ہے کہ میں بھی اس کی مہمانی کروں گا حق سبحانہ و تعالیٰ جو کہ اکرم الاکرمین ہیں صدقہ خیرات کرنے والے شخص کو عطا فرماتے ہیں ۔

ایک روز لوگوں نے حاضر خدمت ہو کر بہت عاجزی سے عرض کیا کہ ہماری زراعت کو ایک کیڑا کھا رہا ہے ۔ جس کو ہندی میں ٹڈی کہتے ہیں ۔ حضرت قبلہؒ نے یہ شعر پڑھا ؎

سر جلا نازل شدہ بر تن ضعیف
پشہ وو زدو دگر قاضی لطیف

نیز یہ مصرع پڑھا ع

از در و دیوار می آید صدائے یا حسینؓ

جب انگریزوں نے ملتان کے قلعے کو فتح کیا، اولیاء اللہ کی قبور کی انہوں نے بہت بے ادبی کی، جب یہ خبر حضرت قبلہؒ نے سنی تو آپ نے یہ شعر پڑھا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنۂ پاکاں دہد

ایک رات حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کے ہاتھ اس لئے پکڑتے ہیں کہ شاید کسی مغفور کا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں آجائے۔ اور اس ہاتھ کی برکت سے ہماری بخشش ہو جائے

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ

جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتا۔

نیز فرمایا کہ کیمیا گر ہمیشہ ذلیل و خوار ہی رہتے ہیں، اس پر یہ شعر پڑھا

کیمیا گر بہ غصہ مردہ بہ رنج ۔ ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

ایک شخص سے آپ نے فرمایا کہ تم انگریزوں پر تیر نہیں چلاتے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، آپ مدد فرمائیں۔ آپ نے یہ شعر پڑھا

کماں نرم باید کماندار چست ۔ بوقتِ کشیدن در آید درست

نیز یہ شعر ارشاد فرمایا

مرتبت از مرتبت آمد پدید ۔ اول ذوالنونؒ شد و پس بایزیدؒ

نیز یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا

گفت نبیا چو عمر بیش بود
ختم نبوت به محمد سپرد

نیز فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی بزرگ کی زیارت کے واسطے جاتا ہے، وہ بزرگ اس کی ہر مصیبت و بلا سے اس کا نگہبان بن جاتا ہے۔ اس سے ایسے شخص کو چاہیئے کہ بے فکر ہو کر سفر کرے، ہر آفت سے امان یافتہ ہوگا۔

حضرت قبلہ من و عالمیان قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں مہار شریف میں مقیم تھا۔ ایک روز میں قضائے حاجت کے واسطے شہر سے باہر نکل کر مغرب کی طرف آیا۔ میرا پاؤں ایک خشک ہڈی پر پڑا۔ جب شہر میں واپس آیا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ وہی خشک ہڈی مجھ سے کہہ رہی ہے ؎

قدم دردا ز من برداشتی اے شاہ پرست
زہجر خاکم بجسے عشق آید دوست

مناسب فرمایا ؎

عنبر سا بر جرم است بنگر
تا بر تو عرض دارد احوالِ ملک دارا

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ جب ختم شریف میں سورہ الم نشرح پڑھی جائے تو ہر دفعہ شروع میں بسم اللہ شریف پڑھی جائے یا صرف ایک دفعہ کافی ہے؟ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ پہلے ایک دفعہ پڑھنا کافی ہے۔ نیز کاتب حروف مؤلف ملفوظات ہذا نے عرض کیا کہ جب مسبعات عشر پڑھے جائیں تو بسم اللہ شریف ہر بار پڑھیں؟

جائے یا ایک بار کافی ہے فرمایا ایک بار کافی ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جب طعام موجود ہو تو چاہیے کہ اکیلے نہ کھائے کسی کے ساتھ مل کر کھانا چاہیے۔ کیونکہ بہت سے ہاتھوں میں بہت سی برکت ہوتی ہے جو تنہا کھانے میں نہیں ہوتی ہے

خوردہ بہاں بہ کہ بہ یاراں خوردی حیف بر آں خوردہ کہ تنہا خوردی

اللھم ارزقنا ھذہ الصفتہ الحمیدۃ بحرمتہ مولینا وسیدنا حضرت خواجہ محمد سلیمان اللھم تمتع المسلمین بطول بقائہ۔

ایک شخص نے خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ غریب نواز! میں دشمنوں کے خوف سے بہت پریشان ہوں، کوئی وظیفہ پڑھنے کے واسطے بتلادیں تاکہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہوں۔ فرمایا ہر نماز کے بعد یا احد یا نصیر سات سو بار پڑھ لیا کرو۔ نیز ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! میری روزی تنگ ہے کوئی وظیفہ بتلادیں کہ میری روزی فراخ ہو جائے۔ فرمایا اسم یا کریم ہر نماز کے بعد سو بار پڑھ لیا کرو۔ نیز ایک شخص نے عرض کیا کہ ایسا وظیفہ بتلائیں جس کے پڑھنے سے حق تعالیٰ خطرات کو دور فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سو بار اسم یا غفور پڑھ لیا کرو۔

نیز فرمایا کہ تصوف حسن خلق کا نام ہے۔

التصوف ھو الاخلاق الرضیۃ	تصوف پسندیدہ اخلاق کا نام ہے
التصوف ھو الحریۃ	تصوف آزادی خواہش کا نام ہے

الفتوت ترك التكلف و السخاء بذل الدنیا، کے چھوڑنے اور سخاوت اور دنیا کے خرچ کرنے کا نام ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھ سے سوائے پانچ وقت کی نماز کے اور کوئی نیک کام نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ جو کوئی اس زمانہ میں پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرلے، وہ ولی ہے کیونکہ اس زمانہ میں بے دینی بہت ہے۔ اکثر عورتیں نماز نہیں پڑھتیں۔ اگر کوئی عورت نماز پڑھنے لگ جائے تو دوسری عورتیں اس کا مذاق اڑاتی ہیں۔ اور اس پر پھبتیاں کرتی ہیں کہ سات سو چوہے کھا کر بلی حج کو جارہی ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مرتبۂ تسلیم عجیب نعمت ہے۔ کیونکہ تسلیم میں خیر ہی خیر ہے۔ بعد ازاں یہ بیت پڑھا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

نیز فرمایا ہے۔

الا لاتجزعوا اھل البلاء فللرحمٰن الطاف خفیہ

پھر یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

جراحات السنان لہا التیام وما یلتام ما جرح اللسان

فرمایا کہ اگر انسان پر بلا و مصیبت نازل ہو تو چاہیئے کہ صبر و تسلیم سے کام لے تاکہ حق تعالیٰ اس کو دور فرمائیں۔ نیز فرمایا کہ جو لفظ بزرگوں کی زبان مبارک پر آجائے اس میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ حافظ نور محمد چولستانی رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل بزرگ تھے ایک شخص

نے حافظ صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز! میرا ایک ہی لڑکا ہے اس کو بھی نورنگ خان نے قید کر رکھا ہے۔ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اس کو رہائی نصیب فرمائیں۔ حافظ نور محمدؒ نے فرمایا کہ تم نورنگ خان کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ تم نے جو میرا بیٹا قید کر رکھا ہے اس کو اپنی لڑکی دو۔ وہ شخص حافظ صاحب کے کہنے کے مطابق نورنگ خان کے پاس گیا تو اسی طرح جا کر اسے کہا۔ نورنگ خان نے یہ بات سنی تو ڈر گیا اور دہشت اس کے دل پر طاری ہو گئی۔ اس شخص کے لڑکے کو چھوڑ دیا اور اسے خلعت بھی دیا۔ نیز فرمایا کہ حجام کی لڑکی جب قید کی گئی تو بہاؤل خان کے گھر گئے اور یہ کہنا شروع کیا۔ ہندی

گھر آن گھیتا کہر اٹن — دیکھاں کیویں نجدی ہاتھن

جب بہاؤل خان نے یہ الفاظ سنے تو اس کے دل پر دہشت طاری ہوئی اور حجام کی لڑکی کو اپنے گھر سے نکال کر اس کے اپنے گھر روانہ کر دیا نیز فرمایا کہ بعض لوگوں کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص ان سے کسی حاجت کے واسطے تعویذ مانگتا تو وہ صرف یہ لکھ کر دے دیتے۔ ہندی

آیا ساون نئے کا نہ پھلے
اسی سے حاجت پوری ہو جاتی۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ نوم العالم خیر من عبادۃ الجاھل عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے اس کے بعد آپ نے یہ شعر ارشاد فرمائے۔

آں امامانے کہ کردند اجتہاد رحمتِ حق بر روانِ جملہ باد
بوحنیفہؒ بد امام باصفا آں سراجِ امتانِ مصطفیٰ

ایک شخص نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا فرمائیں حق تعالیٰ تمام بندوں کو اپنی جناب کی طرف کھینچ لیں ۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ تمام دوستوں کو حق عز و جل اولیاء بنا لیں ۔ لیکن تمام باتیں اس کی مشیت پر موقوف ہیں جو وہ [illegible] یہ شعر پڑھا ؎

کارہا بر خواہشِ خود ساختن کارِ خداست
بندہ باشی اے تو نادان پس خدا گردی چرا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب اولیاء اللہ پر بلا نازل ہوتی ہے تو تسلیم اختیار کرتے ہیں اس ڈر سے کہ کہیں اس سے بھی زیادہ سخت دوسری بلا نازل نہ ہو ۔ جب رضا و تسلیم سے کام لیتے ہیں حق تعالیٰ ان کو تمام بلاؤں سے محفوظ فرما لیتے ہیں اور ہر گھڑی ان پر غیب سے نیا فیض نازل ہوتا ہے اس موقعہ پر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

فرمایا کہ جان سے [illegible] حق تعالیٰ کا فیض ہے جو کہ دوستانِ خدا پر نازل ہوتا ہے

ایک رات حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا ہماری قوت اب صرف ایک شارک کے برابر رہ گئی ہے ۔ بلکہ کبھی اس سے بھی کم ہوتی ہے ۔ یہ بات

آپ نے اس وقت فرمائی جبکہ آپ کی عمر شریف اسی سال سے زیادہ ہو گئی۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہر وقت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ کسی سے رنجیدہ نہیں ہوتے۔ فرمایا الحمد للہ کہ لوگ میرے دروازہ پر آتے ہیں اور میں کسی کے دروازہ پر نہیں جاتا۔

حضرت قبلہؒ اپنی پہلی عمر میں قرآن شریف کے دو سیپارے روزانہ پڑھا کرتے تھے اور آخری عمر میں پانچ پاؤ پڑھا کرتے اور فرماتے کہ ایک سیپارہ اور اس کے ساتھ ایک ربع سے کم نہیں پڑھنا چاہیئے

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف کی ابتدا میں فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ فرمایا کہ رب پالنے والے کو کہتے ہیں اس لئے روزی کا غم نہیں کھانا چاہیئے روزی کا ضامن وہ آپ ہے

ایک روز آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں لوگ فسق و فجور کے کام کرتے ہیں لیکن توبہ استغفار نہیں کرتے اور یہ شعر پڑھا ؎

این چہ زمان است کہ از ہر طرف

بستہ بہ فسق اہلِ جہاں را شرف

نیز حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ شعر فرمایا ؎

زجودش گر گلشتی راہ مفتوح ٭ بجودی کے رسیدے کشتی نوح

فرمایا کہ طوفانِ نوح کے وقت حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ السلام

کشتی کے کسی جگہ نہ ٹھہرنے کی وجہ سے حیران تھے۔ حضرت حق سبحانہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ ہمارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ پر درود بھیجو۔ جب نوح علیٰ نبینا و علیہ السلام نے درود پڑھا کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی ۔ نیز آپ نے یہ شعر پڑھا

سید الکونین ختم المرسلین　　　آخر آمد بود فخر الاولین

ایک روز حضرت قبلہؒ کی زیارت کے واسطے طوائفیں آئیں۔ اور زیارت کر کے واپس لوٹ گئیں۔ ایک شخص نے عرض کیا غریب نواز! طوائفیں برے کام کرتی ہیں اور ان میں حیا نہیں۔ حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا کہ طوائفوں میں ایک یہ صفت تو ہے کہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ بدکار اور گنہگار سمجھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشش دے گا کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو سب سے زیادہ بدتر سمجھتا ہے اس پر آپ نے یہ بیت پڑھے

قطعہ

مرا پیر دانائے مرشد شہاب　　　دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ در خویش خود بیں مباش　　　دگر آنکہ در غیر بدبیں مباش

نیز فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے ظنوا المومنین خیراً۔ اور فرمایا ؎

یہ خوش گفت است آں پیر خرابات
کہ التوحید اسقاط الاضافات

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ میاں واصل عشقی نے عرض کیا کہ غریب نواز !

غلام الدین بہادر پوری بہت ہنر جانتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایک گھڑی بنائی ہے جو خود بخود چلتی ہے اور اس سے رات دن کے گذرنے کا اندازہ ہوتا ہے نیز انہوں نے ایک باجا بنایا ہے جس سے خود بخود آوازیں جیسے موقع ہیں بغیر کسی کے بجانے کے۔ حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد کے بغیر سب چیزیں بیکار ہیں۔ اصل مقصود حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد ہے دوسری تمام چیزوں کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ نیز آپ نے فرمایا

ہندی

سبھے کتاباں چھوڑ کے ڈھونڈو پیہیں والی راہ

پھر یہ شعر فرمایا

پس از سی سال این معنی محقق شد بہ خاقانی

کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

ایک دن اسی مجلس میں پیرجی قوال نے جو کہ ایک صاحب درد آدمی تھا اور ... صاحب مولانا محمد علی کھنڈوی کی یہ غزل پڑھی۔ لوگوں کے دل بہت متاثر ہوئے اور رقت پیدا ہوگئی۔

غزل

شنیدہ تیر آن نرگس کہ از ابرو کمان دارد

نہ تنہا اوست آن خونریزم کہ مژگان ہم سنان دارد

ز چشم مست او بیمارم چہ بیماری خوش است آخر

بہ ہر سو نقش کم بینم ہزاران کشتگان دارد

حدیث حسن یوسف را کجا دانند اخوانش
زلیخا را بپرس از دست کہ حد شرح و بیاں دارد

خوش آں عاشق کہ از جاناں رخ مہر و وفا بیند
ز یار خویشتن حیرانم نہ ایں دارد نہ آں دارد

صبا با آں الحبیب عشق حال مولوی برگو
کہ بس عمریست کیں بیمار غریب آشنائی دارد

جب آپ نے (غزل کے دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ چشم مست بیمار ...) ایشے کو سنا تو فرمایا کہ یہاں چشم مست بیمارم نہ کہو بلکہ چشم مست بیمارش کہو اس طرح صحیح ہے۔

پھر قوال مذکور نے مغربی کی یہ غزل پڑھی:۔

غزل

ہر سو کہ دویدیم ہمہ سوئے تو دویدیم | ہر جا کہ رسیدیم ہمہ کوئے تو دیدیم
از مغربی احوال مپرسید کہ او را | سودا زدہ در طرہ مشکین تو دیدیم

پھر قوال ابن یمین کی یہ غزل پڑھی:۔

غزل

خاک آں کو را بچشم ما رسا در ہر نظر
ای امید از جانب یار عجب داریم ما
گر شود ابن یمین کشتہ بہ تیغ عشق او
غم نباشد چوں وصالش خوں بہا داریم ما

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ فی الحقیقت دنیا بہت ہی مکروہ اور بری چیز ہے اور جن لوگوں کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے عشق اور اپنی محبت سے محروم فرمایا ہے، دنیا ان کی نظر میں بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مناسب یہ شعر ارشاد فرمایا ہے

کمالِ صنعتِ مشاطہ شاید | کہ روئے زشت را زیبا نماید

اور جن لوگوں کو اپنا عشق اور اپنی محبت نصیب فرمائی ہے دنیا ان کی نظروں میں بہت ہی بری، مکروہ اور ذلیل وخوار چیز ہے قولہ تعالیٰ ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

مقبل آں مردے کہ شد زیں جفت طاق

پشت بر دے کرد و داوش سہ طلاق

نیز فرمایا کہ جن لوگوں نے دنیا کو جمع کیا وہ آخر کار مر گئے اور دنیا کو نہ لے گئے بلکہ دو سروں کے لئے چھوڑ گئے۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی خدا یاد درویش کسی عورت سے نکاح کرے تو خراب حال ہو جاتے اس طرح کہ بیوی اور بچے حق تعالیٰ کی یاد میں جو کہ ایک نعمت عظیم ہے مانع ہوں رات دن بیوی بچوں کی روزی کی فکر میں پڑا رہے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ قطعہ

شب چو عقد نماز بر بندم | کہ چہ خورد بامداد فرزندم
غمِ فرزند و نان و جامہ و قوت | باز دارد ز سیرِ ملکوت

— نیز کیمیائے سعادت میں آیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ فرماتے

ثم واللہ لقد حلت العزوبۃ فی ذالک الزمان یعنی خدا کی قسم! اس زمانہ میں بغیر بیوی کے ہونا حلال ہے۔

نیز فوائد شریف میں جو کہ حضرت سلطان المشائخؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ آیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد پانچ طبقے ہوں گے۔ ہر طبقہ کی مدت چالیس سال ہے اس کے بعد ہر طبقہ کے درمیانی فرق کو بیان فرمایا۔ جب طبقہ پنجم کا فرق بیان فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گریہ وزاری کرنے لگے۔ پانچ طبقوں کی مجموعی مدت دو سو سال بنتی ہے۔ دو سو سال گزرنے کے بعد زن حاملہ فرزند کے بجائے پلا جنے تو بہتر ہے۔

قطعہ

زنان باردار اے مرد ہشیار | اگر وقت ولادت مار زایند
ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند | کہ فرزندان ناہموار زایند

حضرت قبلہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ورد و صلوٰۃ تہجد، شغل و قوف قلبی اور پاس انفاس کی مداومت کرنی چاہیے۔ یہ تینوں چیزیں سالک کے لئے بہت ضروری ہیں۔ نیز فرمایا ؎

اگر تو پاس داری پاس انفاس | بسلطانی رسانندت ازیں پاس
تو رنگ چند بس مرہمدم و عالم | کہ بر نالذ زجانت سیہ خداوم

نیز حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی کلمہ شریف پڑھتا ہے نیک بخت ہے۔

ایک روز میاں زاہد جو کہ صاحبِ درد شخص تھا حضرت قبلہ کی خدمت میں اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ سالک کے لیے مجرد رہنا بہتر ہے۔ کیونکہ عیالداری ایک مصیبت ہے۔ اس سے رہائی پانا محال ہے نعوذ باللہ اگر بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور اس کے بعد وہ توبہ کرے تو بخشا جاتا ہے۔ لیکن اگر عیال و اطفال سے توبہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا اس کی یہ توبہ قبول نہ ہوگی اور حدیث میں آیا ہے السلامۃ فی الواحدۃ والآفات بین الاثنین۔

یعنی اکیلا رہنے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے میں سلامتی ہے اور لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اور رہنے سہنے میں آفتیں اور بلائیں ہیں۔ جو کوئی لوگوں کے ساتھ چلتا پھرتا اور بیٹھتا ہے وہ ذکر و فکر تنہائی میں ہی ہو سکتا ہے۔ اسی لئے اکثر دوستانِ حق یعنی انبیاء اور اولیاء نے خلوت کو دوست رکھا چنانچہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم اجمعین نبوت سے قبل غارِ حرا میں تنہا بیٹھا کرتے اور عبادت کیا کرتے۔ کیمیائے سعادت میں آیا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو دوست رکھتا ہوں جو راستہ یا گلی میں میرے سامنے آئے اور مجھے سلام نہ کہے اور جب میں بیمار ہوں تو میری عیادت کو نہ آئے۔ اس قدر دوستانِ خدا تعالیٰ نے تنہائی اور عزلت کو دوست رکھا ہے ؎

عمر شد کی بہ تحقیقت ہنر است سلطنت ۔۔۔ سیر بکنیم شہوت بقیدن ضمری

ذکر و فکرِ حق تعالیٰ مقصود و اصلی ہے اور یہ تنہائی اور گوشہ نشینی میں

ہی ہو سکتا ہے۔

ف بلنو فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مختار ہیں۔ لیکن آپ نے جو کام بھی کیا حق سبحانہ و تعالیٰ سے اجازت لے کر کیا۔ بغیر اجازت کے کوئی کام نہیں کیا۔ نیز فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت کوشش کی کہ میرا چچا ابوطالب ایمان لے آئے اور ابوطالب سے فرمایا کہ میرے کان میں کہہ دو کہ آپ پیغمبر برحق ہیں، میں قیامت کے دن تمہارا ایک ہی گواہ تمہارے ایمان کے لئے کافی ہوں گا۔ ابوطالب نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ لوگ کہیں گے اپنے برادر زادہ کا تابع ہو گیا اور اس پر ایمان لے آیا میں نے اس عار کی وجہ سے دوزخ کو اختیار کیا۔ اختوت النار علی العار۔

نیز فرمایا ولایت اگر اولیاء کے ہاتھ میں ہوتی تو اپنی ساری اولاد کو ولی بنا دیتے اور اگر علم علماء کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ اپنی ساری اولاد کو عالم بنا دیتے۔ لیکن یہ امر تو اپنے اپنے نصیبہ پر موقوف ہے۔

نیز فرمایا کہ اولیاء خدا مظہر حق ہیں جو کچھ ان سے صادر ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے اس کی مثال بیان فرمائی کہ جس طرح کہتے ہیں کہ نہر جاری ہے نہر کو یہ شرف حاصل ہے کہ پانی اس میں جاری ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کو بھی شرف حاصل ہے۔ کہ حق سبحانہ نے اپنے اسماء و صفات کو بوجہ کمال ان میں ظاہر کیا ہے کیونکہ مظاہر ممکنات برتنوں کی مانند ہیں کہ کسی برتن میں شکر ڈالی جاتی ہے اور کسی میں گندگی اور پلید وغیرہ۔

نیز فرمایا کہ اس زمانہ میں جب بادل آتے ہیں تو بارش کے بجائے اولے برستے ہیں۔ یہ سب ہمارے گناہوں کی شامت ہے۔ اسی طرح قیامت کے روز بادل دکھائی دیں گے۔ دوزخی خیال کریں گے کہ بارش برسے گی لیکن بجائے بارش کے اس میں سے سانپ اور بچھو نازل ہوں گے۔ اور دوزخیوں کے برے اعمال کی شامت سے وہ سانپ اور بچھو ان کو کاٹیں گے اور وہ فریاد و فغاں کریں گے۔ ع

الاماں، یا الاماں یا الاماں

اللھم ارزقنا ایماناً مستقیماً و عملاً صالحاً و لساناً ذاکراً و خلقاً حسناً اللّٰھم احفظنا من خزی الدنیا و عذاب الاٰخرۃ۔

نیز آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

ترسم کہ روزِ حشر عناں بر عناں روند
تسبیحِ شیخ و خرقہ پوشِ رندان بادہ خوار!

حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ حق سبحانہ احکم الحاکمین ہیں، جو کچھ وہ کریں اس پر راضی رہنا چاہیئے چوں و چرا نہ کرنا چاہیے اور یہ شعر پڑھا ؎

اگر شاہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پروین!!

نیز فرمایا کشف کا ظاہر کرنا کوئی چیز نہیں ہے ؎

ہر کہ او از کشف می گوید سخن
کشف او را بر سر او کفش زن!

چنانچہ فتوحاتِ مکی میں آیا ہے کہ کشف و کرامت کوئی چیز نہیں بلکہ کشف و کرامت یہی ہے کہ سالک اپنے تمام اوقات کو حق تعالیٰ کی یاد سے معمور رکھے۔ ایک سانس بھی غفلت اور گمراہی میں نہ گزارے۔ وقت بوقت ذوق اور لذت پائے۔

نیز حضرت قبلہ نے حضرت صاحبزادہ خواجہ محمود سے فرمایا کہ دعا فرمائیں حق تعالیٰ خیر محمد کو ہماری متابعت نصیب فرمائیں

نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ہم پر اس قدر عنایت فرمائی ہے کہ ظاہری اور باطنی نعمتیں ہمیں حاصل ہیں بلکہ روز بروز آپ کا فیض ہم پر زیادہ ہی ہو رہا ہے ہمیں کسی چیز کی محتاجی نہیں ہے اور ہماری برادری کے لوگ اپنی معاش کے واسطے گھاس اور ایندھن بیچتے ہیں اور اسی طرح روزی کماتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت عبداللہ کے گھر سے ایک نور نکل کر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ جب ابلیس نے وہ نور دیکھا تو بہت غمگین ہوا اس سے پوچھا کہ اتنے غمگین کیوں ہو، کہنے لگا آج رات عبداللہ کے گھر سے نور نکل کر آسمان کی طرف جا رہا ہے اور ہمارا آسمان کی طرف چڑھنا بند کر دیا گیا ہے کہ اس کے بعد ہم آسمان کی طرف نہیں چڑھ سکتے۔

نیز فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں ایک نور پیدا ہوا ہے جب بیدار ہوئے تو خوابوں کی تعبیر بتانے والے کے

پاس گئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ اس نے تعبیر دی کہ تمہارے گھر میں آخر الزمان پیدا ہوں گے پھر آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

یتیمے کہ نا کردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست
از لات و عزیٰ بر آورد گرد!
کہ تورات و انجیل منسوخ کرد!

ایک روز حضرت صاحبزادہ خواجہ محمود نے حضرت قبلہؒ کے سامنے اپنے بڑی دادی صاحبہ کی زبانی بیان کیا کہ ہماری دادی صاحبہ جو کہ حضرت قبلہ عالم مہارویؒ کی والدہ تھیں میاں احمد صاحب والا کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ میرا بیٹا کئی سالوں سے گھر سے گیا ہے اور پھر واپس نہیں آیا۔ دعا فرمائیں کہ اپنے گھر میں واپس آجائے۔ میاں احمدؒ صاحب ولی تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارا بیٹا قطب زمان بن گیا ہے آٹھ دن کے بعد گھر آجائے گا۔ حضرت قبلہ نے جب یہ روایت سنی تو ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے خواص کو سب باتیں معلوم کرا دیتے ہیں چنانچہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

بلکہ پیش از زادن تو سالہا
دیدہ باشند ترا با حالہا

بعض دوستوں نے کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ کا جہر شروع کیا۔ ان کی

آواز حضرت قبلہ کے کانوں میں پڑی، آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ جہر غلط طریقہ سے کر رہے ہیں۔ ذکر جہر صحیح کرنا چاہیے اور ہر ضرب میں اسم مبارک "اللہ" کی ہا کو ظاہر کرنا چاہیے اور زبان مبارک سے ایک ضرب لا الہ الا اللہ کی لگائی اور دوسری اسم "اللہ" کی، اس طرح آپ نے دو ضربیں صحیح لگا کر بتلائیں ۔ نیز فرمایا کہ ذکر اس طرح کرنا چاہیے کہ (اس کے سننے سے دل میں ذوق و شوق پیدا ہو۔

حضرت قبلہؒ تمام دوسرے وظائف کی نسبت کلمہ شریف کا ذکر جہر بہت لوگوں کو تلقین کرتے تھے کیونکہ ذکر لا الہ الا اللہ سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت بہت جلد پیدا ہوتی ہے

نیز فرمایا کہ حق سبحانہ نے اپنے دوستوں کو صفت ستاری عطا فرمائی ہے جس کسی کا عیب دیکھتے ہیں اسے چھپاتے ہیں، ظاہر نہیں کرتے چنانچہ حدیث نبوی ہے :- طوبیٰ لمن شغلہ عن عیوب الناس ۔

ایک روز صاحبزادہ خواجہ محمود نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی ملکیتی زمین جو کہ پہاڑ میں تھی، باقی ہے یا نہیں ۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ اراضی مذکورہ ہمارے علاقہ میں باقی ہے اس لئے کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ العزیز نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ اے فلانے یعنی محمد سلیمانؒ! میں تمہاری طبیعت میں لاابالی پن دیکھتا ہوں ۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے ملک کی زمین کسی کو بخش دو۔ اپنی زمین کو اپنی ملک میں رکھنا ۔ حضرت قبلہؒ عالم کے منع فرمانے کی وجہ سے زمین مذکورہ ہمارے ملک میں (ہمارے نام) باقی ہے ۔ ع

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔۔۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

بیت دیگر

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید ۔۔۔ کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز سلطان الثارکین تھے، ہزاروں روپیہ نقد اور اونٹ گھوڑے اور دوسرے مال واسباب میں سے طرح طرح کی چیزیں جو مرید آپ کی خدمت میں لاتے آپ اسی وقت دوسروں کو عطا فرما دیتے اپنے پاس کوئی چیز نہ رکھتے۔ اللّٰھم ارزقنا ھذہ الصفۃ بحرمۃ محمد وآلہ وصحابہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین وسلم۔

ایک روز حضرت قبلہ کی خدمت میں خدا بخش لانگری نے عرض کیا غریب نواز! قرض بہت ہو گیا ہے قرض خواہ تنگ کرتے ہیں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو ہم نے اپنا ہاتھ کسی ایسے ہاتھ میں دیا ہے یعنی حضرت قبلہ عالم مہاروی کا ہاتھ پکڑا ہے ہم انشاء اللہ کسی کے محتاج نہیں ہوں گے۔

ہر کہ بہ دل دامن پیراں گرفت
گنج بقا از دہ ویراں گرفت !!

کچھ بات چلی کہ صحیح مسلمان ہونا اور اسلام کا درجۂ کمال حاصل کرنا بہت مشکل ہے اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا پڑوسی ایک یہودی تھا، اس یہودی سے لوگوں نے کہا کہ تم اسلام کیوں قبول نہیں کرتے یہودی نے جواب دیا کہ جو اسلام بایزید کا ہے وہ تو مجھے حاصل نہیں ہو سکتا، اور جو اسلام تمہارا ہے میں اس کو قبول نہیں کرتا پھر آپ نے یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ؎

ہر کسے چوں شبلی داد ھم شدے
سادگا اسلام اگر آساں بدے

خواجہ قطب الدین سرہٗ فوائد السالکین میں فرماتے ہیں "اے فرید الدین!

طالبانِ حق نے طعام اور خواب کو اپنے اوپر حرام کئے تھا ہے تب جا کر ان کو درجۂ قرب نصیب ہوا ہے"۔ اور حضرت فرید الدینؒ راحت القلوبؒ میں فرماتے ہیں:۔

"اے نظام الدین! درویش کو چاہیے کہ پہلے اپنی آنکھ کو لوگوں کے عیوب دیکھنے سے اندھا بنا لے، دوسرے کان کو لوگوں کے عیوب کے متعلق کچھ سننے سے بہرا بنا لے، تیسرے زبان کو کچھ کہنے سے گنگ بنا لے، چوتھے اپنے پاؤں کو لنگڑا بنا لے یعنی نہ جانے والی جگہوں پر جہاں کے لئے نفس تقاضا کرے نہ جائے اور ہواس کی مخالفت کرے کیونکہ:۔ النفس خائنۃٌ مانعۃٌ وافضل الاعمال خلافھا۔

حتی کہ درگاہِ حق تعالیٰ کا محبوب و مقبول بن جائے۔

نیز کیمیائے سعادت میں آیا ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ چار چیزوں سے اپنا حصار بنا لے اول تنہائی، دوسرے کم بولنا کیونکہ بہت باتیں کرنے سے سالک کا دل تاریک ہو جاتا ہے، تیسرے کم کھانا کیونکہ کم کھانے سے شیطانی راستے بند ہو جاتے ہیں، چوتھے تھوڑا سونا کیونکہ بہت سونے سے غفلت پیدا ہوتی ہے، ابدال لوگ جو درجۂ ابدالیت کو پہنچے ہیں انہی چار چیزوں کی عادت سے پہنچے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ایک روز میں مؤلف ملفوظات احضرت قبلہؒ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ایک ہندو نے آکر حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی زیارت کا مجھے بہت ہی شوق تھا۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں یہ بات داخل ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے ساتھ صلح رکھی جائے اور بیعت بطور شہادت کے پڑھا ہے

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

کچھ بات چلی کہ ہر شخص کو دینی و دنیاوی مراد اس کے اعتقاد کے مطابق اسے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص ایک ملک میں گیا، وہاں اس نے لوگوں کو دیکھا کہ خشک زمین میں گنا بوتے ہیں۔ اس شخص نے لوگوں کو کہا کہ کیوں خشک زمین میں بیج کو ضائع کرتے ہو، لوگوں نے اسے کہا کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جو خداوند مطلق پر یقین و توکل نہیں رکھتے، پھر کہا یہیں ٹھہر جاؤ اور دیکھو کہ جلدی ہی حق تعالی بارش نازل فرمادیں گے! اس شخص نے کہا کہ دیکھا جائے گا، ایک گھڑی تک وہ شخص وہیں رہا۔ اتنے میں حق تعالی کی قدرت سے آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اسی وقت اتنی بارش ہوئی کہ انسان کے گھٹنے کے برابر ہر جگہ پانی کھڑا ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ ہمارے وطن پہاڑ میں لوگوں کی زمینیں پہاڑ کے اوپر ہیں، بیج بونے کے موسم میں لوگ مکئی وغیرہ کا بیج خشک زمین میں ڈال دیتے اور اس پر ہل چلاتے ہیں، حق تعالی ان کے اعتقاد کے مطابق دوسرے تیسرے روز بارش برسا دیتے ہیں اور وہ زراعت اسی بارش کے پانی سے پکتی ہے۔ اسی طرح سے ہندوستان میں گنا اور چاول اور دوسری زراعتیں بارش کے پانی سے ہی پکتی ہیں۔ بعد ازاں آپ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی۔

ان عند ظن عبدی بی حق سبحانہ و تعالی فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے یقین کے قریب ہوتا ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے اور بندہ کی مراد کو اسکے یقین کے مطابق پورا کرتا ہوں

بہر تو کل کمر بود خیر و نہیب | حق دہد مانند مرغان روزیت

بیت:

کمان نرم باشد کماندار چیست | کہ وقت کشیدن در آید درست

"نرم کمان" سے مراد سالک کا نفس ہے یعنی سالک اپنے نفس کو حق سبحانہ تعالی

کی عبادت اور ریاضت میں مطیع و فرمانبردار بناتے تاکہ حق تعالیٰ کے حکم میں سستی واقع نہ ہو

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہابیل و قابیل دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے، قابیل نافرمان ہوگیا اور اس نے ہابیل کو شہید کردیا اور کافر ہوگیا۔ نعوذ باللہ من ذالک اور کفر اس سے ظاہر ہوا، اس کی تمام اولاد اب تک کافر چلی آرہی ہے اور ہابیل کی ساری اولاد تقریباً مسلمان ہے نیز اکبر شاہ کا ہندی مصرعہ پڑھا ؏

ہابیل قابیل آدم کے جائے آدم کس کا جایا

نیز یہ شعر پڑھا ؎

سر نوشت ما بدست خود نوشت

خوش نویس است او نخواہد بد نوشت

نیز یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

زمانہ دگر گونہ آئیں نہاد | شد آں مرغ کو خانہ زریں نہاد

بیت

مجنباں سرا تا بجنبند زمیں | ہمیں گو گشت باز گو تم ہمیں

بیت

پستی و بلندی ہستی توئی | ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

بیت

یارے دارم کہ جسم و جاں صورت اوست

چہ جسم چہ جاں جملہ جہاں صورت اوست

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ اولیاء کی صحبت میں بہت تاثیر ہوتی ہے چنانچہ لوہا جب پارس کے پاس پہنچتا ہے اسی وقت سونا بن جاتا ہے، ایک بار نے حضور پرنور کی خدمت میں یہ شعر پڑھا ؎

تا بتابش خورشید اگر تابد بہ دہر   در بدخشاں لعل سازد سنگ را

حضرت قبلہ سلطان التارکین برہان العاشقین المتوکل علی الرحمن حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ نے یہ بیت محرم الحرام کی انتیسویں تاریخ کو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

آہن کہ بہ پارس آشنا شد   فی الحال بہ صورت طلا شد

بعد ازاں بیت مذکور کو تین رات تین دن متواتر پڑھتے رہے اور ماہ صفر کی ساتویں تاریخ کو نماز عشاء اور نماز تہجد ادا فرمائی اور دوسرے وظائف اپنی تسبیح پر پڑھے بعدہٗ صبح کے قریب پاس انفاس کے شغل میں مشغول ہوتے ہوئے پنجشنبہ کی رات کو وصال فرمایا۔

سن ایک ہزار دو سو چھیاسٹھ ۱۲۶۶ھ ہجری میں جمعہ کی رات میں بنگلہ شریف میں جو کہ زندگی مبارک میں آپ کا معبد تھا دفن کئے گئے۔ اس وقت وہاں روضہ مبارک ہے مغرب کے وقت لحد تیار ہوئی جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

گشت تیغ ہجو ظلم پیش بود   ختم نبوت بہ محمد سپرد

مؤلف ملفوظات کہتا ہے ؎

حق چو ولایت بہ جہان درنمود   ختم ولایت بہ سلیمان نمود

بو کہ شود وصل سلیمان نصیب — تا کہ شوم در دو جہاں با حبیب
وصل سلیمان ز وصال خدا ست — داند ایں نکتہ کہ از اہل صفا ست
خواجہ سلیمان ز سلیمان نظیر — ہست مرا در دو جہاں دستگیر

نیز مؤلف ملفوظات کہتا ہے۔

امام الدین غلام شاہ تونسہ — بہ تنہائی گرفت از خلق گوشہ
بہ بند ہر دو عالم مظہر پاک — بدار دخویش را کم از خس وخاشاک
ہمہ کس را بداند نیک از خویش — ہمیں تعلیم کرد از مرشد خویش
خداوندا بہ حرمت شاہِ تونسہ — ز ایمان کن مرا ہمراہ توشہ

یہ چند ملفوظ فقیر حقیر پر تقصیر خاکسارِ راہِ دردمنداں فقیر امام الدین بن میاں تاج محمد بن حافظ شرف الدین متوطن شاہ اعظم غفر اللہ تعالیٰ لہم ولجمیع المومنین والمومنات نے جمع کئے ہیں اس امید پر کہ حق تعالیٰ اس فقیر کی عاقبت کو بہتر بنا دے۔ اللھم امین یا رب العالمین اللھم انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین اللھم اغفر لمصنفہ ولقاریہ و الکاتبہ ولناظرہ ولجمیع المسلمین والمسلمات بحرمۃ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بحرمتہ عنی وعن جمیع المومنین یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا مجیب یا مجیب یا مجیب۔ اللھم افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا بالخیر بحرمۃ نبی اخر الزمان صلی اللہ

تعالى عليه وآله واصحابه وازواجه وعترته وعشيرته
اجمعين وسلم برحمتك يا ارحم الراحمين وارحمنا
وانت خير الراحمين واغفر لنا وانت خير الغافرين.
أمين. تمت بعون الله تعالى شانه، في يوم الاحد وقت الضحى
في حادي عشر من شهر ذي الحجة سنة ١٢٨٤ اربع وثمانين
بعد الالف والمائتين

مختصر حالات حضرت خواجہ فیض بخش للّٰہی قدس سرہٗ

نام ونسب و خاندان حضرت مولانا الحافظ الخواجہ فیض بخش للّٰہی قدس سرہٗ حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہٗ کے مقبول و محبوب ترین خلفا میں سے تھے۔
آپ نسباً انصاری تمیمی ہیں، شجرہ نسب اس طرح ہے۔

حضرت خواجہ فیض بخش بن مولانا عبدالحفیظ بن محمد اعظم بن مولانا کلیم اللہ انصاری للّٰہی، انتیسویں پشت پر آپ کا نسب حضرت تمیم انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی تین صحابہ حضرت عبداللہ حضرت جابر اور حضرت تمیم انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین افغانستان و ایران وغیرہ ممالک میں تبلیغ اسلام کے واسطے تشریف لائے تھے پھر سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں حضرت تمیم انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بعض لوگ سلطان مذکور کے ہمراہ پنجاب میں آئے اور ضلع جہلم کے علاقہ میں پنڈ دادنخان سے بیس میل مغرب کی طرف ایک بستی للہ کے نام سے بسائی یہیں تیرھویں صدی ابتدا میں مولانا عبدالحفیظ کے ہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔

تعلیم و تربیت قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ابتدائی دینی تعلیم پنجاب کے مختلف مدارس میں حاصل کی اور وقت کے تمام مروجہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی تکمیل علم حدیث کے واسطے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں حدیث کی آخری کتابیں پڑھیں۔ آپ کے والد ماجد

کو آپ کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ آپ دہلی میں علم حدیث پڑھ رہے تھے اور ابھی تکمیل نہیں ہوئی تھی تو عید الاضحیٰ کے موقعہ پر آپ دہلی سے اپنے گھر للّہ تشریف لے آئے۔ چونکہ اس زمانہ میں ریلیں موٹریں نہ تھیں اس لئے یہ سفر آپ کو پیدل ہی طے کرنا پڑا۔ عصر کے وقت آپ للّہ پہنچے۔ آپ کے والد ماجد اس وقت گاؤں سے باہر اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے کسی نے ان کو بتلایا کہ فیض بخش دہلی سے گھر ملنے کے واسطے آیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ علم کی تکمیل کر کے آیا ہے یا پہلے ہی چلا آیا ہے۔ بتانے والے نے بتایا کہ ابھی علم کی تکمیل تو نہیں ہوئی ایک آدھ حدیث کی کتاب پڑھنا باقی ہے ویسے ہی گھر ملنے کے واسطے آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے جا کر کہو کہ اسی وقت واپس ہو جائے اور جب تک علم کی تکمیل نہ کرلے مجھے منہ نہ دکھائے چنانچہ والد ماجد کا یہ پیغام سنتے ہی آپ واپس دہلی کو چل پڑے اور رات بھی اپنے گاؤں سے باہر بسر کی جب علم کی تکمیل کرلی تب گھر آئے

بیعت و خلافت

تکمیل علوم کے بعد آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ان سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت بھی ملی، لیکن چونکہ آپ کی طبیعت میں عشق الٰہی کی سوزش و جلن بہت زیادہ تھی اور استعداد بہت بلند تھی اس لئے طبیعت میں خلش باقی تھی، اور دل نسبت چشتیہ کے حصول کی طرف مائل تھا۔ نیز اسی زمانہ میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کا اطراف، و اکناف ملک میں بہت شہرہ ہو چلا تھا آپ کے دل میں بھی حضرت خواجہؒ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا، جو آپ کو کشاں کشاں حضرت

خواجہؒ کے دروازہ پر لے گیا حضرت خواجہ تونسویؒ نے بہت شفقت و عنایت فرمائی اور خلافت دے کر بیکانیر کی طرف تبلیغ و اشاعت دین کے واسطے روانہ فرمایا، آپ بیکانیر میں کافی عرصہ رہ کر اشاعت اسلام اور تزکیۂ قلوب کے مقدس فریضہ کو سرانجام دیتے رہے۔ بہت سے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو آپ کی خدمت میں فتوحات کا ڈھیر لگ گیا آپ نے نذرانہ کا سارا مال و اسباب ایک اونٹ پر لدوایا اور حضرت خواجہؒ کی خدمت میں تونسہ شریف حاضر ہوئے اور وہ سب مال حضرت خواجہؒ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ غریب نواز! اس مسکین نے اس دنیا کے واسطے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے مجھے تو معرفتِ حق اور عشق الٰہی کی دولت درکار ہے یہ سن کر حضرت خواجہ بہت خوش ہوئے اور اٹھ کر گلے لگا لیا اور بیش از بیش توجہات اور فیوض باطنی سے آپ کو نوازا اور فرمایا کہ آپ اپنے گھر چلے جائیں اب دنیا آپ کے گھر نہیں آئے گی۔ اور دعا فرمائی کہ علم و فقر اور عشق الٰہی کی دولت آپ کے گھر میں ہمیشہ رہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ للّٰہی اللہ شریف سے آئے۔ اور اپنی جائداد زمین وغیرہ اپنے بھائی بندوں کو لکھ کر دے دی اور گوشہ نشینی اختیار کی تب سے آپ کا لقب تارک الدنیا ہوا۔ لیکن آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور کچھ عرصہ عالم استغراق میں رہ کر واصل بحق ہوئے۔ ۲۷ ذی القعدہ ۱۲۹۲ھ مطابق اگست ۱۸۹۶ء میں آپ کی وفات ہوئی اور اپنے حجرہ میں جو آپ کی زندگی میں آپ کا معبد تھا دفن کئے گئے۔

آپ نے اپنے شیخِ ثانی حضرت خواجہ تونسویؒ کی خدمت میں بہت سی تصوف کی کتابوں کا درس بھی لیا تھا ۱۲۶۲ھ میں حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کی فصوص الحکم کا

درس لیا۔ فصوص الحکم کا قلمی نسخہ جو حضرت کے کتب خانہ میں موجود ہے اور مولانا محمد حسین پشاوری کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے:

"باتمام رسید و باختتام انجامید تسوید این رسالہ شریفہ و تشیید ایں مقالہ لطیفہ مسمی بنقد النصوص فی شرح نقش الفصوص از دست فقیر محمد حسین غفرلہ و لوالدیہ و احسن الیہما و الیہ در تونسہ شریفہ زادہا اللہ شرفاً بتاریخ بست و پنجم شہر شعبان المعظم ۱۲۶۲ھ مقدس وقت عصر بہ پاس خاطر عاطر مشفقی ام مولوی فیض بخش صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ"

مشہور ہے کہ حضرت للّٰہی بہت حسین و جمیل تھے۔ پھر انوار الٰہی کے غلبہ نے صورت کو اور بھی نورانی و پرکشش بنا دیا تھا اس لئے آخری عمر میں یہ حالت تھی کہ ایک نگاہ بھی جس پر ڈال دیتے اس کی عجیب حالت ہوتی اور چشم معنی کھل جاتی بہت سی کرامات کا آپ سے ظہور ہوا جن کی تفصیل درج کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے

وفات سے کچھ وقت پہلے آپ کے ایک عزیز مولوی الٰہی بخش صاحب کنڈوہی نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کے دونوں صاحبزادے صغیر سن ہیں اور گھر میں بھی کوئی چیز نہیں آپ ان کو کس کے حوالہ کر کے جا رہے ہے تو آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں میری اولاد میں سے جو دین پر قائم رہے گا اسے خدا تعالیٰ ضائع نہیں فرمائیں گے اور جس نے دین کو چھوڑ دیا میرا اور میرے خدا کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

آپ کی مقبولیت

حضرت خواجہ محمد سلیمان کے جلیل القدر خلیفہ سید امام شاہ صاحب ساکن چشتی (علاقہ سوُن) فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت خواجہ تونسوی کے خلفاء میں سے خواجہ فیض بخش للّٰہی کو حق تعالیٰ نے وہ مرتبہ عطا فرمایا اور جس پر میرا ایمان ہے کہ جس کلمہ گو نے آپ کی زندگی میں آپ کی زیارت بھی کی اسے بھی حق تعالیٰ نے بخش دیا۔

حضرت الٰہی کی وفات سے قبل بھیرہ کے مشہور بزرگ حضرت میاں غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ حضرت مولانا خواجہ فیض بخش کے لئے دو عظیم الشان خلعتوں میں سے ایک خلعت مقدر ہو چکا ہے۔ ایک خلعت، خلعت محبوبی ہے اور دوسرا بارگاہ ایزدی میں حاضر ہونے کا خلعت ہے دیکھیئے کونسا نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ چند روز کے بعد حضرت الٰہی کا وصال ہو گیا۔ وصال کے بعد حضرت کے بعض مخالفین کے مخالفانہ اقوال کی تردید میں حضرت میاں صاحب مذکور نے فرمایا کہ "اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ حضرت الٰہیؒ کی نماز جنازہ میں تمام ارواح انبیاء اور اولیاء نے شرکت کی اور فرشتوں کی تو اتنی کثرت تھی کہ کوہستان نمک سے لے کر دریائے جہلم تک جنازہ کی صفیں تھیں۔

اولاد و جانشین

آپ کے دو صاحبزادے تھے بڑے مولانا حافظ ناصر الدین اور چھوٹے مولوی عبدالعزیز۔ آپ کی وفات کے بعد مولانا حافظ ناصر الدینؒ آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کی تربیت ان کے ماموں مولانا الٰہی بخش صاحب نے کی اور خلافت حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے دی۔ مولانا ناصر الدینؒ نہایت حلیم الطبع، منکسر المزاج اور ہر دلعزیز بزرگ تھے اکثر اوقات مراقب رہتے اور جب عشق الٰہی کا غلبہ ہوتا تو فقیر احمد بخش اور میاں ابراہیم سے مولانا جامی کا کلام سنتے۔ اکثر یہ غزل سنتے:

اے فسونِ چشمِ مستت مایۂ دیوانگی
آشنایان ترا از خویش ہم بیگانگی!

شمع رخسار تو ہر جا بر فروزد بزم حسن
از خدا خواہند خوباں دولت پروانگی

شیوۂ عاشق چہ داند زاہد خلوت نشین
جلوۂ طاؤس کے آید ز مرغ خانگی!

اے کہ گوئی شیوۂ مرداں ست از روئے تو
خیر گر جامی نخواہد آمد ایں مردانگی

مولوی عبدالعزیز صاحب کے ایک ہی صاحبزادے تھے مولانا حافظ احمد مرحوم بڑے عالم، زاہد، متقی اور صاحب سوز وگداز انسان تھے عربی فارسی اردو اور پنجابی میں شعر بھی کہتے تھے عین جوانی کے عالم میں انتقال فرمایا۔

خواجہ حافظ ناصر الدینؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ مولانا فضل حسینؒ اور محمد عثمان آپ کی وفات کے بعد مولانا فضل حسینؒ آپ کے جانشین ہوئے ان کو اپنے والد ماجد کے علاوہ حضرت خواجہ محمود تونسویؒ اور خواجہ حامد تونسویؒ نے بھی خلافت عطا فرمائی اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ خلیفہ خواجہ احمد میرویؒ سے بھی باطنی استفادہ کیا، آپ کے مزاج میں جلالیت بہت تھی۔ بہت عرصہ تک مشائخ سلسلہ کی روایات کو قائم رکھ کر ۱۹۳۰ء میں انتقال فرمایا۔ تین صاحبزادے ہوئے۔ بڑے مولانا حافظ نظام الدین صاحب جو آج کل سجادہ نشین ہیں۔ ان کو حضرت شیخ المشائخ خواجہ حافظ نظام الدین صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے خلافت دی دوسرے حافظ محمد سعید ان کا عین عنفوان شباب میں انتقال ہو گیا، تیسرے مولانا حافظ محمد اکرم صاحب ساکن کھیوڑہ ان کو شیخ المشائخ حضرت مولانا الحافظ الحاج الشاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری مدظلہ العالی نے اجازت وخلافت دی ہے۔

انوارِ صوفیہ

یعنی

اخبار الاخیار

از

شیخ عبد الحق محدث دہلوی

ترجمہ

محمد لطیف فریدی ایم اے

بزرگانِ دین کی زندگی بھی مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہوتی ہے۔ ان بزرگوں نے اپنے عہد میں جو کارہائے نمایاں کیے وہ محتاج بیان نہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق پوری طرح ادا کیا۔ بگڑے ہوئے اخلاق اور معاشرے کو سنوارا۔ اسلام کی شوکت و عظمت قائم کی۔ اس کتاب میں ان پاکیزہ زندگیوں کے حالات، ان کے ملفوظات و تصنیفات کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے انسان نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور اپنے آپ میں ایک غیر معمولی جذبہ اور حرارت محسوس کرتا ہے۔

قیمت:۔ آٹھ روپے — سفید کاغذ:۔ پندرہ روپے

ناشر:۔ شعاعِ ادب۔ بیرون لوہاری گیٹ۔ لاہور

اچھی اور سستی کتابیں

انوارِ صوفیہ	ترجمہ اخبار الاخیار { سستا ایڈیشن	۸—۰۰
	مجلد سفید	۱۵—۰۰
اخلاقِ صالحین	ترجمہ تنبیہ المغترین	۵—۰۰
معراجُ المومنین	محمد حلیم	۵—۰۰
مجددِ اعظمؒ		۳—۰۰
سوزِ جامیؒ (مولانا جامیؒ اور نعتیں)	طالب ہاشمی (زیر طبع)	—
سفرنامہ آخرت (مرنے کے بعد کیا ہوگا)	"	۴—۰۰
تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ	ترجمہ نافع السالکین	۸—۰۰
تذکرہ حضرت خواجہ اجمیریؒ	طالب ہاشمی	۳—۵۰
تذکرہ سیدنا غوث اعظمؒ	"	۲—۷۵
حضرت ابوایوب انصاریؓ	"	۴—۰۰
اخلاقِ پیمبری	"	۲—۷۵
یہ تیرے پُراسرار بندے	"	۳—۵۰
معجزات سرورِ کونینؐ	"	۳—۷۵
حکایات سعدیؒ	"	۳—۰۰
حکایات رومیؒ	"	۳—۰۰
حکایات صوفیہ	"	۳—۵۰
تذکرہ حضرت علی ہجویریؒ	حکیم امین الدین	۲—۵۰
ارشادات دانائے کونینؐ	طالب ہاشمی	۳—۵۰
اصحابِ کہف		۱—۵۰
کیرو کی ہاتھ کی بات	ترجمہ کمال احمد رضوی	۳—۰۰
انتخاب کلامِ داغ	داغ دہلوی	۲—۰۰
درد و درماں	مدام	۲—۰۰
فرح کاشاہی دسترخوان	کوکب سلطانہ کوثر سلطانہ	۲—۰۰
کوثر کشیدہ کاری مجلد	"	۴—۵۰
انتخاب کلامِ میر	میر تقی میر	۱—۵۰
خمِ ابرو	مدام	۴—۰۰
بدنام (ناول)	رئیس احمد جعفری	۷—۵۰
جال "	"	۶—۰۰
پاگل	"	۶—۰۰

شعاعِ ادب —— چوک انارکلی مسلم مسجد۔ بیرون لوہاری گیٹ۔ لاہور